خوفِ خُدا

مدنی چینل دیکھتے رہیے

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC1286

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

خوفِ خُدا عزوجل

مصنف

اَبُو وَاصِف العطاری المدنی

پیشکش

المدینة العلمیة

E.Mail:ilmia@dawateislami.net

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحٰبک یا حبیب اللہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : خوفِ خدا عزوجل

مصنف : مولانا ابو واصِف العطاری المدنی

طباعتِ ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۵ء تعداد: 1000
طباعتِ ۱۴۳۱، 2010ء تعداد: 5000
طباعتِ ۱۴۳۲، 2011ء تعداد: 11000
طباعتِ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ، جون 2012ء تعداد: 6000

پیشکش : **المدینة العلمیة**

ناشر : مکتبة المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدينة العلمية

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن وخوبی سر انجام دینے کے لئے متعدِّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدينة العلمية**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل پانچ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ
(۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب
(۴) شعبۂ تراجِم کتب
(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب

"**المدینۃ العلمیۃ**" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزّوجلّ "دعوتِ اسلامی" کی تمام مجالس بَشُمُول "**المدینۃ العلمیۃ**" کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
1	خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کی ضرورت	13
2	خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کا مطلب	14
3	خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ اپنانے کی ترغیب پر مشتمل آیاتِ قرآنیہ....	14
4	خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ اپنانے کی ترغیب پر مشتمل احادیثِ مقدسہ..	15
5	خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ اپنانے کی ترغیب پر مشتمل اقوالِ اکابرین...	16
6	خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے درجات	18
7	خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کی علامات	19
8	کیا خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کی کیفیت کا مستقل احساس ضروری ہے؟	21
9	کیا ہمیں یہ نعمت حاصل ہے؟	22
10	خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے حصول کی کوشش کا عملی طریقہ............	23
11	سچی توبہ اور اس نعمت کے حصول کی دعا	24
12	قرآنِ عظیم میں بیان کردہ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے فضائل.......	26
13	احادیث مبارکہ میں مذکور خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے فضائل........	29
14	اکابرین کے بیان کردہ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے فضائل...........	33
15	عذاباتِ جہنم اور ہمارا نازک بدن	35
16	خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے متعلق اسلاف کے تقریباً 117 واقعات.....	41
	(1) قبر کی تیاری کرو......	42
	(2) بادلوں میں کہیں عذاب نہ ہو؟......	42
	(3) جہنم کی آگ آنسو ہی بجھا سکتے ہیں......	42

	(4) ایک میل تک آواز سنائی دیتی......	44
	(5) تیس ہزار لوگ انتقال کر گئے......	44
	(6) مسلسل بہنے والے آنسو......	45
	(7) کسی نے آنکھ کھولتے نہیں دیکھا......	45
	(8) ان کے پہلو لرز رہے ہیں......	46
	(9) تم کیوں روتے ہو؟......	46
	(10) کانپ رہے ہوتے......	47
	(11) تم اسی حالت پر رہنا......	47
	(12) دل اڑنے لگے......	47
	(13) جہنم میں نہ ڈال دیا جاؤں......	48
	(14) سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی گریہ وزاری	48
	(15) ہنستے ہوئے نہیں دیکھا......	49
	(16) کاش میں ایک پرندہ ہوتا......	49
	(17) افسوس تو نے مجھے ہلاک کر دیا......	49
	(18) رونے کی آواز......	50
	(19) سواری سے گر پڑے......	50
	(20) کوڑوں کے نشانات......	51
	(21) کاش میری ماں نے ہی مجھ کو نہ جنا ہوتا	51
	(22) بے ہوش ہو کر گر پڑے......	52
	(23) آگے نہ بڑھ سکے......	52

	(24) اگر تو نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف نہ رکھا	53
	(25) قبر کا منظر سب مناظر سے ہولناک ہے	53
	(26) مرنے کے بعد نہ اٹھایا جائے......	53
	(27) راکھ ہو جانا پسند کروں......	54
	(28) میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں......	54
	(29) ان جیسا نظر نہیں آتا......	55
	(30) بھولی بسری ہو جاؤں......	55
	(31) کاش! میں ایک درخت ہوتا......	56
	(32) ہوا مجھے بکھیر دے......	56
	(33) کاش! میں مینڈھا ہوتا......	56
	(34) آہ! میں انسان نہ ہوتا......	56
	(35) جگر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے......	57
	(36) امانت رکھوا دیا ہے......	57
	(37) مجھے کس طرف جانے کا حکم ہوگا؟......	59
	(38) رونے والا حبشی......	60
	(39) میں کون سی مٹھی میں ہوں گا؟......	60
	(40) میں دنیا کے چھوٹنے پر نہیں روتا......	61
	(41) میں نہیں جانتا......	61
	(42) ایک حبشی کا خوف خدا عزوجل......	62
	(43) کیا اللہ عزوجل کو بھی خبر نہیں؟......	62

	(44) چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا……	63
	(45) پُل صراط سے گزرو……	63
	(46) بے ہوش ہو کر گر گئے……	64
	(47) بے شک مجھے دو جنتیں عطا کی گئیں……	65
	(48) آنکھ نکال دی……	66
	(49) رونے والا پتھر……	67
	(50) چٹان ہٹ گئی……	68
	(51) مجھے جلا دینا……	69
	(52) دعا کے وقت چہرہ زرد ہو جاتا……	70
	(53) ہوش و حواس جاتے رہے……	71
	(54) مجھے بھوک ہی نہیں لگتی……	71
	(55) آنکھوں کی خوبصورتی جاتی رہی……	71
	(56) رونا کیسے چھوڑ دوں؟……	72
	(57) اب توبہ کا وقت آ گیا ہے……	72
	(58) دن رات روتے رہتے……	73
	(59) جہنم کا نام سن کر بے ہوش ہو گئے……	73
	(60) ”لبیک“ کیسے کہوں؟	74
	(61) بھنی ہوئی سری دیکھ کر بے ہوش ہو گئے	75
	(62) درد میں کمی واقع نہ ہوئی……	75
	(63) پھوٹ پھوٹ کر روتے……	76

	(64) مجھے شرم آتی ہے......	76
	(65) روح پرواز کر گئی......	77
	(66) بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا......	78
	(67) آنکھ کی بینائی جاتی رہی......	78
	(68) خوف خدا عزوجل کے سبب انتقال کرنے والا	78
	(69) کمر جھک جانے کا سبب......	80
	(70) آہ! میرا کیا بنے گا؟......	81
	(71) خون کے آنسو......	81
	(72) مٹی ہو جانا پسند کروں گا......	82
	(73) نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے یا گناہوں کا؟	83
	(74) روزانہ کا ایک گناہ بھی ہو تو؟......	84
	(75) چالیس سال آسمان کی طرف نہیں دیکھا	85
	(76) قیامت کا امتحان......	86
	(77) جنتی حور کے تبسم کا نور......	87
	(78) اظہار کس سے کروں؟......	88
	(79) میں مجرموں میں سے ہوں......	89
	(80) چار ماہ بیمار رہے......	89
	(81) سر پر ہاتھ رکھ کر پکار اٹھے......	90
	(82) تجھ سے حیاء آتی ہے......	90
	(83) ہنستے ہوئے نہیں دیکھا......	91

	(84) کیا جہنم سے نکلنے میں کامیاب ہو جاؤں گا؟	91
	(85) گناہ یاد آ گیا......	91
	(86) انتقال کر گئے......	92
	(87) تیرے کس رخسار کو کیڑوں نے کھایا ہو گا؟	92
	(88) جنت کا دروازہ کھلتا ہے یا جہنم کا؟......	93
	(89) اپنے رب عزوجل کو راضی کر لو......	94
	(90) گارا بنانے والا مزدور......	95
	(91) مجھے اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کا خوف نہیں......	99
	(92) اپنے خوف کے سبب بخش دیا......	99
	(93) تمام گناہوں کی مغفرت ہو گئی......	100
	(94) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا خوف	102
	(95) انگلیاں جلا ڈالیں......	103
	(96) بادل سایہ فگن ہو گیا......	104
	(97) مجھے اپنے رب عزوجل کا خوف ہے......	105
	(98) بوسیدہ ہڈیوں کی نصیحت......	106
	(99) مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا......	108
	(100) اللہ عزوجل دیکھ رہا ہے......	110
	(101) میں کس گنتی میں آتا ہوں؟......	111
	(102) نیند کیسے آ سکتی ہے؟......	111
	(103) میرے پاس کوئی جواب نہ ہو گا......	112

	(104) دم توڑ دینے والا مدنی منّا......	113
	(105) آپ اسے مار ڈالیں گے......	113
	(106) اے میرے رب عزوجل! کیوں نہیں؟	114
	(107) میری امیدوں کو مت توڑنا......	115
	(108) میرا کیا بنے گا؟......	117
	(109) فناء ہو جانے والی کو ترجیح نہ دو......	117
	(110) پاؤں اندر داخل نہ کیا......	119
	(111) غوث اعظم علیہ الرحمۃ کا خوف خدا عزوجل	119
	(112) جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے......	120
	(113) بے ہوشی میں دعائیں......	121
	(114) مجھے اپنے رب تعالیٰ کا ڈر ہے......	122
	(115) ایمان کی شمع سدا روشن رہے......	123
	(116) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے......	124
	(117) دیوار سے لپٹ کر رونے لگے......	125
17	فکرِ مدینہ کی عادت کیسے اپنائی جائے، اس کی مثالیں.....	127
18	رونے کے فضائل..............................	136
19	رحمتِ الٰہی عزوجل کی برسات...................	146
20	نیک صحبت کی برکتیں.........................	155
21	ماخذ و مراجع................................	159

پیشِ لفظ

بلاشبہ خوفِ خدا عزوجل ہماری اُخروی نجات کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ عبادات کی بجا آوری اور منہیات سے باز رہنے کا عظیم ذریعہ خوفِ خدا عزوجل ہے۔ خوفِ خدا عزوجل کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم، نورِ مجسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا، ''راس الحکمة مخافة الله یعنی حکمت کا سرچشمہ اللہ عزوجل کا خوف ہے۔ (کنزالعمال: رقم ۵۸۷۳)

زیرِ نظر کتاب ''**دعوتِ اسلامی**'' کی مجلس **المدینة العلمیة** کے **شعبۂ اصلاحی کتب** کی پیش کش ہے، جس میں خوفِ خدا عزوجل کے متعلق کثیر آیاتِ کریمہ، احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے اقوال واحوال کے بکھرے ہوئے موتیوں کو سلکِ تحریر میں پرونے کی کوشش کی گئی ہے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ عوام وخواص کو اس کتاب سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے مؤلف ودیگر اراکین مجلس **المدینة العلمیة** کی اُخروی نجات کا ذریعہ بنائے نیز ''**دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول مجلس **المدینة العلمیة** کے تمام شعبہ جات کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے اور ہمیں نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے لئے دن رات کوششیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین (صلی اللہ علیہ وسلم)

شعبۂ اصلاحی کتب (المدینة العلمیة)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین اما بعد

پیارے اسلامی بھائیو!

اس حقیقت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا کہ مختصر سی زندگی کے ایام گزارنے کے بعد ہر ایک کو اپنے پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوکر تمام اعمال کا حساب دینا ہے۔ جس کے بعد رحمتِ الٰہی عزوجل ہماری طرف متوجہ ہونے کی صورت میں جنت کی اعلیٰ نعمتیں ہمارا مقدر بنیں گی یا پھر گناہوں کی شامت کے سبب جہنم کی ہولناک سزائیں ہمارا نصیب ہوں گی۔ (**والعیاذ باللہ**)

لہذا! اس دنیاوی زندگی کی رونقوں، مسرتوں، اور رعنائیوں میں کھوکر حسابِ آخرت کے بارے میں غفلت کا شکار ہوجانا یقیناً نادانی ہے۔ یاد رکھئے! ہماری نجات اسی میں ہے کہ ہم ربِ کائنات عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اپنے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں اور گناہوں کے ارتکاب سے پرہیز کریں۔ اس مقصدِ عظیم میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے دل میں خوفِ خدا عزوجل کا ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک یہ نعمت حاصل نہ ہو' گناہوں سے فرار اور نیکیوں سے پیار تقریباً ناممکن ہے۔ اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول میں کامیابی کی خواہش رکھنے والے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کے لئے درجِ ذیل سطور کا مطالعہ بے حد مفید ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ عزوجل

خوفِ خدا کا مطلب:

یاد رکھئے کہ مطلقاً خوف سے مراد وہ قلبی کیفیت ہے جو کسی ناپسندیدہ امر کے پیش آنے کی توقع کے سبب پیدا ہو مثلاً پھل کاٹتے ہوئے چھری سے ہاتھ کے زخمی ہو جانے کا ڈر.....

جبکہ خوفِ خدا عزّوجلّ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی، اس کی ناراضگی، اس کی گرفت اور اس کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں کا سوچ کر انسان کا دل گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائے۔ ﴿ماخوذ من احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج ٤﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

رب العالمین جل جلالہ نے خود قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس صفت کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے، جسے درجِ ذیل آیات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

﴿1﴾ **وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ.** ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک تاکید فرما دی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ (پ٥، النسآء:١٣١)

﴿2﴾ **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا.** ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔

(پ٢٢، الاحزاب: ٧٠)

﴿3﴾ **فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ.** ترجمۂ کنزالایمان: تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ (پ٦، المائدۃ:٣)

﴾4﴿ **یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ.** ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا۔ (پ۴، النساء:۱)

﴾5﴿ **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ.** ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو؛ اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا، مگر مسلمان ۔ (پ۴، آل عمران:۱۰۲)

﴾6﴿ **وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ.** ترجمۂ کنزالایمان: اور مجھ سے ڈرو، اگر ایمان رکھتے ہو۔ (پ۴، آل عمران ۱۷۵)

﴾7﴿ **وَ اِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ.** ترجمۂ کنزالایمان: اور خاص میرا ہی ڈر رکھو۔ (پ۱، البقرۃ:۴۰)

﴾8﴿ **یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ .** ترجمۂ کنزالایمان: اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ (پ۳، آل عمران ۲۸)

﴾9﴿ **وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ.** ترجمۂ کنزالایمان: اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے۔ (پ۳، البقرۃ:۲۸۱)

پیارے اسلامی بھائیو!

پیارے آقا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے نکلنے والے ان مقدس کلمات کو بھی ملاحظہ فرمائیں جن میں آپ نے اس صفتِ عظیمہ کو اپنانے کی تاکید فرمائی ہے، چنانچہ

(1) رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے فرمایا، ''اگر تم مجھ سے ملنا چاہتے ہو تو میرے بعد خوف زیادہ رکھنا۔''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص١٩٨﴾

(2) نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، ''حکمت کی اصل اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔'' ﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج١ص٤٧٠، رقم الحدیث ٧٤٣﴾

(3) حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، ''دو نہایت اہم چیزوں کو نہ بھولنا، جنت اور دوزخ۔'' یہ کہہ کر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رونے لگے حتی کہ آنسوؤں سے آپ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔ پھر فرمایا، ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو جنگلوں میں نکل جاؤ اور اپنے سروں پر خاک ڈالنے لگو۔'' ﴿مکاشفۃ القلوب ص٣١٦﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

قرآنِ عظیم اور احادیث کریمہ کے ساتھ ساتھ اکابرینِ اسلام کے اقوال میں بھی خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے حصول کی نصیحتیں موجود ہیں، جیسا کہ

{1} حضرت سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنے بیٹے کو فرمایا، ''اے میرے بیٹے! تم سَفْلَہ بننے سے بچنا۔'' اس نے عرض کی کہ، ''سَفْلَہ کون ہے؟'' فرمایا، ''وہ جو رب تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔'' ﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج١ص٤٨٠، رقم الحدیث ٧٧١﴾

{2} حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا وقتِ وفات قریب آیا تو کسی نے عرض کی، ''مجھے کچھ وصیت ارشاد فرمائیں۔'' ارشاد فرمایا، ''میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے

ڈرنے، اپنے گھر کو لازم پکڑنے، اپنی زبان کی حفاظت کرنے اور اپنی خطاؤں پر رونے کی وصیت کرتا ہوں۔''

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۵۰۳، رقم الحدیث ۸۴۴﴾

{3} حضرت وہب بن منبہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں، ''توریت میں لکھا ہے کہ جو بارگاہِ الٰہی میں سمجھ دار بننا چاہے تو اسے چاہئیے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف پیدا کرے۔'' (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد ص۱۳۴)

{4} حضرت سَیِّدُنا اِمام ابوالفرج ابنِ جوزی رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں، ''خوفِ الٰہی ہی ایسی آگ ہے جو شہوات کو جلا دیتی ہے۔ اس کی فضیلت اتنی ہی زیادہ ہوگی جتنا زیادہ یہ شہوات کو جلائے اور جس قدر یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکے اور اطاعت کی ترغیب دے اور کیوں نہ ہو؟ کہ اس کے ذریعہ پاکیزگی، ورع، تقویٰ اور مجاہدہ نیز اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرنے والے اعمال حاصل ہوتے ہیں۔'' ﴿مکاشفۃ القلوب، ص۱۹۸﴾

{5} حضرت سَیِّدُنا سلیمان دارانی رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا، ''جس دل سے خوف دور ہوجاتا ہے وہ ویران ہوجاتا ہے۔''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۱۹۹﴾

{6} حضرت سَیِّدُنا ابوالحسن رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے تھے، ''نیک بختی کی علامت بدبختی سے ڈرنا ہے کیونکہ خوف اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک لگام ہے، جب یہ لگام ٹوٹ جائے تو بندہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوجاتا ہے۔''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۴، ص ۱۹۹﴾

{7} حضرت سَیِّدُنا ابوسلیمان رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا ، '' خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ دنیا اور

آخرت کی ہر بھلائی کی اصل ہے۔''

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۵۱۰، رقم الحدیث ۸۷۵﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور بزرگانِ دین کے اقوال میں خوفِ خدا عزوجل سے متعلق احکامات ملاحظہ کرنے کے بعد اس کے حصول کا طریقہ سیکھنے سے قبل یہ جان لینا مفید رہے گا کہ حضرت سَیِّدُ نا اِمام محمد غزالی رضی اللہ عنہ کی تحقیق کی روشنی میں خوف کے تین درجات ہیں،

﴿پہلا﴾ ضعیف (یعنی کمزور)، یہ وہ خوف ہے جو انسان کو کسی نیکی کے اپنانے اور گناہ کو چھوڑنے پر آمادہ کرنے کی قوت نہ رکھتا ہو مثلاً جہنم کی سزاؤں کے حالات سن کر محض جھرجھری لے کر رہ جانا اور پھر سے غفلت و معصیت میں گرفتار ہو جانا......

﴿دوسرا﴾ مُعْتَدَل (یعنی متوسط)، یہ وہ خوف ہے جو انسان کو کسی نیکی کے اپنانے اور گناہ کو چھوڑنے پر آمادہ کرنے کی قوت رکھتا ہو مثلاً عذابِ آخرت کی وعیدوں کو سن کر ان سے بچنے کے لئے عملی کوشش کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ رب تعالیٰ سے امیدِ رحمت بھی رکھنا......

﴿تیسرا﴾ قوی (یعنی مضبوط)، یہ وہ خوف ہے، جو انسان کو ناامیدی، بے ہوشی اور بیماری وغیرہ میں مبتلاء کر دے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے عذاب وغیرہ کا سن کر اپنی مغفرت سے ناامید ہو جانا......

یہ بھی یاد رہے کہ ان سب میں بہتر درجہ ''معتدل'' ہے کیونکہ خوف ایک ایسے تازیانے کی مثل ہے جو کسی جانور کو تیز چلانے کے لئے مارا جاتا ہے، لہذا! اگر اس

تازیانے کی ضرب اتنی ''ضعیف'' ہو کہ جانور کی رفتار میں ذرّہ بھر بھی اضافہ نہ ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، اور اگر یہ ضرب اتنی ''قوی'' ہو کہ جانور اس کی تاب نہ لا سکے اور اتنا زخمی ہو جائے کہ اس کے لئے چلنا ہی ممکن نہ رہے تو یہ بھی نفع بخش نہیں، اور اگر یہ ''معتدل'' ہو کہ جانور کی رفتار میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو جائے اور وہ زخمی بھی نہ ہو تو یہ ضرب بے حد مفید ہے۔ ﴿ماخوذ من احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج ٤﴾

ہوسکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ خوفِ خدا عزوجل تو ایک قلبی کیفیت کا نام ہے، ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ ہمارے دل میں رب تعالیٰ کا خوف موجود ہے اور اگر ہے تو بیان کردہ درجات میں سے کس نوعیت کا ہے؟ تو یاد رکھئے کہ عموماً ہر کیفیتِ قلبی کی کچھ علامات ہوتی ہے جن کی بناء پر پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ وہ کیفیت دل میں پائی جا رہی ہے یا نہیں؟ اسی طرح خوفِ الٰہی عزوجل کی بھی چند علامات ہیں، جن کے سبب ہمیں اپنی قلبی کیفیت کا اندازہ کرنے میں دقت پیش نہیں آئے گی، چنانچہ حضرت سیّدُنا فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف کی علامت آٹھ چیزوں میں ظاہر ہوتی ہے،

{1} انسان کی زبان میں، وہ اس طرح کہ رب تعالیٰ کا خوف اس کی زبان کو جھوٹ، غیبت، فضول گوئی سے روکے گا اور اُسے ذکرُ اللہ عزوجل، تلاوتِ قرآن اور علمی گفتگو میں مشغول رکھے گا۔

{2} اس کے شکم میں، وہ اس طرح کہ وہ اپنے پیٹ میں حرام کو داخل نہ کرے گا اور حلال چیز بھی بقدرِ ضرورت کھائے گا۔

{3} اس کی آنکھ میں، وہ اس طرح کہ وہ اسے حرام دیکھنے سے بچائے گا اور

دنیا کی طرف رغبت سے نہیں بلکہ حصولِ عبرت کے لئے دیکھے گا۔

(4) اس کے ہاتھ میں، وہ اس طرح کہ وہ کبھی بھی اپنے ہاتھ کو حرام کی جانب نہیں بڑھائے گا بلکہ ہمیشہ اطاعتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں استعمال کرے گا۔

(5) اس کے قدموں میں، وہ اس طرح کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں اٹھائے گا بلکہ اس کے حکم کی اطاعت کے لئے اٹھائے گا۔

(6) اس کے دل میں، وہ اس طرح کہ وہ اپنے دل سے بغض، کینہ اور مسلمان بھائیوں سے حسد کرنے کو دور کردے اور اس میں خیر خواہی اور مسلمانوں سے نرمی کا سلوک کرنے کا جذبہ بیدار کرے۔

(7) اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں، اس طرح کہ وہ فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عبادت کرے اور ریاء ونفاق سے خائف رہے۔

(8) اس کی سماعت میں، اس طرح کہ وہ جائز بات کے علاوہ کچھ نہ سنے۔

﴾درۃ الناصحین، المجلس الثلاثون ص۱۲۷﴿

اس تفصیل سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ قبر وحشر اور حساب ومیزان وغیرہ کے حالات سن کر یا پڑھ کر محض چند آہیں بھر لینا... یا... اپنے سر کو چند مرتبہ اِدھر اُدھر پھِرا لینا ... یا... کفِ افسوس مل لینا... یا پھر... چند آنسو بہا لینا ہی کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے عملی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے گناہوں کا ترک کردینا اور اطاعتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول ہوجانا بھی اُخروی نجات کے لئے بے حد ضروری ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو!

ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی جان لیجئے کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت

دل پر خوفِ خدا کی کیفیت غالب رہے، کیونکہ دل کی کیفیات کسی نہ کسی وجہ سے تبدیل ہوتی رہتی ہیں، اس پر کبھی ایک کیفیت غالب ہوتی ہے تو کبھی دوسری، ......اس کا اندازہ درجِ ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے، چنانچہ

حضرت سیِّدُنا حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ‘‘ہم نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے، آپ نے ہمیں کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائیں، جن کو سن کر ہمارے دل نرم ہوگئے، ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ہم نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ پھر جب میں اپنے گھر واپس پہنچا اور میری بیوی میرے قریب آئی تو ہمارے درمیان دنیاوی گفتگو ہونے لگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسولِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں میرے دل پر جو کیفیت طاری ہوئی تھی' تبدیل ہوگئی اور ہم دنیا کے کاموں میں مشغول ہوگئے۔ پھر جب مجھے وہ بات یاد آئی تو میں نے دل ہی دل میں کہا کہ ‘‘میں تو منافق ہوگیا ہوں کیونکہ جو خوف اور رقت مجھے پہلے حاصل تھی، وہ تبدیل ہوگئی۔’’ چنانچہ میں گھبرا کر باہر نکلا اور پکار کر کہنے لگا، ‘‘حنظلہ منافق ہوگیا ہے۔’’ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے سامنے تشریف لے آئے اور فرمایا، ‘‘ہرگز نہیں! حنظلہ منافق نہیں ہوا۔’’

بالآخر میں یہی بات کہتے کہتے سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ گیا۔ رحمتِ عالمیان ﷺ نے بھی فرمایا، ‘‘ہرگز نہیں! حنظلہ منافق نہیں ہوا۔’’ تو میں نے عرض کی، ‘‘یارسول اللہ ﷺ! جب ہم آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے تو آپ نے ہمیں وعظ فرمایا، جس کو سن کر ہمارے دل دہل گئے، آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور ہم نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ اس کے بعد میں اپنے گھر والوں کی طرف پلٹا اور ہم دنیاوی باتوں

میں مشغول ہو گئے جس کے سبب آپ کی بارگاہ میں پیدا ہونے والا سوز و گداز رخصت ہو گیا۔ ''(یہ سن کر) سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، ''اے حنظلہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ! اگر تم ہمیشہ اُسی حالت پر رہتے تو فرشتے راستے اور تمہارے بستر پر تم سے مصافحہ کرتے، لیکن یہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔'' ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٠١﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے احکام اور اس کی مختصر سی وضاحت جان لینے کے بعد ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئیے کہ اب تک ہم اپنی زندگی کی کتنی سانسیں لے چکے ہیں، اس دنیائے فانی میں اپنی حیات کے کتنے ایام گزار چکے ہیں! بچپن، جوانی، بڑھاپے میں سے اپنی عمر کے کتنے اَدوار ہم گزار چکے ہیں؟ اور اس دوران کتنی مرتبہ ہم نے اس نعمت عظمیٰ کو اپنے دل میں محسوس کیا؟ کیا کبھی ہمارے بدن پر بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ڈر سے لرزہ طاری ہوا؟ کیا کبھی ہماری آنکھوں سے خشیتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی وجہ سے آنسو نکلے؟ کیا کبھی کسی گناہ کے لئے اٹھے ہوئے ہمارے قدم اس کے نتیجے میں ملنے والی سزا کا سوچ کر واپس ہوئے؟ کیا کبھی ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری اور اس کی طرف سے کی جانے والی گرفت کے ڈر سے زندگی کی کوئی رات آنکھوں میں کاٹی؟ کیا کبھی رب تعالیٰ کی ناراضگی کا سوچ کر ہمیں گناہوں سے وحشت محسوس ہوئی؟ کیا کبھی اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ کی رضا کو پالینے کی خواہش سے ہمارے دل کی دنیا زیروزبر ہوئی......؟

اگر جواب ہاں میں ہو تو سوچئے کہ اگر ہم نے ان کیفیات کو محسوس بھی کیا تو کیا خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے عملی تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کی یا محض ان کیفیات

کے دل پر طاری ہونے پر مطمئن ہو گئے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے ہیں اور مختلف گناہوں سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنے کا عمل بدستور جاری رکھا اور نیکیوں سے محرومی کا تسلسل بھی نہ ٹوٹ سکا؟ صرف یہی نہیں بلکہ ان کیفیات کے بار بار احساس کے لئے کوئی دعا بھی لبوں پر نہ آئی۔

اور اگر ان سوالات کا جواب نفی میں آئے تو غور کیجئے کہیں ایسا تو نہیں کہ گناہوں کی کثرت کے نتیجے میں ہمارا دل سخت سے سخت تر ہو چکا ہو جس کی وجہ سے ہم ان کیفیات سے اب تک نا آشنا ہوں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو مقامِ تشویش ہے کہ ہماری کساوتِ قلبی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی غفلت کہیں ہمیں جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں نہ گرا دے۔ (والعیاذ باللہ)

قلب پتھر سے بھی سختی میں بڑھا جاتا ہے
دل پہ اِک خول سیاہی کا چڑھا جاتا ہے

پیارے اسلامی بھائیو! اس سے پہلے کہ ہماری سانسوں کی آمد و رفت رک جائے اور سوائے احساسِ زِیاں کے ہمارے دامن میں کچھ بھی نہ ہو، ہم اپنی آخرت کی بہتری کے لئے اس صفتِ عظیمہ کو اپنانے کی جدوجہد میں لگ جائیں۔ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کی اس عظیم نعمت کے حصول کے لئے عملی کوشش کے سلسلے میں درجِ ذیل امور مددگار ثابت ہوں گے۔ اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

﴿1﴾ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ اور اس نعمت کے حصول کی دعا کرنا۔

﴿2﴾ قرآنِ عظیم و احادیث مبارکہ میں وارد ہونے والے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے فضائل پیشِ نظر رکھنا۔

﴿3﴾ اپنی کمزوری وناتوانی کو سامنے رکھ کر جہنم کے عذابات پر غور وتفکر کرنا۔

﴿4﴾ خوفِ خدا عزوجل کے حوالے سے اسلاف کے حالات کا مطالعہ کرنا۔

﴿5﴾ خود احتسابی کی عادت اپنانے کی کوشش کرتے ہوئے فکرِ مدینہ کرنا (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔

﴿6﴾ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا جو اس صفتِ عظیمہ سے متصف ہوں۔

﴿ان اُمور کی تفصیل﴾

﴿1﴾ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرنا اور اس نعمت کے حصول کی دعا کرنا:

جس طرح طویل دنیاوی سفر پر تنہا روانہ ہوتے وقت عموماً ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ کم سے کم سامان اپنے ساتھ رکھیں تاکہ ہمارا سفر قدرے آرام سے گزرے اور ہمیں زیادہ پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، بالکل اسی طرح سفرِ آخرت کو کامیابی سے طے کرنے کی خواہش رکھنے والے کو چاہیئے کہ روانگی سے قبل گناہوں کا بوجھ اپنے کندھوں سے اتارنے کی کوشش کرے کہ کہیں یہ بوجھ اسے تھکا کر کامیابی کی منزل پر پہنچنے سے محروم نہ کردے۔ اور اس بوجھ سے چھٹکارے کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں سچی توبہ کرے کیونکہ سچی توبہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتی ہے جیسے کبھی کئے ہی نہ تھے۔ جیسا کہ سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''**اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهُ** ۔ یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔'' ﴿کنز العمال، ج ٤، ص ٩٢، رقم الحدیث ١٠٢٤٥﴾

اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ سچی توبہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ کسی گناہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جان کر اس پر نادِم ہوتے ہوئے رب عَزَّوَجَلَّ سے معافی طلب کرے اور آئندہ کے لئے اس گناہ سے بچنے کا پختہ ارادہ کرتے ہوئے ، اس گناہ کے ازالہ کے لئے کوشش کرے، یعنی نماز قضا کی تھی تو اب ادا بھی کرے، چوری کی تھی یا رشوت لی تھی تو بعدِ توبہ وہ مال اصل مالک کو واپس کرے یا اس سے معاف کروالے یا مالک نہ ملنے کی صورت میں اس کی طرف سے راہِ خدا میں صدقہ کردے۔ **علی ھذا القیاس**

﴿ماخوذ من الفتاوٰی الرضویۃ جلد ۱۰ص۹۷ النصف الاول﴾

اور دعا اس طرح کرے،

‘‘اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! تیرا یہ کمزور و ناتواں بندہ دنیا و آخرت میں کامیابی کے لئے تیرے خوف کو اپنے دل میں بسانا چاہتا ہے۔ اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں گناہوں کی غلاظت سے لتھڑا ہوا بدن لئے تیری پاک بارگاہ میں حاضر ہوں۔ اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے معاف فرمادے اور آئندہ زندگی میں گناہوں سے بچنے کے لئے اس صفت کو اپنانے کے سلسلے میں بھرپور عملی کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور اس کوشش کو کامیابی کی منزل پر پہنچا دے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے خوف سے معمور دل، رونے والی آنکھ اور لرزنے والا بدن عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

یارب عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے خوف سے روتا رہوں ہر دم
دیوانہ شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنا دے

﴾2﴿ قرآن عظیم اوراحادیث مبارکہ میں وارد ہونے والے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے فضائل پیشِ نظر رکھنا:

فطری طور پر انسان ہراس چیز کی طرف آسانی سے مائل ہوجاتا ہے جس میں اسے کوئی فائدہ نظر آئے۔ اس تقاضے کے پیشِ نظر ہمیں چاہئے کہ قرآن پاک میں بیان کردہ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے فضائل سے متعلق درجِ ذیل آیات کا بغور مطالعہ کریں۔

(دوجنتوں کی بشارت.....)

سورۂ رحمٰن میں خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ رکھنے والوں کے لئے دوجنتوں کی بشارت سنائی گئی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، **وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ.** ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ (پ۲۷، الرحمٰن ۴۶)

(آخرت میں کامیابی.....)

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو آخرت میں کامیابی کی نوید سنائی گئی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے، **وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ .** ترجمۂ کنزالایمان: اورآخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ (پ۲۵، الزخرف: ۳۵)

(جنت کے باغات.....)

اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا خوف اپنے دل میں بسانے والوں کو جنت کے باغات

اور چشمے عطا کئے جائیں گے، جیسا کہ رب تعالیٰ کا فرمان ہے ، **اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ** ۔ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ڈر والے باغوں اور چشموں میں ہیں۔ (پ۱۴،الحجر: ۴۵)

(آخرت میں امن.....)

دنیا میں اپنے خالق و مالک عَزَّوَجَلَّ کا خوف رکھنے والے آخرت میں امن کی جگہ پائیں گے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ، **اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ** ۔ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ڈر والے امان کی جگہ میں ہیں۔ (پ۲۵،الدخان:۵۱)

(اللہ تعالیٰ کی تائید و مدد.....)

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو اس کی تائید و مدد حاصل ہوتی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، **اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ** ۔ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ، ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔ (پ۱۴،النحل:۱۲۸)

دوسرے مقام پر ہے ، **اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ** ۔ ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے۔ (پ۲،البقرۃ:۱۹۴)

مزید ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے ، **وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ** ۔ ترجمۂ کنزالایمان: اور ڈر والوں کا دوست اللہ ہے۔ (پ۲۵،الجاثیۃ:۱۹)

(اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پسندیدہ بندے.....)

خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ رکھنے والے خوش نصیب اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بندہ بننے کی

سعادت حاصل کر لیتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے، **اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ .**

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک پرہیز گار، اللہ کو خوش آتے ہیں۔ (پ۱۰، التوبہ:۷)

(اعمال کی قبولیت.....)

خوفِ الٰہی اعمال کی قبولیت کا ایک سبب ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ، **اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ** ترجمۂ کنزالایمان: اللہ اسی سے قبول کرتا ہے، جسے ڈر ہے۔ (پ۶، المائدہ:۲۷)

(بارگاہِ الٰہی میں مقرب.....)

اپنے رب عزوجل سے ڈرنے والے سعادت منداس کی بارگاہ میں مقرب قرار پاتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، **اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ.** ترجمۂ **کنزالایمان:** بے شک اللہ کے یہاں، تم میں زیادہ عزت والا وہ، جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (پ۲۶، الحجرات:۱۳)

(اُخروی کامیابی کا سامان.....)

اللہ تعالیٰ کا خوف دنیا وآخرت میں کامیابی کا سامان ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے، **اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ .** ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں، انہیں خوشخبری ہے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ (پ۱۱، یونس:۶۳، ۶۴)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ، **وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَخْشَ اللّٰہَ**

وَيَتَّقْهِ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

(پ۱۸، النور: ۵۲)

مزید ایک مقام پر ہے، **ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا.** ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے۔ (پ۱۶، مریم :۷۲)

(جہنم سے چھٹکارا.....)

اپنے پروردگار عزّوجلّ کا خوف جہنم سے چھٹکارے کا ذریعہ ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے، **وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَ تْقَى.** ترجمۂ کنزالایمان: اور بہت جلد اس سے دور رکھا جائے گا، جو سب سے بڑا پرہیزگار۔ (پ۳۰، اللیل :۱۷)

(ذریعۂ نجات.....)

رب تعالیٰ کا خوف ذریعۂ نجات ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا، **وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّ يَرْ زُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ** ۔ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔ (پ۲۸، الطلاق:۲،۳)

پیارے اسلامی بھائیو!

سلطانِ مدینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے نکلنے والے خوفِ خدا عزّوجلّ

کے فضائل بھی ملاحظہ ہوں......

﴿اسے امن میں رکھوں گا.....﴾

حضرت سَیِّدُ نا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم ،نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں اپنے بندے پر دوخوف جمع نہیں کروں گا اور نہ اس کے لئے دو امن جمع کروں گا ، اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہے تو میں قیامت کے دن اسے خوف میں مبتلاء کروں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہے تو میں بروزِ قیامت اسے امن میں رکھوں گا۔''

﴿شعب الایمان ،باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ،ج۱،ص۴۸۳،رقم الحدیث۷۷۷﴾

﴿ہر چیز اس سے ڈرتی ہے.....﴾

سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے، ''جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے ، ہر چیز اس سے ڈرتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر شے سے خوف زدہ کرتا ہے۔''

﴿شعب الایمان ،باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ،ج۱،ص۵۴۱،رقم الحدیث ۹۸۴﴾

﴿جہنم سے رہائی....﴾

سَرورِ عالم ، شفیعِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''جس مؤمن کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو نکلتا ہے اگر چہ مکھی کے پر کے برابر ہو، پھر وہ آنسو اس کے چہرے کے ظاہری حصے تک پہنچیں تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔''

﴿شعب الایمان ،باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ،ج۱،ص۴۹۰،رقم الحدیث۸۰۲﴾

جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں....

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”جب مؤمن کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزتا ہے تو اس کی خطائیں اس طرح جھڑتی ہیں جیسے درخت سے اس کے پتے جھڑتے ہیں۔“ ﴾شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۴۹۱، رقم الحدیث ۸۰۳﴿

اسے آگ سے نکالو....

حضرت سیّدُنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اسے آگ سے نکالو جس نے مجھے کبھی یاد کیا ہو یا کسی مقام میں میرا خوف کیا ہو۔“

﴾شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۴۷۰، رقم الحدیث ۷۴۰﴿

جس سے وہ ڈرتا ہے....

سرکارِ مدینہ ﷺ ایک ایسے نوجوان کے پاس تشریف لائے جو قریب المرگ تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا، ”تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟“ اس نے عرض کی، ”یارسول اللہ ﷺ! مجھے معافی کی امید بھی ہے اور میں گناہوں کے وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا بھی ہوں۔“ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”ایسی حالت میں جب بھی یہ دو باتیں جمع ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی امید کے مطابق اسے عطا کرتا ہے اور اس چیز سے محفوظ رکھتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔“ ﴾مکاشفۃ القلوب ص۱۹۶﴿

سبز موتیوں کا محل....

حضرت سیّدُنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے سبز موتی کا

ایک محل پیدا فرمایا ہے جس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں۔ اس میں وہ شخص داخل ہوگا جس کے سامنے حرام پیش کیا جائے اور وہ محض اللہ کے خوف سے اسے چھوڑ دے۔'' ﴿مکاشفۃ القلوب ص۱۰﴾

﴿کامل عقل والا....﴾

مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''تم میں سے سب سے بڑھ کر کامل عقل والا وہ ہے جو رب تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہے اور جو تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی (یعنی احکام) میں زیادہ غور کرتا ہے۔''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ۱۹۹﴾

﴿عرشِ الٰہی کے سائے میں....﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مکی مدنی سلطان صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''سات قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا کہ جس دن اس سایہ کے سوا کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا: (۱) عادل حکمران۔ (۲) وہ آدمی جس کو کسی منصب و جمال والی عورت نے تنہائی میں اپنے پاس بلایا اور اس نے جواب میں کہا کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں۔ (۳) وہ شخص کہ جس کا دل مسجد میں لگا رہے۔ (۴) وہ نوجوان جس نے بچپن میں قرآن سیکھا اور جوانی میں بھی اس کی تلاوت کرتا ہو۔ (۵) وہ آدمی جو چھپا کر صدقہ کرے حتی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کتنا خرچ کیا۔ (٦) وہ شخص کہ جس نے تنہائی میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے۔ (۷) وہ آدمی جو اپنے

بھائی سے کہے کہ میں تجھ سے اللہ عزوجل کی خاطر محبت رکھتا ہوں اور دوسرا جواب دے کہ میں بھی رضائے الٰہی کے لئے تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۴۸۷، رقم الحدیث ۷۹۳﴾

﴿بڑی گھبراہٹ کے دن امن میں....﴾

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا، ''جس شخص نے کسی لونڈی یا عورت پر گناہ کی قدرت پائی لیکن اسے خدا کے خوف کے سبب چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ اسے بڑی گھبراہٹ کے دن میں امن نصیب کرے گا، اس کو دوزخ پر حرام اور جنت میں داخلہ عطا فرمائے گا۔''

﴿ذم الہویٰ، ص ۱۹٤﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

الحمدللہ عزوجل! ہمارے اسلافِ کرام نے بھی خوفِ خدا عزوجل کے فضائل بیان فرمائے ہیں جن میں سے چند درجِ ذیل ہیں......

{بھلائی کی طرف راہنمائی......}

حضرت سیّدنا فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو یہ خوف ہر بھلائی کی طرف اس کی راہنمائی کرتا ہے۔''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص۱۹۸﴾

{خوفِ خدا عزوجل کا فائدہ......}

حضرت سیّدنا ابراہیم بن شیبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''جب دل میں خوفِ خدا

عَزَّوَجَلَّ پیدا ہو جائے تو اس کی شہوات کو توڑ دیتا ہے، دنیا سے بے رغبت کر دیتا ہے اور زبان کو ذکرِ دنیا سے روک دیتا ہے۔''

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۵۱۳، رقم الحدیث ۸۸۶﴾

{حکمت کا دروازہ......}

حضرت سیِّدُنا شبلی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا، ''میں جس دن اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، اسی دن حکمت وعبرت کا ایسا دروازہ دیکھتا ہوں جو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ١٩٨﴾

{جنت میں داخلہ......}

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا، ''یہ کمزور انسان اگر جہنم سے اسی طرح ڈرے جس طرح محتاجی سے ڈرتا ہے تو جنت میں داخل ہو۔''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص١٩٩﴾

{خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ شفاء دیتا ہے......}

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادھم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ''خواہشاتِ نفس ہلاکت میں ڈالتی ہیں اور خوفِ خدا شفاء دیتا ہے۔ یاد رکھو! تمہاری خواہشاتِ نفس اسی وقت ختم ہونگی جب تم اس سے ڈرو گے جو تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

﴿شعب الایمان، ج۱، ص۵۱۱، رقم الحدیث ۸۷٦﴾

{دل کو خالی کرلو......}

خلیفہ مامون رشید، حضرت سیِّدُنا فضیل بن عیاض رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی خدمت میں حصولِ

نصیحت کی غرض سے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ''اپنے دل کو غم اور خوف کے لئے خالی کرلو، یہ تجھے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچائیں گے اور عذابِ جہنم سے چھٹکارا دلائیں گے۔'' ﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۵۱۴، رقم الحدیث ۸۸۸﴾

{ان سے بہتر ساتھی کوئی نہیں……}

حضرت سیّدنا حاتم اصم رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے کسی بزرگ کو فرماتے سنا کہ ''بندے کے لئے غم اور خوف سے بہتر ساتھی کوئی نہیں، غم اس چیز کا کہ پچھلے گناہوں کا کیا بنے گا؟ اور خوف اس بات کا کہ بندہ نہیں جانتا کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟''

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۵۱۵، رقم الحدیث ۸۹۵﴾

کب گناہوں سے کنارہ میں کروں گا یارب عَزَّوَجَلَّ
نیک کب اے میرے اللہ! بنوں گا یارب عَزَّوَجَلَّ

گر تُو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی
ہائے ! میں نارِ جہنم میں جلوں گا یارب عَزَّوَجَلَّ

﴿3﴾ اپنی کمزوری وناتوانی کو سامنے رکھ کر جہنم کے عذابات پر غور و تفکر کرنا:

اپنے دل میں خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ بیدار کرنے کے سلسلے میں تیسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان جہنم کے عذابات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی ناتوانی پر غور کرے۔ جہنم کے عذابات کی معرفت کے سلسلے میں ذیل کی روایات کا مطالعہ نفع بخش ثابت ہوگا۔ اِن شاءَ اللہ تعالیٰ

{1} حضرتِ ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد

فرمایا ”تمہاری یہ آگ جسے ابن آدم روشن کرتا ہے، جہنم کی آگ سے ستر درجے کم ہے۔“ یہ سن کر صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے عرض کی ”یارسول اللہ ﷺ! جلانے کے لئے تو یہی کافی ہے؟“ ارشاد فرمایا ”وہ اس سے اُنہتر (٦٩) درجے زیادہ ہے، ہر درجے میں یہاں کی آگ کے برابر گرمی ہے۔“

﴿صحیح مسلم، باب فی شدۃ حر نار جہنم، ص ١١٩٧، رقم ٢٨٧٣﴾

(2) حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”دوزخ کی آگ ہزار سال بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سرخ ہوگئی، پھر ہزار سال تک بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سفید ہوگئی، پھر ہزار سال تک بھڑکائی گئی، یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی، پس اب وہ نہایت سیاہ ہے۔“

﴿جامع الترمذی، کتاب صفۃ الجہنم، جلد٤، ص ٢٦٦، رقم الحدیث ٢٦٠٠﴾

(3) حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تمہاری یہ آگ، دوزخ کی آگ کا ستّرواں حصہ ہے، اگر یہ دوبارہ نہ بجھائی جاتی تم اس سے نفع نہ اٹھا سکتے تھے، اب یہ آگ خود اللہ تعالیٰ سے التجاء کرتی ہے کہ اسے دوبارہ جہنم میں نہ لوٹایا جائے۔“

﴿سنن ابن ماجہ، جلد٤، ص٥٢٨، رقم الحدیث ٤٣١٨﴾

(4) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”دوزخیوں میں بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے زانوؤں تک آگ کے شعلے پہنچیں گے اور بعض وہ ہوں گے جن کے کمر تک ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے گلے تک آگ کے

شعلے ہوں گے۔'' ﴿صحیح مسلم، باب صفۃ النار، ص۱۱۹۷، رقم الحدیث۲۸۴۵﴾

[5] حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ''اس زرد پانی کا ایک ڈول جو دوزخیوں کے زخموں سے جاری ہوگا دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔''

﴿ترمذی، کتاب صفۃ الجہنم، جلد ٤، ص ٢٦٣، رقم الحدیث ٢٥٩٤﴾

[6] حضرت عبداللہ بن حارث بن جز رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دوزخ میں بختی اونٹ کے برابر سانپ ہیں، یہ سانپ ایک مرتبہ کسی کو کاٹے تو اس کا درد اور زہر چالیس برس تک رہے گا اور دوزخ میں پالان بندھے ہوئے خچروں کے مثل بچھو ہیں تو ان کے ایک مرتبہ کاٹنے کا درد چالیس سال تک رہے گا۔''

﴿مشکوٰۃ المصابیح، باب صفۃ النار واھلہا، جلد ٣، ص ٢٤٠، رقم الحدیث ٥٦٩٣﴾

[7] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''دوزخ میں صرف بدنصیب داخل ہوگا۔'' عرض کی گئی، ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدنصیب کون ہے؟'' فرمایا، ''وہ شخص بدنصیب ہے جس نے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس کی اطاعت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے گناہ کو نہیں چھوڑا۔''

﴿مشکوٰۃ المصابیح، باب صفۃ النار واھلہا، جلد ٣، ص ٢٤٠، رقم الحدیث ٥٦٩٣﴾

[8] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا اسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔''

﴿صحیح البخاری، باب صفۃ الجنۃ والنار، ص١١٦٥، رقم الحدیث ٦٥٦١﴾

پیارے اسلامی بھائیو!

ان عذابات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے بدن کی کمزوری اور ناتوانی پر ذرا غور فرمایئے کہ ہمارے جسم کا ہر ایک عضو کس قدر نازک ہے۔ مثلاً......

ہماری آنکھیں جو عام حالات میں ہمیں کافی دور تک کے مناظر دکھا دیتی ہیں، اگر ہم کبھی دھوپ سے اٹھ کر اچانک کسی کمرے میں چلے جائیں تو یہ اتنا بے بس ہو جاتی ہیں کہ بالکل قریب کی چیز بھی نہیں دیکھ پاتیں۔ اسی طرح کبھی ریت وغیرہ کا ہلکا سا ذرہ ان میں پڑ جائے تو اس کے سبب ہونے والی چبھن ہمارے پورے وجود کو تڑپا کر رکھ دیتی ہے۔......

ہمارے کان اس قدر نازک ہیں کہ اگر ان میں چھوٹا سا کیڑا گھس جائے' یا' ان میں ورم وغیرہ ہو جائے تو اس کی تکلیف سے ہماری راتوں کی نیند برباد ہو جاتی ہے۔

......

ہماری زبان جس کی مدد سے ہم مختلف قسم کی چٹ پٹی اور دیگر اشیاء اپنے معدے میں اتارتے ہیں، اور مسلسل بول بول کر بعض اوقات دوسروں کو کوفت تک میں مبتلاء کر دیتے ہیں، اگر کبھی انجانے میں ہم کوئی انتہائی گرم چیز کھا بیٹھیں تو اس کی حرارت ناقابلِ برداشت ہونے کی وجہ سے اس زبان پر چھالے پڑ جاتے ہیں، چنانچہ ہم کئی دن تک نہ تو کوئی ٹھوس اور مرچ دار چیز کھا پاتے ہیں اور نہ ہی کسی سے اطمینان سے گفتگو کر سکتے ہیں۔......

ہمارے پاؤں جن کے ذریعے ہم روزانہ طویل فاصلہ طے کرتے ہیں، اگر یہ بھولے سے کسی گرم انگارے پر جا پڑیں یا کسی وجہ سے زخمی ہو جائیں تو ہمارا چلنا پھرنا

دشوار ہوجاتا ہے۔......

ہمارے ہاتھ جن کی مدد سے ہم کپڑے پہننے، کھانا کھانے، لکھنے، ڈرائیونگ اور دیگر کام سرانجام دیتے ہیں، اگر ان پر ذرا سی خراش آجائے یا پھنسی وغیرہ ہوجائے تو ہمیں کتنی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔......﴿علیٰ ھذا القیاس﴾

بلکہ ہمارا پورا وجود ہی انتہائی نازک اور حساس ہے کہ اگر اس کا درجہ حرارت معمولی سا بڑھ جائے، یا ہمارے سر میں ہلکا سے درد ہوجائے تو ہم بستر سے لگ جاتے ہیں، اسی طرح ہماری رگوں میں دوڑنے والے خون کی رفتار میں ذرا سی کمی وبیشی ہوجائے تو بلڈ پریشر کے اس مرض کے نتیجے میں ہمارے روزمرہ کے معمولات بے حد متأثر ہوتے ہیں، اور اگر خدانخواستہ کوئی ہمارے سینے میں خنجر یا پستول کی گولیاں اتار دے.. یا.. بالفرض کوئی گاڑی ہمیں کچل ڈالے تو تکلیف کی شدت سے پہلے تو ہم بے ہوش ہوجائیں اور پھر غالباً ہماری لاش ہی دیکھنے کو ملے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے کہ یہ تو دنیا میں لاحق ہونے والی تکالیف کی چند مثالیں تھیں، لیکن ذرا تصور کیجئے کہ اگر ہمیں جہنم میں ڈال دیا گیا تو ہمارا یہ نرم ونازک بدن اس کے ہولناک عذابات کو کس طرح برداشت کر پائے گا؟ حالانکہ یہ تو اتنا کمزور ہے کہ کسی تکلیف کی شدت جب اپنی انتہاء کو پہنچتی ہے تو یہ بے ہوش ہوجاتا ہے یا پھر بے حس وحرکت ہوجاتا ہے۔ جبکہ جہنم میں پہنچنے والی تکالیف کی شدت کے سبب انسان پر نہ تو بے ہوشی طاری ہوگی اور نہ ہی اسے موت آئے گی۔ آہ! وہ وقت کتنی بے بسی کا ہوگا جس کا تصور کرتے ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ کیا یہ رونے کا مقام نہیں؟ کیا اب بھی ہماری آنکھوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف کے سبب آنسو نہیں نکلیں گے؟ کیا اب بھی

ہمارے دل میں نیکیوں کی محبت نہیں بڑھے گی؟ کیا اب بھی ہمیں گناہوں سے وحشت محسوس نہیں ہوگی؟ آہ! اگر رحمتِ خداوندی شاملِ حال نہ ہوئی تو ہمارا کیا بنے گا؟......

مُناجات

یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ساتھ ہو

یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ساتھ ہو

یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزاء کا ساتھ ہو

یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر، شہِ جود و عطا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ساتھ ہو

یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ نامۂ اعمال جب کھلنے لگے
عیب پوشِ خلق، ستّارِ خطا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ساتھ ہو

یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی عزوجل رنگ لائیں جب میری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیاء کا ساتھ ہو

یا الٰہی عزوجل جب چلوں تاریک راہ پل صراط
آفتابِ ہاشمی ،نورالہدیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو

یاالٰہی عزوجل جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِّ سلِّم کہنے والے غمزدہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو

یاالٰہی عزوجل جو دعائیں نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربّنا کا ساتھ

یاالٰہی عزوجل جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو

﴿ حدائق بخشش از امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ﴾

﴿4﴾ خوفِ خدا عزوجل کے حوالے سے اسلاف کے حالات کا مطالعہ کرنا:

خوفِ خدا عزوجل اپنانے میں معاون امور میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اَسلافِ کرام کے اُن واقعات کا مطالعہ کیا جائے ،جن میں خوفِ الٰہی عزوجل کا پہلو نمایاں ہو۔ چنانچہ ذیل میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ، دیگر انبیاء علیہم السلام ،فرشتوں، خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام ، اہلِ بیت اطہار، تابعین کرام، فقہائے اسلام ، محدثین عظام، علماء و اولیاء وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے منتخب واقعات پیش کیے

گئے ہیں............

(1) {قبر کی تیاری کرو......}

حضرت سیدنا بَرَاء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سرکارِ مدینہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک تھے، آپ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھے اور اتنا روئے کہ آپ کی چشمانِ اقدس سے نکلنے والے آنسوؤں سے مٹی نم ہوگئی۔ پھر فرمایا، ''اے بھائیو! اس قبر کے لئے تیاری کرو۔'' ﴿سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد والبکاء، ج٤ ص٤٦٦، رقم الحدیث ٤١٩٥﴾

(2) {بادلوں میں کہیں عذاب نہ ہو......}

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسولِ اکرم، شفیعِ معظم ﷺ تیز آندھی کو ملاحظہ فرماتے اور جب بادل آسمان پر چھا جاتے تو آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ کبھی حجرہ سے باہر تشریف لے جاتے اور کبھی واپس آجاتے، پھر جب بارش ہو جاتی تو یہ کیفیت ختم ہو جاتی۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا، ''اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں یہ بادل' اللہ عزوجل کا عذاب نہ ہو جو میری امت پر بھیجا گیا ہو۔''

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج١ ص٥٤٦، رقم الحدیث ٩٩٤﴾

(3) {جہنم کی آگ آنسو ہی بجھا سکتے ہیں......}

حضرتِ سَیِّدُنا عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھ حضرت ابن عمر اور حضرت عبید بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اُم المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ''ہمیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کوئی بات بتایئے۔'' تو آپ رو پڑیں اور فرمایا، ''ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے، ''مجھے رخصت دو کہ میں رب تعالٰی کی عبادت کرلوں۔'' تو میں نے عرض کی، ''مجھے آپ کا رب تعالٰی کے قریب ہونا اپنی خواہش سے زیادہ عزیز ہے۔'' تو آپ ﷺ گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہو گئے اور رونے لگے۔ پھر وضو کر کے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا تو دوبارہ رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ کی چشمان مبارک سے نکلنے والے آنسو زمین تک جا پہنچے۔ اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ کو روتے دیکھ کر عرض کی، ''یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کیوں رو رہے ہیں حالانکہ آپ کے سبب تو اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں؟'' تو ارشاد فرمایا، ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟'' اور مجھے رونے سے کون روک سکتا ہے جب کہ اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی ہے، ''**اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.** ﴾ترجمۂ کنزالایمان: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے، جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں، اے رب ہمارے تو نے یہ بے کار نہ بنایا، پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا

لے۔ (پ۴، ال عمران ۱۹۰، ۱۹۱)﴾

(پھر فرمایا)، ''اے بلال! جہنم کی آگ کو آنکھ کے آنسو ہی بجھا سکتے ہیں، ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے کہ جو یہ آیت پڑھیں اور اس میں غور نہ کریں۔''

﴿درة الناصحين، المجلس الخامس والستون، ص۲۹٤﴾

اللہ عَزَّوَجَلَّ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دریا بہا دیئے ہیں

﴿4﴾ {ایک میل تک آواز سنائی دیتی......}

حضرت سَیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ ''حضرت سَیِّدُنا ابراہیم خلیل اللہ عَلَیْہِ السَّلام جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے سبب اس قدر گریہ وزاری فرماتے کہ ایک میل کے فاصلے سے ان کے سینے میں ہونے والے گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی۔'' ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ۲۲٤﴾

﴿5﴾ {تیس ہزار لوگ انتقال کر گئے......}

ایک دن حضرت سَیِّدُنا داؤد عَلَیْہِ السَّلام لوگوں کو نصیحت کرنے اور خوفِ خدا دلانے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے بیان میں اس وقت چالیس ہزار لوگ موجود تھے۔ جن پر آپ کے پُر اثر بیان کی وجہ سے ایسی رقت طاری ہوئی کہ تیس ہزار لوگ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کی تاب نہ لا سکے اور انتقال کر گئے۔

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ۲۲٤﴾

(6) {مسلسل بہنے والے آنسو......}

حضرت سَیِّدُ نا یحیی عَلَیْہِ السَّلَام جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو (خوفِ خدا سے) اس قدر روتے کہ درخت اور مٹی کے ڈھیلے بھی آپ کے ساتھ رونے لگتے حتّٰی کہ آپ کے والدِ محترم حضرت سَیِّدُ نا زکریا عَلَیْہِ السَّلَام بھی آپ کو دیکھ کر رونے لگتے یہاں تک کہ بے ہوش ہو جاتے۔ آپ اسی طرح مسلسل آنسو بہاتے رہتے یہاں تک کہ اِن مسلسل بہنے والے آنسوؤں کے سبب آپ کے رخسارِ مبارک پر زخم ہوگئے۔ یہ دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے رخساروں پر اونی پٹیاں چپکا دیں۔ اس کے باوجود جب آپ دوبارہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو پھر رونا شروع کر دیتے، جس کے نتیجے میں وہ روئی کی پٹیاں بھیگ جاتیں۔ جب آپ کی والدہ انہیں خشک کرنے کے لئے نچوڑتیں اور آپ اپنے آنسوؤں کے پانی کو اپنی ماں کے بازو پر گرتا ہوا دیکھتے تو بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض کرتے، ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ میرے آنسو ہیں، یہ میری ماں ہے اور میں تیرا بندہ ہوں جبکہ تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٥﴾

(7) {کسی نے آنکھ کھولتے نہیں دیکھا......}

حضرت سَیِّدُ نا شعیب عَلَیْہِ السَّلَام خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے اتنا روتے تھے کہ مسلسل رونے کی وجہ سے آپ کی اکثر بینائی رخصت ہوگئی۔ لوگوں نے عرض کی، ''یا نبی اللہ عَلَیْہِ السَّلَام آپ اتنا کیوں روئے کہ آپ کی اکثر بینائی جاتی رہی؟'' ارشاد فرمایا، ''دو باتوں کے سبب (۱) کہیں میری نظر ایسی چیز پر نہ جا پڑے جسے دیکھنے سے شریعت نے منع فرمایا

ہے۔ (۲) جو آنکھیں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا جلوہ دیکھنا چاہتی ہیں، میں نہیں چاہتا کہ وہ کسی اور چیز کو بھی دیکھیں، لہذا میں نے مناسب خیال کیا کہ نابینا کی طرح ہو جاؤں اور جب قیامت میں میری آنکھ کھلے تو فوراً میری نظر اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کرے۔'' اس کے بعد آپ ساٹھ برس حیات ظاہری سے متصف رہے لیکن کسی نے انہیں آنکھ کھولتے نہیں دیکھا۔ ﴿رسالہ "قفل مدینہ" از امیر اہلِ سنت مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی﴾

﴿8﴾ { اُن کے پہلو لرز رہے ہیں...... }

سرورِ کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، ''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کے پہلو اس کے خوف کی وجہ سے لرزتے رہتے ہیں، ان کی آنکھ سے گرنے والے ہر آنسو سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے، جو کھڑے ہو کر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔''

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۵۲۱، رقم الحدیث ۹۱۴﴾

﴿9﴾ { تم کیوں روتے ہو؟...... }

نبی محترم، شفیع معظم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک مرتبہ حضرت سَیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں تو آپ نے دریافت فرمایا، ''اے جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام! تم کیوں روتے ہو حالانکہ تم بلندترین مقام پر فائز ہو؟'' انہوں نے عرض کی، ''میں کیوں نہ روؤں کہ میں رونے کا زیادہ حق دار ہوں کہ کہیں میں اللہ تعالیٰ کے علم میں اپنے موجودہ حال کے علاوہ کسی دوسرے حال میں نہ ہوں اور میں نہیں جانتا کہ کہیں ابلیس کی طرح مجھ پر ابتلاء نہ آجائے کہ وہ بھی فرشتوں میں رہتا تھا اور میں نہیں جانتا کہ مجھ پر کہیں ہاروت و ماروت

کی طرح آزمائش نہ آجائے۔'' یہ سن کر رسول اکرم ﷺ بھی رونے لگے۔ یہ دونوں روتے رہے یہاں تک کہ نداء دی گئی، ''اے جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام اور اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو نافرمانی سے محفوظ فرما دیا ہے۔'' پھر حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے آئے۔ ﴿مکاشفة القلوب، ص۳۱۷﴾

‹10› {کانپ رہے ہوتے......}

تاجدارِ حرم ﷺ نے فرمایا، ''حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام جب بھی میرے پاس آئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف کی وجہ سے کانپ رہے ہوتے۔''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ۲۲۳﴾

‹11› {تم اسی حالت پر رہنا......}

منقول ہے کہ جب ابلیس کے مردود ہونے کا واقعہ ہوا تو حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل عَلَیْہِمَا السَّلَام رونے لگے تو رب تعالیٰ نے دریافت کیا کہ ''تم کیوں روتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی، ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم تیری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہیں۔'' رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ''تم اسی حالت پر رہنا (یعنی کبھی مجھ سے بے خوف مت ہونا)۔'' ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص۲۲۳﴾

‹12› {دِل اڑنے لگے......}

حضرت محمد بن منکدر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ ''جب آگ کو پیدا کیا گیا تو فرشتوں کے دل اپنی جگہ سے اڑنے لگے پھر جب انسانوں کو پیدا کیا گیا تو واپس

آ گئے۔'' ﴿احیاء العلوم ، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٣﴾

﴿13﴾ {جہنم میں نہ ڈال دیا جاؤں......}

حضرت سَیِّدُ نا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلام ایک مرتبہ بارگاہِ رسالت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے تو رحمتِ دو عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دریافت کیا، ''اے جبرائیل عَلَیْہِ السَّلام! تمہیں کس چیز نے رلا دیا؟'' انہوں نے عرض کی، ''جب سے اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا فرمایا ہے، میری آنکھیں اُس وقت سے کبھی اس خوف کے سبب خشک نہیں ہوئیں کہ مجھ سے کہیں کوئی نافرمانی نہ ہو جائے اور میں جہنم میں ڈال دیا جاؤں۔''

﴿شعب الایمان ،باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج١،ص٥٢١،رقم الحدیث ٩١٥﴾

﴿14﴾ {سَیِّدُ نا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلام کی گریہ وزاری......}

منقول ہے کہ ابلیس (یعنی شیطان) نے اَسّی ہزار سال عبادت میں گزارے اور ایک قدم کے برابر بھی کوئی جگہ نہ چھوڑی جس پر اس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ پھر جب اس نے رب تعالیٰ کی حکم عدولی کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اپنی بارگاہ سے مردود کر دیا، قیامت تک کے لئے اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا، اس کی ساری عبادت ضائع ہو گئی اور اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلنے کی سزا دے دی گئی۔

نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلام کو دیکھا کہ ابلیس کے انجام سے عبرت گیر ہو کر کعبۂ مشرفہ کے پردہ سے لپٹ کر نہایت گریہ وزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کر رہے ہیں، ''**اِلٰهِی وَسَیِّدِیْ لَا تُغَیِّرْ اِسْمِیْ وَلَا تُبَدِّلْ جِسْمِیْ** ۔یعنی اے میرے اللہ! اے میرے مالک! کہیں میرا

نام نیکوں کی فہرست سے نہ نکال دینا اور کہیں میرا جسم اہلِ عطا کے زمرہ سے نکال کر اہلِ عتاب کے گروہ میں شامل نہ فرما دینا۔" ﴿منہاج العابدین، ص۱۵۸﴾

﴿15﴾ {ہنستے ہوئے نہیں دیکھا......}

سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ "کیا وجہ ہے کہ میں نے کبھی میکائیل علیہ السلام کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟" تو انہوں نے عرض کی، "جب سے جہنم کو پیدا کیا گیا، حضرت میکائیل علیہ السلام نہیں ہنسے۔"

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٣٣﴾

﴿16﴾ {کاش! میں ایک پرندہ ہوتا......}

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پرندے کو درخت پر بیٹھا دیکھا تو فرمایا، "بہت خوب اے پرندے! تو کھاتا پیتا ہے لیکن تجھ پر حساب نہیں، اے کاش! میں تیری طرح ہوتا اور مجھے انسان نہ بنایا جاتا۔"

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص٤٨٥، رقم الحدیث ٧٨٨﴾

﴿17﴾ {افسوس! تو نے مجھے ہلاک کر دیا......}

حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو اکثر آپ کی خدمت میں ھدایہ (یعنی تحفے) پیش کیا کرتا تھا۔ ایک رات وہ آپ کے لئے کوئی کھانے کی چیز لایا، جسے آپ نے کھا لیا۔ غلام نے عرض کی، "آپ روزانہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ چیز کہاں سے لائے، لیکن آج دریافت نہیں فرمایا؟" آپ نے ارشاد فرمایا کہ "شدتِ بھوک کی وجہ سے یاد نہ رہا، (اب بتاؤ) تم یہ چیز کہاں سے لائے؟" اس نے جواب دیا کہ میں نے

زمانہ جاہلیت میں منتر سے کسی کا علاج کیا تھا جس پر انہوں نے مجھے معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آج جب میں ان کے قریب سے گزرا تو انہوں نے مجھے بطور معاوضہ یہ کھانا دیا۔''

یہ سن کر حضرت سَیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''افسوس! تو نے مجھے ہلاک کر دیا۔'' پھر آپ نے اپنے حلق میں ہاتھ ڈالا تاکہ قے کرسکیں لیکن وہ شے جسے آپ نے خالی پیٹ کھایا تھا، نہ نکل سکی۔ آپ کو بتایا گیا کہ پانی پیئے بغیر یہ لقمہ نہیں نکلے گا۔ چنانچہ آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور مسلسل پانی پیتے رہے اور اس لقمہ کو نکالنے کی کوشش کرتے رہے (حتی کہ اس میں کامیاب ہوگئے)۔ جب آپ سے عرض کی گئی کہ ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! آپ نے ایک لقمہ کی وجہ سے اتنی تکلیف اٹھائی۔'' تو ارشاد فرمایا، ''میں نے سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جسم کا جو حصہ مالِ حرام سے بنا ہے، وہ دوزخ کا زیادہ حق دار ہے، تو مجھے خوف ہوا کہ وہ لقمہ کہیں میرے بدن کا حصہ نہ بن جائے۔'' ﴿حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابۃ من المہاجرین، ج ۱، ص۳۷، رقم الحدیث ۴۱﴾

﴿18﴾ {رونے کی آواز......}

حضرت سَیِّدُنا عمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے امیرالمؤمنین سَیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو دیکھا کہ تین صفوں تک ان کے رونے کی آواز پہنچ رہی تھی۔'' ﴿حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابۃ من المہاجرین، ج۱، ص۸۹، رقم الحدیث۱۴۱﴾

﴿19﴾ {سواری سے گر پڑے......}

حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی آیتِ عذاب کو سنتے تو غش کھا کر گر

پڑتے اور اتنا بیمار ہو جاتے کہ آپ کے ساتھی آپ کی عیادت کے لئے جایا کرتے تھے۔ آپ کے چہرۂ مبارک پر کثرت سے آنسو بہانے کے سبب دو لکیریں بن گئی تھیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے، ''کاش! میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا۔'' ایک دن آپ کہیں سے گزر رہے تھے کہ یہ آیت سنی......

''**اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ○ مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ** ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے، اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ ﴿پ ۲۷، الطّور ۷، ۸﴾

تو آپ پر غشی کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ سواری سے گر پڑے، لوگ آپ کو گھر لے آئے۔ پھر آپ ایک مہینہ تک گھر سے باہر نہ نکل سکے۔

﴿درۃ الناصحین، المجلس الخامس والستون، ص ۲۹۳﴾

﴿20﴾ {کوڑوں کے نشانات......}

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک رجسٹر تھا جس میں وہ اپنے ہفتہ وار اعمال لکھا کرتے تھے۔ جب جمعہ کا دن آتا تو وہ اپنے اعمال کا جائزہ لیتے اور جس عمل کو (اپنے گمان میں) رضائے الٰہی کے لئے نہ پاتے تو خود کو درہ مارتے اور فرماتے، ''تم نے یہ کام کیوں کیا؟'' جب آپ کا وصال ہوگیا اور لوگ آپ کو غسل دینے لگے تو دیکھا کہ آپ کی پیٹھ اور پہلوؤں پر کوڑوں کے نشانات تھے۔

﴿درۃ الناصحین، المجلس الخامس والستون، ص ۲۹۳﴾

﴿21﴾ {کاش! میری ماں نے مجھ کو نہ جنا ہوتا......}

حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا

”کاش! میں یہ تنکا ہوتا، کاش! میرا ذکر نہ ہوتا، کاش! مجھے بھلا دیا گیا ہوتا، کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی۔“ ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٦﴾

﴾22﴿ {بے ہوش ہوکر گر پڑے......}

حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ غصہ نہیں دکھاتا اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اپنی مرضی نہیں کرتا اور اگر قیامت نہ ہوتی تو ہم کچھ اور دیکھتے۔“ آپ نے ایک مرتبہ یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی، ”**اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ** ۝ جب دھوپ لپیٹی جائے۔“ (ترجمۂ کنزالایمان۔پ٣٠، التکویر)

پھر جب اس آیت پر پہنچے، ”**وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ** ۝ اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں۔ (ترجمۂ کنزالایمان، پ٣٠، التکویر١٠)“ تو بے ہوش ہوکر گر پڑے۔

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٦﴾

﴾23﴿ {آگے نہ پڑھ سکے......}

حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی اور سورۂ یوسف کی قرأت کی، جب اس آیت پر پہنچے،

”**وَابۡیَضَّتۡ عَیۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَهُوَ کَظِیۡمٌ** ۝ اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئیں تو وہ غصہ کھاتا رہا۔ ﴿ترجمۂ کنزالایمان، پ١٣، یوسف٨٤﴾

تو رونے لگے اور خوفِ خدا کے غلبہ کی وجہ سے آگے نہ پڑھ سکے اور رکوع کردیا۔ ﴿کنز العمال ج١٢، ص٢٦٤، رقم الحدیث ٣٥٨٢٨﴾

﴿24﴾ {اگر تو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب کا خوف نہ رکھا......}

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو ایک باغ کی دیوار کے پاس دیکھا کہ وہ اپنے آپ سے فرما رہے تھے، ''واہ! لوگ تجھے امیر المؤمنین کہتے ہیں (پھر بطورِ عاجزی فرمانے لگے) اور تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتا، اگر تو نے ربّ تعالیٰ کا خوف نہ رکھا تو اس کے عذاب میں گرفتار ہوجائے گا۔'' ﴿کیمیائے سعادت ج۲ص۸۹۲﴾

﴿25﴾ {قبر کا منظر سب مناظر سے ہولناک ہے......}

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ جب کسی کی قبر پر تشریف لے جاتے تو اس قدر روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوجاتی۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی، ''جنت اور دوزخ کے تذکرے پر آپ اتنا نہیں روتے جتنا کہ قبر پر روتے ہیں؟'' تو ارشاد فرمایا، ''میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہے کہ ''قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے، اگر صاحبِ قبر نے اس سے نجات پالی تو بعد (یعنی قیامت) کا معاملہ آسان ہے اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد کا معاملہ زیادہ سخت ہے۔'' پھر فرمایا، ''قبر کا منظر سب مناظر سے زیادہ ہولناک ہے۔''

﴿جامع الترمذی، باب ماجاء فی ذکر الموت، رقم الحدیث ۲۳۱۵، ج٤، ص۱۳۸﴾

﴿26﴾ {مرنے کے بعد نہ اٹھایا جائے......}

حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ارشاد فرمایا، ''میری خواہش ہے کہ مجھے

مرنے کے بعد نہ اٹھایا جائے۔'' ﴿احیاء العلوم ، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٣٦﴾

﴿27﴾ {راکھ ہو جانا پسند کروں گا......}

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت سَیِّدُ نا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''اگر مجھے جنت اور جہنم کے درمیان لایا جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ مجھے دونوں میں سے کس میں ڈالا جائے گا؟ تو میں وہیں راکھ ہو جانا پسند کروں گا۔''

﴿حلیۃ الاولیاء ، ذکر الصحابۃ من المہاجرین ، ج ١، ص ٩٩، رقم الحدیث ١٨٢﴾

﴿28﴾ {میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں......}

حضرت سَیِّدُ نا ضرار کنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُ نا علی رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا، اس وقت کہ جب رات کی تاریکی چھا رہی ہوتی، ستارے ٹمٹما رہے ہوتے اور آپ اپنے محراب میں لرزاں و ترساں اپنی داڑھی مبارک تھامے ہوئے ایسے بے چین بیٹھے ہوتے کہ گویا زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہو۔ آپ غم کے ماروں کی طرح روتے اور بے اختیار ہو کر ''اے میرے رب! اے میرے رب!'' پکارتے، پھر دنیا سے مخاطب ہو کر فرماتے، ''تو مجھے دھوکے میں ڈالنے کے لئے آئی ہے؟ میرے لئے بن سنور کر آئی ہے؟ دور ہو جا! کسی اور کو دھوکا دینا، میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں، تیری عمر کم ہے اور تیری محفل حقیر جبکہ تیرے مصائب جھیلنا آسان ہیں، آہ صد آہ! زادِ راہ کی کمی ہے اور سفر طویل ہے جبکہ راستہ وحشت سے بھرپور ہے۔''

﴿حلیۃ الاولیاء ، ذکر الصحابۃ من المہاجرین ، ج ١، ص ٨٥﴾

﴾29﴿ { اُن جیسا نظر نہیں آتا...... }

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فجر کی نماز پڑھائی، آپ اس وقت غمگین تھے اور اپنا ہاتھ الٹ پلٹ کر رہے تھے پھر فرمانے لگے کہ ''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رَضِیَ اللّٰہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا ہے لیکن آج ان جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔ ان کی صبح اس حال میں ہوتی تھی کہ بال بکھرے ہوتے، رنگ زرد ہوتا، چہرے پر گرد وغبار ہوتا، ان کی آنکھوں کی درمیانی جگہ بکریوں کی رانوں کی طرح ہوتی، ان کی راتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام اور سجدے میں گزرتیں، وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے، اپنی پیشانی اور پاؤں پر باری باری زور ڈالتے۔ صبح ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح کانپتے، جس طرح ہوا کے ساتھ درخت کے پتے ہلتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے۔''

پھر فرمانے لگے ''اللہ کی قسم! میں گویا ایسی قوم کے ساتھ ہوں جو غفلت میں رات گزارتے ہیں۔'' اتنا کہہ کر آپ کھڑے ہو گئے اور اس کے بعد کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ابن ملجم نے آپ کو شہید کر دیا۔

﴿احیاء العلوم ، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٦﴾

﴾30﴿ {بھولی بسری ہو جاؤں...... }

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، ''میں چاہتی ہوں کہ میں بھولی بسری ہو جاؤں۔''

﴿شعب الایمان ،باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ،ج١،ص٤٨٦،رقم الحدیث ٧٩١ ﴾

‹31› {کاش! میں ایک درخت ہوتا......}

حضرت سَیِّدُ نا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''میں چاہتا ہوں کہ میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹا جاتا۔'' ﴿احیاء العلوم ، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٦﴾

‹32› {ہوا مجھے بکھیر دے......}

حضرت سَیِّدُ نا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''میری خواہش ہے کہ میں راکھ بن جاؤں اور سخت آندھی کے دن ہوا میرے اجزاء کو بکھیر دے۔''

﴿احیاء العلوم ، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٦﴾

‹33› {کاش! میں مینڈھا ہوتا......}

حضرت سَیِّدُ نا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''کاش! میں مینڈھا ہوتا اور میرے گھر والے مجھے ذبح کر دیتے پھر میرا گوشت کھالیتے اور شوربہ پیتے۔''

﴿شعب الایمان ،باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ،ج١،ص٤٨٦،رقم الحدیث ٧٩٠﴾

‹34› {آہ! میں انسان نہ ہوتا......}

حضرت سَیِّدُ نا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''اے کاش! میں ایک درخت ہوتا، جس کو کاٹا جاتا، اس کے پھل کھائے جاتے، آہ! میں انسان نہ ہوتا۔''

﴿شعب الایمان ،باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ،ج١،ص٤٨٥،رقم الحدیث ٧٨٧﴾

کاش! کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا
قبر وحشر کا سب غم ختم ہو گیا ہوتا

آہ! سلبِ ایماں کا خوف کھائے جاتا ہے
کاش! میری ماں نے ہی مجھ کو نہ جنا ہوتا

کاش! میں مدینے کا کوئی دنبہ ہوتا یا
سینگ والا چتکبرا مینڈھا بن گیا ہوتا

آہ! کثرتِ عصیاں، ہائے! خوفِ دوزخ کا
کاش! اس جہاں کا میں نہ بشر بنا ہوتا

﴿ارمغانِ مدینہ از امیرِ اہلِ سنت مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی﴾

﴿35﴾ {جگر ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے......}

مروی ہے کہ ایک نوجوان انصاری صحابی پر دوزخ کا ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ مسلسل رونے لگے اور اپنے آپ کو گھر میں قید کرلیا۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور ان کو اپنے سینے سے لگایا تو وہ انتقال کر گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، ''اپنے ساتھی کے کفن ودفن کا انتظام کرو، جہنم کے خوف نے اس کے جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔''

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۵۳۰، رقم الحدیث ۹۳۶﴾

﴿36﴾ {امانت رکھوادیئے ہیں......}

امیر المؤمنین سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حمص شہر میں سیّدنا عمر بن سعید رضی اللہ عنہ کو گورنر بنا کر بھیجا۔ جب ایک سال گزر گیا تو حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں خط لکھا کہ اپنا مال واسباب لے کر مدینہ شریف پہنچ جاؤ۔ جیسے ہی حضرتِ عمر بن سعید کو یہ خط ملا، انہوں نے اپنا سامان جو کہ ایک عصا، ایک پیالے، ایک کوزے اور موزوں کے ایک

جوڑے پر مشتمل تھا، سمیٹا اور مدینۃ المنورہ روانہ ہوگئے۔ جب یہ مدینہ طیبہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو بڑے غمگین اور پریشان دکھائی دیئے۔ آپ کی اس پریشانی کو دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا، ''شاید آپ کو وہ شہر راس نہیں آیا؟'' تو آپ نے عرض کی، ''اے امیر المؤمنین! بات دراصل یہ ہے کہ میرے پاس کوئی ایسی موزوں چیز نہیں جو آپ کو دکھا سکوں اور نہ ہی میرے پاس دنیا کا مال و اسباب ہے۔'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا، ''پھر آپ کے پاس کیا ہے؟'' آپ نے جواب دیا، ''میرے پاس یہ ایک عصا ہے جس سے میں سہارا لیتا ہوں، یہ ایک پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں اور یہ موزے ہیں جو پاؤں میں پہنتا ہوں اور ایک کوزہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔''

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''کیا اس شہر میں کوئی بھی مخیّر آدمی نہ تھا جو آپ کو سواری ہی مہیا کر دیتا، آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک امیر دیا تھا جو ان کے معاملات کو سنبھالتا تھا۔'' پھر خادم سے فرمایا، ''جاؤ! ایک کاغذ اور قلم لے کر آؤ، میں ان کے لئے نیا حکم نامہ لکھ دوں۔'' یہ سن کر آپ نے عرض کی، ''امیر المؤمنین! مجھے معاف فرما دیں، آپ کو خدا کا واسطہ مجھے اس آزمائش میں نہ ڈالیں کیونکہ میں نے ایک دن ایک نصرانی کو یہ کہہ دیا تھا کہ، ''اللہ تعالیٰ تجھے رسواء کرے۔'' اب مجھے خوف ہے کہ رب تعالیٰ کہیں اسی بات پر میری پکڑ نہ فرمالے۔'' آپ کی اس خدا خوفی کو دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا، ''ٹھیک ہے! آپ کو یہ ذمہ داری نہیں دی جارہی۔'' اس کے بعد آپ اپنے گھر چلے آئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حقیقتِ حال جاننے کے لئے ایک آدمی کو سو دینار کی تھیلی دے کر ان کے گھر بھیجا اور اسے ہدایت کی کہ جب تم خدا خوفی کی کوئی بات دیکھو، یہ تھیلی ان کی خدمت میں پیش کر دینا۔ وہ آدمی تین دن تک آپ کے معمولات کا مشاہدہ کرتا رہا۔ اس نے دیکھا کہ آپ دن کو روزہ رکھتے، شام کے وقت ایک روٹی اور زیتون کے تیل کے ساتھ روزہ افطار فرماتے ہیں اور پوری رات عبادت میں گزارتے ہیں۔ جب تیسرا دن آیا تو اس نے وہ تھیلی آپ کی بارگاہ میں پیش کر دی اور ساتھ امیر المؤمنین کا حکم بھی سنایا۔ آپ یہ سب دیکھ کر رو پڑے تو اس آدمی نے آپ کے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا، ''مجھے سونا دے کر آزمایا گیا ہے حالانکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں، کاش! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے کبھی نہ دیکھ سکیں۔'' آپ نے اس وقت ایک پرانی قمیض پہن رکھی تھی، جسے آپ نے چاک کر دیا اور پانچ دینار اپنے پاس رکھ کر بقیہ راہِ خدا میں صدقہ کر دیئے۔ کچھ عرصے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے ان دیناروں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے عرض کی، ''میں نے وہ دینار اللہ تعالیٰ کے پاس امانتاً رکھوا دیئے ہیں کہ قیامت کے دن مجھے واپس کر دینا۔''

﴿حکایات الصالحین، ص ۱۲۴﴾

(37) {مجھے کس طرف جانے کا حکم ہوگا؟......}

حضرت سَیِّدُنا مسلم بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رونے لگے۔ جب آپ سے رونے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا، ''مجھے دنیا سے رخصتی کا غم نہیں رلا رہا بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرا سفر کٹھن اور طویل

ہے جبکہ میرے پاس زادِ سفر بھی کم ہے اور میں گویا ایسے ٹیلے پر جا پہنچا ہوں جس کے بعد جنت اور دوزخ کا راستہ ہے اور میں نہیں جانتا کہ مجھے کس طرف جانے کا حکم ہوگا؟'' ﴿حلیۃ الاولیاء، ذکر اصحاب الصفۃ، ج ۱، ص ۳۵۰﴾

﴿38﴾ {رونے والا حبشی......}

حضرت سیّدُنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی، **وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ** جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

﴿ترجمۂ کنز الایمان، پ۲۸، التحریم ۶﴾

پھر فرمایا ''جہنم کی آگ ایک ہزار برس جلائی گئی تو وہ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک دہکائی گئی تو سفید ہوگئی، پھر ہزار سال بھڑکائی گئی تو سیاہ ہوگئی، اور اب وہ سیاہ و تاریک ہے۔'' یہ سن کر ایک حبشی جو وہاں موجود تھا، رونے لگا۔ مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، ''یہ کون رو رہا ہے؟'' عرض کی گئی، ''حبشہ کا رہنے والا ایک شخص ہے۔'' آپ نے اس کے رونے کو پسند فرمایا۔ حضرت سیّدُنا جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر اترے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے، ''مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میرا جو بندہ دنیا میں میرے خوف سے روئے گا، میں ضرور اسے جنت میں زیادہ ہنساؤں گا۔''

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۴۹۰، رقم الحدیث ۷۹۹﴾

﴿39﴾ {میں کون سی مٹھی میں ہوں گا؟......}

حضرت سیّدُنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو رونے لگے۔

ان سے پوچھا گیا، ''آپ کو کس چیز نے رُلایا؟'' فرمایا ، خدا عزوجل کی قسم! میں نہ تو موت کی گھبراہٹ سے رو رہا ہوں اور نہ ہی دنیا سے رخصتی کے غم میں آنسو بہا رہا ہوں بلکہ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ''دو مٹھیاں ہیں، ایک جہنم میں جائے گی اور دوسری جنت میں....'' اور مجھے نہیں معلوم کہ میں کون سی مٹھی میں ہوں گا۔

﴿شعب الایمان ،باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ،ج۱،ص۵۰۲،رقم الحدیث ۸۴۱﴾

﴿40﴾ { میں دنیا کے چھوٹنے پر نہیں روتا...... }

حضرت سَیِّدُنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت جب قریب آیا تو رو دیئے اور شدید گھبراہٹ کا اظہار ہونے لگا۔ لوگوں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا، ''میں دنیا چھوٹنے پر نہیں روتا کیونکہ موت مجھے محبوب ہے، بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر دنیا سے جا رہا ہوں یا ناراضگی میں؟'' ﴿اسد الغابۃ ج۱، ص۵۷۴﴾

﴿41﴾ { میں نہیں جانتا...... }

حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ محترمہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک رونے لگے، ان کو روتا دیکھ کر زوجہ بھی رونے لگیں۔ آپ نے زوجہ سے پوچھا، ''تم کیوں روتی ہو؟'' انہوں نے جواب دیا، ''آپ کو روتا دیکھ کر مجھے بھی رونا آ گیا۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''مجھے تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول یاد آ گیا تھا،

''**وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا** ۔اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔ ﴿ترجمہ کنز الایمان، پ۱۶، مریم ۷۱﴾

اور میں نہیں جانتا کہ اس سے بعافیت گزر جاؤں گا یا نہیں۔ ''

﴿المستدرک للحاکم، الحدیث:۸۷۴۸، جلد ۴، ص ۶۳۱ و التخویف من النار، ص ۲۴۹﴾

‹42› {ایک حبشی کا خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ......}

ایک حبشی نے سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی، ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے گناہ بے شمار ہیں، کیا میری توبہ بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں قبول ہوسکتی ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا، ''کیوں نہیں۔'' اس نے عرض کی، ''کیا وہ مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھتا بھی رہا ہے؟'' ارشاد فرمایا، ''ہاں! وہ سب کچھ دیکھتا رہا ہے۔'' یہ سن کر حبشی نے ایک چیخ ماری اور زمین پر گرتے ہی جاں بحق ہوگیا۔ ﴿کیمیائے سعادت، ج ۲، ص ۸۸۶﴾

‹43› {کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بھی خبر نہیں؟......}

حضرت سیدنا عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف جارہا تھا کہ ایک جگہ ہم تھوڑی دیر آرام کے لئے رکے۔ اتنے میں ایک چرواہا ادھر سے بکریاں لئے ہوئے گزرا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ''ایک بکری میرے ہاتھ فروخت کردو۔'' اس نے عرض کی، ''یہ بکریاں میری ذاتی ملک نہیں ہیں، بلکہ میں تو کسی کا غلام ہوں۔'' آپ نے (بطورِ آزمائش) فرمایا، ''مالک سے کہہ دینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا، اُسے کیا پتہ چلے گا۔'' چرواہے نے جواب دیا، ''اگر اسے نہ بھی معلوم ہو تو کیا خدا عَزَّوَجَلَّ کو بھی خبر نہیں ہے؟'' یہ سن کر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ زاروقطار رونے لگے اور اس چرواہے کے

مالک کو بلوا کر اس کی قیمت ادا کی اور اسے آزاد کر دیا۔

﴿کیمیائے سعادت، ف ۲، ص ۸۸٦﴾

(44) { چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا...... }

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو خوف کے مارے آپ کے چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا۔ گھر والے دریافت کرتے، ''یہ وضو کے وقت آپ کو کیا ہو جاتا ہے؟'' تو فرماتے، ''تمہیں معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں؟'' ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ۲۲٦﴾

(45) { پُلِ صراط سے گزرو...... }

امیر المؤمنین سَیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی ایک کنیز آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی، ''عالی جاہ! میں نے خواب میں عجیب معاملہ دیکھا۔'' آپ کے دریافت کرنے پر وہ یوں عرض گزار ہوئی کہ ''میں نے دیکھا کہ جہنم کو بھڑکایا گیا اور اس پر پل صراط رکھ دیا گیا پھر اُموی خلفاء کو لایا گیا۔ سب سے پہلے خلیفہ عبد الملک بن مروان کو اس پلِ صراط سے گزرنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ وہ پلِ صراط پر چلنے لگا لیکن افسوس! وہ تھوڑا سا چلا کہ پل الٹ گیا اور وہ جہنم میں گر گیا۔'' حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، ''پھر کیا ہوا؟'' کنیز نے کہا، ''پھر اس کے بیٹے ولید بن عبد الملک کو لایا گیا، وہ بھی اسی طرح پلِ صراط پار کرنے لگا کہ اچانک پلِ صراط پھر الٹ گیا، جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں جا گرا۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ ''اس کے بعد کیا ہوا؟'' اس نے عرض کی، ''اس کے بعد سلیمان بن عبد الملک کو حاضر کیا گیا، اسے بھی حکم

ہوا کہ پُلِ صراط سے گزرو، اس نے بھی چلنا شروع کیا لیکن یکا یک وہ بھی دوزخ کی گہرائیوں میں اتر گیا۔‘‘ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے پوچھا، ’’مزید کیا ہوا؟‘‘ اس نے جواب دیا، ’’یا امیر المؤمنین! ان سب کے بعد آپ کو لایا گیا......‘‘

کنیز کا یہ جملہ سنتے ہی سَیِّدُ نا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے خوف زدہ ہو کر چیخ ماری اور زمین پر گر گئے۔ کنیز نے جلدی سے کہا ’’اے امیر المؤمنین! رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے دیکھا کہ آپ نے سلامتی کے ساتھ پُلِ صراط پار کر لیا۔‘‘ لیکن سَیِّدُ نا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللہُ عَنْہ کنیز کی بات نہ سمجھ پائے کیونکہ آپ پر خوف کا ایسا غلبہ طاری تھا کہ آپ بے ہوشی کے عالم میں بھی اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٣١﴾

﴿46﴾ {بے ہوش ہو کر گر گئے......}

حضرت سَیِّدُ نا یزید رقاشی رَضِیَ اللہُ عَنْہ ایک مرتبہ حضرت سَیِّدُ نا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، ’’یا امیر المؤمنین! یاد رکھئے کہ آپ پہلے خلیفہ نہیں ہیں جو مر جائیں گے۔ (یعنی آپ سے پہلے گزرنے والے خلفاء کو موت نے آلیا تھا۔)‘‘ یہ سن کر حضرت عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللہُ عَنْہ رونے لگے اور عرض کرنے لگے، ’’کچھ اور بھی فرمائیے۔‘‘ تو آپ نے کہا، ’’اے امیر المؤمنین! حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے لے کر آپ تک آپ کے سارے آباؤ اجداد فوت ہو چکے ہیں۔‘‘ یہ سن کر آپ مزید رونے لگے اور عرض کی، ’’مزید کچھ بتائیے۔‘‘ آپ نے فرمایا، آپ کے اور جنت و دوزخ کے درمیان کوئی منزل نہیں ہے۔ (یعنی دوزخ میں ڈالا جائے

گا یا جنت میں داخل کیا جائے گا۔) یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٩﴾

(47) {بے شک مجھے دو جنتیں عطا کی گئیں……}

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ مبارک میں ایک نوجوان بہت متقی و پرہیزگار و عبادت گزار تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کی عبادت پر تعجب کیا کرتے تھے۔ وہ نوجوان نمازِ عشاء مسجد میں ادا کرنے کے بعد اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ راستے میں ایک خوبرو عورت اسے اپنی طرف بلاتی اور چھیڑتی تھی، لیکن یہ نوجوان اس پر توجہ دیئے بغیر نگاہیں جھکائے گزر جایا کرتا تھا۔ آخر کار ایک دن وہ نوجوان شیطان کے ورغلانے اور اس عورت کی دعوت پر برائی کے ارادے سے اس کی جانب بڑھا، لیکن جب دروازے پر پہنچا تو اسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ عالیشان یاد آ گیا، ''**اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ**'' ''بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔''

(ترجمۂ کنز الایمان پ۹، الاعراف ۲۰۱)

اس آیتِ پاک کے یاد آتے ہی اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ جب یہ بہت دیر تک گھر نہ پہنچا تو اس کا بوڑھا باپ اسے تلاش کرتا ہوا وہاں پہنچا اور لوگوں کی مدد سے اسے اٹھوا کر گھر لے آیا۔ ہوش آنے پر باپ نے تمام واقعہ دریافت کیا، نوجوان نے پورا واقعہ بیان کر کے

جب اس آیتِ پاک کا ذکر کیا، تو ایک مرتبہ پھر اس پر اللہ تعالیٰ کا شدید خوف غالب ہوا، اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا۔ راتوں رات ہی اس کے غسل وکفن ودفن کا انتظام کردیا گیا۔

صبح جب یہ واقعہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ اس کے باپ کے پاس تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ''ہمیں رات کو ہی اطلاع کیوں نہیں دی، ہم بھی جنازے میں شریک ہوجاتے؟'' اس نے عرض کی، ''امیر المومنین! آپ کے آرام کا خیال کرتے ہوئے مناسب معلوم نہ ہوا۔'' آپ نے فرمایا کہ ''مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔'' وہاں پہنچ کر آپ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی، ''**وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ** اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں ﴿ترجمۂ کنز الایمان، پ ۲۷، الرحمٰن ۴۶﴾

تو قبر میں سے اس نوجوان نے بلند آواز کے ساتھ پکار کر کہا کہ ''یا امیرَ المومنین! بیشک میرے رب نے مجھے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔'' ﴿شرح الصدور ص ۲۱۳﴾

﴿48﴾ {آنکھ نکال دی......}

حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے زمانۂ مبارکہ میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا تو لوگوں نے آپ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ ''حضور! بارش کے لئے دعا کر دیجئے۔'' حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا، ''میرے ساتھ پہاڑ پر چلو۔'' چنانچہ سب لوگ آپ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ ''میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آئے جس نے کوئی گناہ کیا ہو۔'' یہ سن کر

سب لوگ واپس ہو لئے لیکن صرف ایک آنکھ والا شخص ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا، ''کیا تم نے میری بات نہیں سنی؟'' اس نے عرض کی، ''جی ہاں! سنی ہے۔'' فرمانے لگے، ''کیا تم بالکل بے گناہ ہو؟'' اس نے جواب دیا، ''حضور! مجھے اپنا کوئی گناہ یاد نہیں لیکن ایک گناہ کا تذکرہ کرتا ہوں اور وہ گناہ اب باقی رہا یا نہیں، اس کا فیصلہ آپ ہی فرمائیں۔'' آپ نے پوچھا ''وہ کیا؟'' اس نے بتایا، ''ایک دن میں نے راستے سے گزرتے ہوئے کسی کے مکان میں ایک آنکھ سے جھانکا تو کوئی کھڑا تھا، کسی کے گھر میں اس طرح جھانکنے کا مجھے بہت افسوس ہوا اور میں خوفِ خدا سے لرز اٹھا۔ پھر مجھ پر ندامت غالب آئی اور میں نے وہ آنکھ نکال کر پھینک دی جس سے جھانکا تھا ۔ اگر میرا وہ عمل گناہ تھا تو آپ فرما دیجئے، میں واپس چلا جاتا ہوں۔''

حضرت سیِّدُنا موسیٰ علیہ السلام اس کی بات سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا، ''ساتھ چلو! اب ہم دعا کرتے ہیں۔'' پھر آپ نے دعا فرمائی کہ ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرا خزانہ کبھی ختم نہیں ہونے والا اور بخل تیری صفت نہیں، اپنے فضل و کرم سے ہم پر پانی برسا دے۔'' اتنا کہنا تھا کہ فوراً بارش شروع ہوگئی اور یہ دونوں حضرات بارش میں بھیگتے ہوئے پہاڑ سے واپس تشریف لائے۔ ﴿کتاب التوابین، ص۸۰﴾

﴿49﴾ {رونے والا پتھر......}

حضرت سیِّدُنا عیسیٰ علیہ السلام ایک پتھر کے قریب سے گزرے جس کے دونوں طرف سے پانی بہہ رہا تھا۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ پانی کہاں سے آ رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے دریافت فرمایا، ''اے پتھر! یہ پانی کہاں سے آ رہا

ہے اور کہاں جائے گا؟'' اس نے عرض کی، ''جو پانی میری سیدھی جانب سے آرہا ہے وہ میری دائیں آنکھ کے آنسو ہیں اور الٹی جانب سے آنے والا پانی میری بائیں آنکھ کے آنسو ہیں۔'' آپ علیہ السلام نے پوچھا، ''تم یہ آنسو کس لئے بہا رہے ہو؟'' پتھر نے جواب دیا، ''اپنے رب کے خوف کی وجہ سے کہ کہیں وہ مجھے جہنم کا ایندھن نہ بنا دے۔''

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۵۲۸، رقم الحدیث ۹۳۲﴾

(50) {چٹان ہٹ گئی......}

سرکارِ دو عالم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''گزشتہ زمانے میں تین آدمی سفر میں تھے کہ رات گزارنے کے لئے انہیں ایک غار کا سہارا لینا پڑا۔ جونہی وہ غار میں داخل ہوئے تو پہاڑ کے اوپر سے ایک چٹان ٹوٹ کر غار کے منہ پر آن گری، جس سے غار کا منہ بند ہوگیا۔ انہوں نے سوچا کہ ''اس چٹان سے چھٹکارا پانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔''

ان میں سے ایک شخص نے خدمتِ والدین کو وسیلہ بنا کر دعا کی تو چٹان تھوڑی سی سرک گئی لیکن وہ ابھی باہر نہ نکل سکتے تھے۔

دوسرے نے اس طرح دعا کی ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری ایک چچا زاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی میں نے کئی مرتبہ اس سے بری خواہش کا اظہار کیا مگر اس نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ قحط سالی میں مبتلا ہوئی اور مدد حاصل کرنے میرے پاس آئی۔ میں نے اسے سو دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے ساتھ تنہائی میں جائے، لہٰذا وہ مجبوراً اس پر تیار ہوگئی۔ جب ہم تنہائی میں پہنچے اور میں نے اپنی خواہش پوری کرنا

چاہی تو اس نے کہا ''اللہ تعالیٰ سے ڈر اور یہ گناہ مت کر۔'' یہ سن کر میں اس گناہ سے رک گیا اور وہ دینار بھی اسی کو دے دیئے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے لئے تھا تو ہماری یہ مصیبت دور کر دے۔'' چٹان کچھ اور سرک گئی، مگر وہ ابھی بھی باہر نہ نکل سکتے تھے۔

تیسرے نے ایک مزدور کو اس کی امانت لوٹا دینے کو وسیلہ بنایا اور عرض کی، ''اے اللہ تعالیٰ! اگر میرا یہ عمل محض تیری رضا جوئی کے لئے تھا تو ہمیں اس پریشانی سے نجات دلا دے۔'' چنانچہ چٹان مکمل طور پر ہٹ گئی اور وہ نکل کر چل پڑے۔ (ملخصًا)

﴿صحیح المسلم، باب قصة اصحاب الغار الثلاثة، ص ١١٥٥، رقم الحدیث ٢٤٤٣﴾

(51) {مجھے جلا دینا......}

حضرت سَیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے زندگی بھر کبھی کوئی نیکی نہ کی تھی۔ اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ ''جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری آدھی راکھ جنگل میں اڑا دینا جبکہ آدھی دریا کے سپرد کر دینا، رب تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے میری گرفت کی تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا کہ پورے جہان میں سے کسی کو نہ دیا ہوگا۔''

جب اس شخص کا انتقال ہو گیا تو اس کی رضا کے مطابق گھر والوں نے اس کی وصیت پوری کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے دریا کو اس کی راکھ جمع کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اس نے اپنے اندر موجود تمام راکھ جمع کر دی۔ پھر جنگل کو بھی یہی حکم دیا، اس نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس شخص سے سوال کیا کہ ''بتاؤ! تم نے ایسا کیوں کیا؟'' اس نے

عرض کی، ''اے میرے رب عزوجل! تو جانتا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ فقط تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا۔'' یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرما دی۔

﴿شعب الایمان ، جلد ۱، ص۱۹ ، رقم الحدیث ۱۰۳۷﴾

﴿52﴾ { دعا کے وقت چہرہ زرد ہو جاتا...... }

حضرت سَیِّدُنا فضل بن وکیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''میں نے تابعین میں سے کسی شخص کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرح شدتِ خشوع سے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دعا مانگتے وقت خوفِ خداوندی سے آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور کثرتِ عبادت کی وجہ سے آپ کا بدن کسی سالخوردہ مشک کی طرح مرجھایا ہوا معلوم ہوتا۔ ایک مرتبہ آپ نے رات کو نماز میں قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ تلاوت کی،

''**بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرُّ.** بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑی ہے اور سخت کڑوی۔ ﴿ترجمۂ کنز الایمان، پ ۲۷، القمر ۴۶﴾

پھر بار بار اسی آیت کو دہراتے رہے یہاں تک کہ مؤذن نے صبح کی اذان کہہ دی۔ ﴿تذکرۃ المحدثین ، ص۵۷﴾

﴿53﴾ { ہوش وحواس جاتے رہے...... }

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت تلاوت کی،

''**هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ ۝ وَلَا یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ ۝** ترجمۂ کنز الایمان: یہ دن ہے کہ وہ نہ بول سکیں گے اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عذر کریں۔ ﴿المرسلت ۳۵، ۳۶﴾

اس آیت کو سنتے ہی امام شافعی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور جسم پر لرزہ

طاری ہوگیا۔ خوفِ خدا کی شدت سے آپ کے ہوش وحواس جاتے رہے اور وہیں سجدے میں گر گئے۔ پھر جب ہوش آیا تو کہنے لگے، ''**اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ مَّقَامِ الۡکَذَّابِیۡنَ وَمِنۡ اِعۡرَاضِ الۡجَاھِلِیۡنَ ھَبۡ لِیۡ مِنۡ رَّحۡمَتِکَ وَجَلِّلۡنِیۡ بِسِتۡرِکَ وَاعۡفُ عَنِّیۡ بِکَرَمِکَ وَلاتکلنی اِلٰی غَیۡرِکَ وَلاتقنطنی مِنۡ خَیۡرِکَ** ۔اے اللہ! میں کذّابوں کے مقام اور جاھلوں کے اعراض سے تیری پناہ مانگتا ہوں، مجھ اپنی رحمت عطا فرمادے، میرے عیوب پر پردہ ڈال دے، مجھے اپنے کرم کے صدقے معاف فرمادے، مجھے غیر کے حوالے نہ فرما، مجھے اپنی رحمت سے مایوس نہ کرنا۔ ﴿تذکرۃ المحدثین بحوالہ مرقاۃ ج ۱، ص۲۱﴾

(54) { مجھے بھوک ہی نہیں لگتی ...... }

حضرت سَیِّدُنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ''خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ مجھے کھانے پینے سے روک رہا ہے اور مجھے بھوک ہی نہیں لگتی۔''

﴿مکاشفۃ القلوب باب الخوف من الذنب، ص ۱۹۷﴾

(55) { آنکھوں کی خوبصورتی جاتی رہی ...... }

حضرت سَیِّدُنا یزید بن ہارون واسطی رضی اللہ عنہ حافظِ حدیث تھے۔ ان کی آنکھیں نہایت خوب صورت تھیں مگر یہ دن رات خوفِ الٰہی سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ مستقل طور پر آشوبِ چشم کی شکایت پیدا ہوگئی یہاں تک کہ آنکھوں کی خوبصورتی وروشنی دونوں جاتی رہیں۔ ﴿اولیائے رجال الحدیث ص۲۶۳﴾

﴿56﴾ { رونا کیسے چھوڑ دوں؟...... }

حضرت سَیِّدُ نا یحییٰ بن عبدالملک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بہت ہی بارعب شیخ الحدیث تھے، لیکن آپ پرخوفِ خداوندی کا بڑا غلبہ تھا۔ آپ دن رات روتے رہتے یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں میں ہمیشہ آشوبِ چشم جیسی سرخی رہتی تھی ۔ یہ دیکھ کر بعض لوگوں نے عرض کی، ''حضور! آپ کی آنکھوں کا علاج یہی ہے کہ آپ رونا چھوڑ دیں ۔'' تو آپ نے فرمایا، ''اگر یہ آنکھیں اللہ کے خوف سے رونا چھوڑ دیں تو پھر ان میں کون سی بھلائی باقی رہ جائے گی؟'' ﴿اولیائے رجال الحدیث ص۲۵۷﴾

﴿57﴾ { اب توبہ کا وقت آگیا ہے...... }

حضرت سَیِّدُ نا فضیل بن عیاض رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بہت نامور محدث اور مشہور اولیائے کرام میں سے ہیں ۔ یہ پہلے زبردست ڈاکو تھے ۔ ایک مرتبہ ڈاکہ ڈالنے کی غرض سے کسی مکان کی دیوار پر چڑھ رہے تھے کہ اتفاقاً اس وقت مالک مکان قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھا۔ اس نے یہ آیت پڑھی،

''**اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ**۔ کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔

﴿ترجمۂ کنزالایمان، پ۲۷، الحدید۱۶﴾

جونہی یہ آیت آپ کی سماعت سے ٹکرائی، گویا تاثیرِ ربانی کا تیر بن کر دل میں پیوست ہوگئی اور اس کا اتنا اثر ہوا کہ آپ خوفِ خدا سے کانپنے لگے اور بے اختیار آپ کے منہ سے نکلا، ''کیوں نہیں میرے پروردگار! اب اس کا وقت آگیا ہے۔'' چنانچہ آپ

روتے ہوئے دیوار سے اتر پڑے اور رات کو ایک سنسان اور بے آباد کھنڈر نما مکان میں جا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہاں ایک قافلہ پہنچا تو شرکائے قافلہ آپس میں کہنے لگے کہ ''رات کو سفر مت کرو، یہاں رک جاؤ کہ فضیل بن عیاض ڈاکو اسی اطراف میں رہتا ہے۔'' آپ نے قافلے والوں کی باتیں سنیں تو اور زیادہ رونے لگے کہ ''افسوس! میں کتنا گناہ گار ہوں کہ میرے خوف سے امتِ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قافلے رات میں سفر نہیں کرتے اور گھروں میں عورتیں میرا نام لے کر بچوں کو ڈراتی ہیں۔'' آپ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور آپ نے سچی توبہ کر کے یہ ارادہ کیا کہ اب ساری زندگی کعبۃ اللہ کی مجاوری اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزاروں گا۔ چنانچہ آپ نے پہلے علمِ حدیث پڑھنا شروع کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں ایک صاحبِ فضیلت محدث ہوگئے اور حدیث کا درس دینا بھی شروع کر دیا۔ ﴿اولیائے رجال الحدیث ص۲۰۶﴾

‹58› { دن رات روتے رہتے ...... }

حضرت علی بن بکّار بصری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بہت بڑے محدث اور زہد و تقویٰ سے متصف بزرگ تھے۔ آپ کے دل پر خوفِ خدا کا اتنا غلبہ تھا کہ دن رات روتے رہتے حتی کہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ ﴿اولیائے رجال الحدیث ص۱۹۶﴾

‹59› { جہنم کا نام سن کر بے ہوش ہوگئے ...... }

حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن وہب فہری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ایک لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔ آپ پر خوفِ الٰہی کا بڑا غلبہ تھا۔ ایک دن حمام میں تشریف لے گئے تو کسی نے یہ آیت

پڑھ دی، ''**وَاِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ** اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے۔

﴿ترجمۂ کنزالایمان، پ۲۴، المؤمن ۴۷﴾

جہنم کا نام سنتے ہی آپ بے ہوش ہو کر غسل خانے میں گر پڑے اور بہت دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا۔ اسی طرح ایک شاگرد نے آپ کی کتاب '' جامع ابن وھب '' میں سے قیامت کا واقعہ پڑھ دیا تو آپ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے اور لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لے آئے ۔ جب بھی آپ کو ہوش آتا تو بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا اور پھر بے ہوش ہو جاتے، اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

﴿اولیائے رجال الحدیث ص۱۹۱﴾

‹60› {''لبیک'' کیسے کہوں؟......}

حضرت سیِّدُنا امام علی بن حسین زین العابدین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ علمِ حدیث میں اپنے والدِ ماجد حضرت سیِّدُنا امام حسین و دیگر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے وارث ہیں۔ آپ بڑے خدا ترس تھے اور آپ کا سینۂ مبارک خشیتِ الٰہی کا سفینہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے حج کا احرام باندھا تو تلبیہ (یعنی لبیک) نہیں پڑھی ۔ لوگوں نے عرض کی ، ''حضور! آپ لبیک کیوں نہیں پڑھتے ؟'' آبدیدہ ہو کر ارشاد فرمایا، ''مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں لبیک کہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ''**لَا لَبَّیْکَ**'' کی آواز نہ آجائے ، یعنی میں تو یہ کہوں کہ '' اے میرے مالک! میں بار بار تیرے دربار میں حاضر ہوں ۔'' اور ادھر سے یہ آواز نہ آجائے کہ ''نہیں نہیں! تیری حاضری قبول نہیں ۔'' لوگوں نے کہا، ''حضور! پھر لبیک کہے بغیر آپ کا احرام کیسے ہوگا؟'' یہ سن کر آپ نے بلند آواز سے **لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ**

وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ پڑھا لیکن ایک دم خوفِ خدا عزوجل سے لرز کر اونٹ کی پشت سے زمین پر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آتے تو ''لبیک'' پڑھتے اور پھر بے ہوش ہو جاتے، اسی حالت میں آپ نے حج ادا فرمایا۔

﴿اولیائے رجال الحدیث ص١٦٤﴾

(61) {بُھنی ہوئی سری دیکھ کر ہوش ہو گئے......}

حضرت سَیِّدُ نا طاؤس بن کیسان رضی اللہ عنہ ایک عظیم محدث اور تابعی تھے۔ آپ علم وعمل کے اعتبار سے اپنے زمانے کے سردار تھے۔ آپ پر خوفِ خداوندی کا بڑا غلبہ تھا اور بہت خداترس اور رقیق القلب تھے۔ جب کسی بھڑکتی ہوئی آگ کو دیکھ لیتے تو جہنم کو یاد کر کے حواس باختہ ہو جاتے۔ ایک مرتبہ کسی ہوٹل والے نے ان کے سامنے تنور میں سے بکری کا سر بھون کر نکالا تو آپ اس کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔

﴿اولیائے رجال الحدیث ص١٥٦﴾

(62) {درد میں کمی واقع نہ ہوئی......}

حضرت سَیِّدُ نا ابوعثمان اسماعیل صابونی رضی اللہ عنہ بہت بڑے واعظ اور باکمال مفسر تھے۔ ایک دن وعظ کے دوران کسی نے ان کے ہاتھ میں ایک کتاب دی جس میں خوفِ الٰہی سے متعلق مضامین تھے۔ آپ نے اس کتاب کی چند سطریں مطالعہ فرمائیں اور ایک قاری سے کہا کہ یہ آیت پڑھو،

''**اَ فَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰہُ بِهِمُ الْاَرْضَ**۔ تو کیا جو لوگ برے مکر کرتے ہیں، اس سے نہیں ڈرتے کہ اللہ انہیں زمین

میں دھنسا دے۔ ﴿ترجمۂ کنزالایمان، پ۱۴، النحل ۴۵﴾

پھر اسی قسم کی دوسری آیات وعید قاری سے پڑھواتے رہے اور حاضرین کو عذابِ الٰہی سے ڈراتے رہے۔ خود ان پر ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ خوفِ خدا سے لرزنے اور کانپنے لگے اور آپ کے پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بے چین ہوگئے۔ کچھ لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لے آئے اور طبیبوں نے بہت علاج کیا مگر درد میں کوئی کمی نہ واقع ہوئی۔ بالآخر اسی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا۔ ﴿اولیائے رجال الحدیث ص۱۵۲﴾

‹63› { پھوٹ پھوٹ کر روتے...... }

حضرت سیّدُنا ابوبِشر صالح مُرّی رضی اللہ عنہ بڑے نامور محدث تھے۔ آپ بہت ہی سحر بیان واعظ بھی تھے۔ وعظ کے دوران خود ان کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ خوفِ الٰہی سے کانپتے اور لرزتے رہتے اور اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتے جیسے کوئی عورت اپنے اکلوتے بچے کے مرجانے پر روتی ہے۔ کبھی کبھی تو شدتِ گریہ اور بدن کے لرزنے سے آپ کے اعضاء کے جوڑ اپنی جگہ سے ہل جاتے تھے۔ اور آپ کے بیان کا سننے والوں پر ایسا اثر ہوتا کہ بعض لوگ تڑپ تڑپ کر بے ہوش ہوجاتے اور بعض انتقال کر جاتے۔ آپ کے خوفِ خدا کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی قبر کو دیکھ لیتے تو دو دو، تین تین دن مبہوت وخاموش رہتے اور کھانا پینا چھوڑ دیتے۔ ﴿اولیائے رجال الحدیث ص۱۵۱﴾

‹64› { مجھے شرم آتی ہے...... }

حضرت شقیق بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ حضرت سیّدُنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خاص شاگرد ہیں۔ آپ پر خوفِ خدا عزّوجلّ کا بڑا غلبہ تھا۔ جب حرم کعبہ میں جاتے تو کہتے ''میں

کس طرح کعبہ کا طواف کروں؟ ہائے! مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ جو قدم گناہ کی طرف چل چکے ہوں، میں ان گنہگار قدموں کو خدا کے مقدس گھر کے پاس کس طرح رکھوں؟'' یہ کہہ کر آپ زار و قطار رونے لگتے۔ آپ کے سامنے کوئی اللہ تعالیٰ کے قہر و جلال کا تذکرہ کر دیتا تو آپ مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپنے لگتے۔ ایک مرتبہ آپ کے سامنے کسی نے کہہ دیا کہ فلاں آدمی بڑا متقی ہے تو آپ نے فرمایا، ''خاموش رہو! تم نے کسی متقی کو کبھی دیکھا بھی ہے؟ ارے نادان! متقی کہلانے کا حق دار وہ شخص ہے کہ اگر اس کے سامنے جہنم کا ذکر کر دیا جائے تو خوفِ الٰہی کے سبب اس کی روح پرواز کر جائے۔''

﴿اولیائے رجال الحدیث ص۱۴۰﴾

﴿65﴾ { روح پرواز کرگئی...... }

حضرت زُرارہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نہایت ہی عابد و زاہد اور خوفِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے عالم باعمل تھے۔ تلاوتِ قرآن کے وقت وعید و عذاب کی آیات پڑھ کر لرزہ براندام بلکہ کبھی کبھی خوفِ خدا سے بے ہوش ہو جاتے تھے۔ ایک دن فجر کی نماز میں جیسے ہی آپ نے یہ آیت تلاوت کی،

''**فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِکَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ ۝** پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن کرّا (یعنی سخت) دن ہے۔ ﴿ترجمۂ کنز الایمان، پ۲۹، المدثر ۸، ۹﴾

تو نماز کی حالت میں ہی آپ پر خوفِ الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ لرزتے کانپتے ہوئے زمین پر گر پڑے اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔

﴿اولیائے رجال الحدیث ص۱۴۳﴾

﴾66﴿ { بدن پر لرزہ طاری ہوجاتا...... }

حضرت سَیِّدُ نا ثابت بن اسلم بُنانی رضی اللہ عنہ تابعین بصرہ کے بڑے باوقار اور نامور علمائے حدیث میں سے تھے۔ آپ پر خوفِ الٰہی کا بڑا غلبہ تھا۔ جب بھی آپ کے سامنے جہنم کا تذکرہ کیا جاتا تو ایسے مضطرب ہوتے کہ تڑپنے لگتے اور بدن پر اتنا لرزہ طاری ہوجاتا کہ جسم کا کوئی نہ کوئی عضو الگ ہوجاتا۔ ﴿اولیائے رجال الحدیث ص۹۱﴾

﴾67﴿ { آنکھ کی بینائی جاتی رہی...... }

حضرت سَیِّدُ نا اسود بن یزید رضی اللہ عنہ نہایت جلیل القدر تابعی ہیں اور عبادت وریاضت میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ خوفِ خدا عزوجل سے راتوں کو اس قدر رویا کرتے تھے کہ آپ کی ایک آنکھ کی بینائی رونے کی وجہ سے جاتی رہی اور اتنے لاغر ہوگئے کہ بدن پر گویا ہڈی اور کھال کے علاوہ کوئی بوٹی باقی نہیں رہ گئی تھی۔

﴿اولیائے رجال الحدیث ص۳۷﴾

﴾68﴿ { خوفِ خدا کے سبب انتقال کرنے والا...... }

حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ میں رات کے وقت ایک گلی سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک درد بھری آواز میری سماعت سے ٹکرائی، اس آواز میں اتنا کرب تھا کہ میرے اٹھتے ہوئے قدم رک گئے اور میں ایک گھر سے آنے والی اس آواز کو غور سے سننے لگا۔

میں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ ان الفاظ میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں

مناجات کررہا تھا، ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو ہی میرا مالک ہے! تو ہی میرا آقا ہے! تیرے اس مسکین بندے نے تیری مخالفت کی بناء پر سیاہ کاریوں اور بدکاریوں کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ نفس کی خواہشات نے مجھے اندھا کردیا تھا اور شیطان نے مجھے غلط راہ پر ڈال دیا تھا جس کی وجہ سے میں گناہوں کی دلدل میں پھنس گیا، اے اللہ! اب تیرے غضب اور عذاب سے کون مجھے بچائے گا؟''

(یہ سن کر) میں نے باہر کھڑے کھڑے یہ آیت کریمہ پڑھی،

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ oاے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر سخت کرّے (یعنی طاقتور) فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

﴿ترجمۂ کنزالایمان، پ۲۸، التحریم۶﴾

جب اس نے یہ آیت سنی تو اس کے غم کی شدت میں اور اضافہ ہوگیا اور وہ شدتِ کرب سے چیخنے لگا اور میں اسے اسی حالت میں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت میں دوبارہ اس گھر کے قریب سے گزرا تو دیکھا کہ ایک میت موجود ہے اور لوگ اس کے کفن ودفن کے انتظام میں مصروف ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ ''یہ مرنے والا کون تھا؟'' تو انہوں نے جواب دیا کہ ''مرنے والا ایک نوجوان تھا جو ساری رات خوفِ خدا کے سبب روتا رہا اور سحری کے وقت انتقال کرگیا۔''

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج۱، ص۵۳۰، رقم الحدیث ۹۳۷﴾

﴿69﴾ {کمر جُھک جانے کا سبب......}

حضرت سَیِّدُنا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کی کمر جوانی ہی میں جھک گئی تھی۔ لوگوں نے کئی مرتبہ اس کی وجہ جاننے کی کوشش کی لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ کا ایک شاگرد کافی عرصہ تک کسی موقع کی تلاش میں رہا کہ وہ آپ سے اس کا سبب دریافت کرسکے۔ آخر ایک دن اس نے موقع پاکر آپ سے اس بارے میں پوچھ ہی لیا، آپ نے پہلے تو حسبِ سابق کوئی جواب نہ دیا لیکن پھر اس کے مسلسل اصرار پر فرمایا، ''میرے ایک استاذ جن کا شمار بڑے علماء میں ہوتا تھا اور میں نے ان سے کئی علوم وفنون سیکھے تھے، جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھ سے فرمانے لگے، ''اے سفیان! کیا تو جانتا ہے کہ میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ میں پچاس سال تک مخلوقِ خدا کو رب تعالیٰ کی اطاعت کرنے اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کرتا رہا، لیکن افسوس! آج جب میری زندگی کا چراغ گل ہونے کو ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنی بارگاہ سے یہ فرما کر نکال دیا ہے کہ تو میری بارگاہ میں آنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔''

اپنے استاذ کی یہ بات سن کر بوجھِ عبرت سے میری کمر ٹوٹ گئی، جس کے ٹوٹنے کی آواز وہاں موجود لوگوں نے بھی سنی۔ میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے آنسو بہاتا رہا، اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ میرے پیشاب میں بھی خون آنے لگا اور میں بیمار ہوگیا۔ جب بیماری شدت اختیار کرگئی تو میں ایک نصرانی حکیم کے پاس گیا۔ پہلے پہل تو اسے میری بیماری کا پتہ نہ چل سکا پھر اس نے غور سے میرے چہرے کا جائزہ لیا اور میری نبض دیکھی اور کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا، ''میرا خیال ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں

اس جیسا نوجوان کہیں نہ ہوگا کہ اس کا جگر خوفِ الٰہی کی وجہ سے پھٹ چکا ہے۔ "

﴿حکایات الصالحین، ص ٤٦﴾

﴿70﴾ { آہ! میرا کیا بنے گا؟...... }

منقول ہے کہ حضرت سیّدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ چالیس برس تک نہیں ہنسے۔ جب ان کو بیٹھے ہوئے دیکھا جاتا تو یوں معلوم ہوتا گویا ایک قیدی ہیں جسے گردن اڑانے کے لئے لایا گیا ہو، اور جب گفتگو فرماتے تو انداز ایسا ہوتا گویا آخرت کو آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر بتا رہے ہیں، اور جب خاموش رہتے تو ایسا محسوس ہوتا گویا ان کی آنکھوں میں آگ بھڑک رہی ہے۔ جب ان سے اس قدر غمگین وخوف زدہ رہنے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا، " مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے بعض ناپسندیدہ اعمال کو دیکھ کر مجھ پر غضب فرمایا اور یہ فرما دیا کہ جاؤ! میں تمہیں نہیں بخشتا۔ تو میرا کیا بنے گا؟ " ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٣١﴾

ہر خطا تو درگزر کر بے کس ومجبور کی
یاالٰہی عزّوجلّ مغفرت کر بے کس ومجبور کی

نامۂ بدکار میں حُسنِ عمل کوئی نہیں
لاج رکھنا روزِ محشر بے کس ومجبور کی

﴿71﴾ { خون کے آنسو...... }

حضرت سیّدنا فتح موصلی رضی اللہ عنہ جو کہ بہت متقی وپرہیز گار تھے، ان کا معمول تھا کہ روزانہ رات کو ایک فلس (یعنی پرانے زمانے کا ایک سکہ) راہِ خدا میں خرچ کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ اپنے مصلّے پر بیٹھے خوفِ خدا کے سبب آنسو بہا رہے تھے، کہ آپ کا ایک

عزیز شاگرد حاضرِ خدمت ہوا۔ اس نے دیکھا کہ آپ نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا رکھا ہے اور آپ کی انگلیاں سرخ آنسوؤں سے تر ہیں۔

اس نے آپ کو رب تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ ''آپ کب سے خون کے آنسو رو رہے ہیں؟'' آپ نے ارشاد فرمایا، ''اگر تو نے خدا عزّوجلّ کا واسطہ نہ دیا ہوتا تو میں کبھی نہ بتاتا، (پھر فرمایا) سنو! میں ساٹھ سال سے خون کے آنسو رو رہا ہوں، میرے بچپن ہی میں آنکھوں سے آنسوؤں کے ساتھ ساتھ خون بھی نکل آتا تھا۔''

پھر جب آپ کا وصال ہو گیا تو کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، ''**مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ** یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا۔'' آپ نے جواب دیا، ''میرے رب نے مجھ سے اپنی شان کے لائق سلوک فرمایا، اس نے مجھے عرش کے سائے میں کھڑا کر کے پوچھا، ''اے میرے بندے! تو اس قدر کیوں رویا کرتا تھا؟'' تو میں نے عرض کی، ''اے اللہ عزّوجلّ! محض تیرے خوف اور اپنی خطاؤں پر ندامت کے سبب۔......'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ''چالیس سال سے روزانہ تیرا نامۂ اعمال میرے سامنے پیش ہوتا ہے لیکن اس میں کوئی گناہ نہیں ہوتا۔'' ﴿حکایات الصالحین، ص ٤٧﴾

(72) { مٹی ہوجانا پسند کروں گا...... }

حضرت سیّدنا عبداللہ مطرف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اگر کوئی مجھے رب تعالیٰ کی طرف سے یہ اختیار دے کہ یا تو میں اپنا دوزخی یا جنتی ہونا جان لوں، یا پھر مٹی میں مل کر خاک ہو جاؤں تو میں وہیں مٹی ہو جانا پسند کروں گا۔''

﴿شعب الایمان ج١، ص٥٢٠، رقم الحدیث ٩١٢﴾

﴿73﴾ {نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے یا گناہوں گا؟......}

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ قبرستان کے پاس سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ لوگ ایک مردے کو دفن کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ بھی ان کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے اور قبر کے اندر جھانک کر دیکھنے لگے۔ اچانک آپ نے رونا شروع کر دیا اور اتنا روئے کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑے۔ لوگ مردے کو دفن کرنے کے بعد آپ کو چار پائی پر ڈال کر گھر لے آئے۔

کچھ دیر بعد حالت سنبھلی اور آپ ہوش میں آئے تو لوگوں سے فرمایا، ''اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے پاگل سمجھیں گے اور گلی کے بچے میرے پیچھے شور مچائیں گے تو میں پھٹے پرانے کپڑے پہنتا، سر میں خاک ڈالتا اور بستی بستی گھوم کر لوگوں سے کہتا ''اے لوگو! جہنم کی آگ سے بچو۔'' اور لوگ میری یہ حالت دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرتے۔''

پھر جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اپنے شاگردوں کو یہ وصیت فرمائی کہ ''میں نے تمہیں جو کچھ سکھایا، اس کا حق ادا کرنا، اور جب میں مر جاؤں تو میری پیشانی پر (بغیر روشنائی کے) یہ لکھوا دینا، ''یہ مالک بن دینار ہے جو اپنے آقا کا بھاگا ہوا غلام ہے۔'' پھر مجھے قبرستان لے جانے کے لئے چارپائی پر مت ڈالنا بلکہ میری گردن میں رسی ڈال کر ہاتھ پاؤں باندھ کر اس طرح لے جانا جیسے کسی بھاگے ہوئے غلام کو باندھ کر منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے اُس کے آقا کے پاس لے جایا جاتا ہے اور قیامت کے دن جب مجھے قبر سے اٹھایا جائے تو تین چیزوں پر غور کرنا، پہلی چیز کہ اس دن میرا چہرہ سیاہ ہوتا ہے یا سفید، دوسری چیز کہ جب اعمال نامے تقسیم کئے جا رہے ہوں

تو مجھے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں میں، تیسری چیز یہ کہ جب میں میزانِ عدل کے پاس کھڑا کیا جاؤں تو میری نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے یا گناہوں کا؟''

یہ کہہ کر آپ زاروقطار رونے لگے اور کافی دیر آنسو بہانے کے بعد ارشاد فرمایا، ''کاش! میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا کہ مجھے قیامت کی ہولناکیوں اور ہلاکتوں کی خبر ہی نہ ہوتی اور نہ ہی مجھے ان کا سامنا کرنا پڑتا۔'' پھر جب رات کا وقت ہوا تو آپ کی حالت غیر ہونے لگی، اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ ''مالک بن دینار رضی اللہ عنہ قیامت کی ہولناکیوں اور دہشتوں سے امن پا گیا۔'' آپ کے ایک شاگرد نے یہ آواز سنی تو دوڑ کر آپ کے پاس پہنچا، اس نے دیکھا کہ آپ پر نزع کی کیفیت طاری تھی اور آپ انگشتِ شہادت آسمان کی طرف بلند کر کے کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے تھے، آپ نے آخری مرتبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کہا اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ ﴿حکایات الصالحین، ص ۴۸﴾

‹74› {روزانہ کا ایک گناہ بھی ہو تو؟......}

پچھلی امتوں میں سے ایک بزرگ جن کا نام زید بن صمت (علیہ الرحمۃ) تھا، ایک دن اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے، ''میرے دوستو! آج جب میں نے اپنی عمر کا حساب لگایا تو میری عمر ساٹھ سال بنتی ہے اور ان سالوں کے دن بنائے جائیں تو اکیس ہزار چھ سو بنتے ہیں۔ میں یہ سوچتا ہوں کہ اگر ہر روز میں نے ایک گناہ بھی کیا ہو تو قیامت کے دن مجھے نہایت مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا کہ میں تو کسی ایک گناہ کا بھی حساب نہ دے پاؤں گا۔'' یہ کہنے کے بعد انہوں نے سر سے عمامہ اتارا اور زاروقطار رونا شروع کر دیا، یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد انہیں افاقہ ہوا تو پھر رونے لگے اور اتنی شدت سے گریہ وزاری کی کہ ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ﴿حکایات الصالحین، ص ۴۹﴾

﴿75﴾ {چالیس سال تک آسمان کی طرف نہ دیکھا......}

حضرت سَیِّدُ نا عطاء سلمی رضی اللہ عنہ جنہوں نے خوفِ خدا کی وجہ سے چالیس سال تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی نے انہیں مسکراتے ہوئے دیکھا، اِن کے بارے میں منقول ہے کہ جب آپ رونا شروع کرتے تو تین دن اور تین رات مسلسل روتے رہتے۔ اسی طرح جب کبھی آسمان پر بادل ظاہر ہوتے اور بجلی کڑکتی تو آپ کے دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی، بدن کانپنا شروع ہو جاتا، آپ بے تاب ہوکر کبھی بیٹھ جایا کرتے اور کبھی کھڑے ہوجاتے اور ساتھ ہی روتے ہوئے کہتے، ''شاید میری لغزشوں اور گناہوں کی وجہ سے اہلِ زمین کو کسی مصیبت میں مبتلاء کیا جانے والا ہے، جب میں مر جاؤں گا تو لوگوں کو بھی سکون حاصل ہوجائے گا۔''

اس کے علاوہ آپ روزانہ اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرماتے، ''اے نفس! تو اپنی حد میں رہ اور یاد رکھ تجھے قبر میں بھی جانا ہے، پلِ صراط سے بھی گزرنا ہے، دشمن (یعنی آنکڑے) تیرے اردگرد موجود ہوں گے جو تجھے دائیں بائیں کھینچیں گے، اس وقت قاضی، رب تعالیٰ کی ذات ہوگی اور جیل، جہنم ہوگی جبکہ اس کا داروغہ سَیِّدُ نا مالک علیہ السلام ہوں گے۔ اس دن کا قاضی ناانصافی کی طرف مائل نہیں ہوگا اور نہ داروغہ کوئی رشوت قبول کرے گا (معاذ اللہ) اور نہ ہی جیل توڑنا ممکن ہوگا کہ تو وہاں سے فرار ہو سکے، قیامت کے دن تیرے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اس کا بھی علم نہیں کہ فرشتے مجھے کہاں لے جائیں گے، عزت و آرام کے مقام جنت میں یا حسرت اور تنگی کی جگہ جہنم میں؟......''

اس دوران آپ کی چشمانِ مبارک سے آنسو بھی بہتے رہتے۔

جب آپ کا انتقال ہوگیا تو حضرت صالح مری رضی اللہ عنہ نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، ''**مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ** یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟'' تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ''رب تعالیٰ نے مجھے ابدی عزت عطا کی ہے اور بہت سے نعمتوں سے نوازا ہے۔'' یہ سن کر حضرت صالح مری رضی اللہ عنہ نے کہا، ''آپ دنیا میں تو بڑے غم زدہ اور پریشان رہا کرتے تھے اور ہر وقت روتے رہتے تھے، بتایئے! اب کیا حال ہے؟'' تو آپ نے جواب دیا، ''اب تو اللہ عزّوجلّ کے فضل سے بہت خوش ہوں اور مسکراتا رہتا ہوں، میرے رب عزّوجلّ نے مجھ سے فرمایا، ''اے نیک بندے! تو اس قدر گریہ وزاری کیوں کیا کرتا تھا؟'' میں نے عرض کی، ''اے اللہ عزّوجلّ! صرف اور صرف تیرے خوف کی وجہ سے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ''میرے بندے! کیا تجھے علم نہ تھا کہ میں بڑا غفور اور مہربان ہوں۔'' (اور میری بخشش فرمادی)

﴿حکایات الصالحین، ص ۵۰﴾

(76) { قیامت کا امتحان...... }

مروی ہے کہ ایک شخص کا چھوٹا بچہ اس کے ساتھ بستر پر سویا کرتا تھا۔ ایک رات وہ بچہ بہت بے چین ہوا اور سویا نہیں۔ اس کے باپ نے پوچھا، ''پیارے بیٹے! کیا کہیں تکلیف ہے؟'' تو بچے نے عرض کی، ''ابا جان! نہیں، لیکن کل جمعرات ہے جس میں پورے ہفتے کے دوران پڑھائے جانے والے اسباق کا امتحان ہوتا ہے، اور مجھے یہ خوف کھائے جا رہا ہے کہ اگر میں نے سبق صحیح نہ سنایا تو استاذ صاحب مجھ سے ناراض ہوں گے اور سزا دیں گے۔'' یہ سن کر اس شخص نے زور سے چیخ ماری اور اپنے سر

پر مٹی ڈال کر رونے لگا اور کہنے لگا، ”مجھے اس بچے کی نسبت زیادہ خوفزدہ ہونا چاہئے کہ کل قیامت کے دن مجھے دنیا میں کئے گئے گناہوں کا حساب اپنے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں دینا ہے۔“ ﴿درۃ الناصحین، المجلس الخامس والستون، ص۲۹۵﴾

دل مِرا دنیا پہ شیدا ہوگیا
اے میرے اللہ عزوجل یہ کیا ہوگیا
کچھ مرے بچنے کی صورت کیجئے
اب تو جو ہونا تھا مولیٰ ہو گیا

﴿ذوقِ نعت﴾

﴿77﴾ {جنّتی حور کے تبسم کا نور......}

حضرت سیّدُنا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے آپ کے خوفِ خدا عزوجل، کثرتِ عبادت اور فکرِ آخرت کو دیکھ کر عرض کی، ”اے استاذِ محترم! آپ اس سے کم درجے کی کوشش کے ذریعے بھی اپنی مراد پالیں گے، ان شاء اللہ عزوجل۔“ یہ سن کر آپ نے فرمایا، ”میں کیسے زیادہ کوشش نہ کروں جبکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہلِ جنت اپنے مقام اور منازل میں موجود ہوں گے کہ اچانک ان پر نور کی ایک تجلی پڑے گی جس سے آٹھوں جنتیں جگمگا اٹھیں گی۔ جنتی گمان کریں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا نور ہے اور سجدے میں گر جائیں گے پھر انہیں نداء کی جائے گی، ”اے لوگو! اپنے سر کو اٹھاؤ، یہ وہ نہیں جس کا تمہیں گمان ہوا بلکہ یہ جنّتی عورت کے اس تبسم کا نور ہے جو اس نے اپنے شوہر کے سامنے کیا ہے۔“

پھر حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے

ماضر من كانت الفردوس مسكنه   ماذا تحمل من بؤس واقتار
تراه يمشي كئيبا خائفا وجلا   الى المساجد يمشي بين اطمار
يانفس مالك من صبر على لهب   قد حان ان تقبلي من بعد ادبار

یعنی

☆ مشقت وتنگی برداشت کرنا اس کے لئے نقصان دہ نہیں، جس کا مسکن اور جائے قرار جنت الفردوس ہے۔

☆ ایسا شخص دنیا میں غم زدہ، خائف اور معاملاتِ آخرت سے ڈرتا رہتا ہے۔ عاجزی ومسکینی کا لباس زیبِ تن کئے ادائے نماز کے لئے مسجد کی طرف اس کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔

☆ اے نفس! تجھ میں آتشِ دوزخ کے شعلے برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے اور برے اعمال کی وجہ سے قریب ہے کہ تجھے ذلیل وخوار ہونے کے بعد وہ عذاب برداشت کرنا پڑے۔ ﴿منہاج العابدین، ص ۱۵۲﴾

﴿78﴾ { اظہار کس سے کروں؟...... }

حضرت سَیِّدُ نا ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ نماز کی نیت کرتے وقت بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے، ''اے مالک ومولا! تیری بارگاہ میں حاضری کے لئے کون سے پاؤں لاؤں، کن آنکھوں سے قبلہ کی جانب نظر کروں، تعریف کے وہ کون سے لفظ ہیں جن سے تیری حمد کروں؟ لہذا! مجبوراً حیاء کو ترک کر کے تیرے حضور حاضر ہو رہا ہوں۔'' پھر آپ

نماز کی نیت باندھ لیتے۔ اکثر اللہ تعالیٰ سے یہ بھی عرض کرتے، ''آج مجھے جن مصائب کا سامنا ہے، وہ تیرے سامنے عرض کر دیتا ہوں، لیکن کل میدانِ محشر میں میری بداعمالیوں کی وجہ سے جو اذیت پہنچے گی، اس کا اظہار کس سے کروں؟ لہٰذا! اے رب العالمین! مجھے عذاب کی ندامت سے چھٹکارا عطا فرما دے۔'' ﴿تذکرۃ الاولیاء، ص۱۱۹﴾

‹79› {میں مجرموں میں سے ہوں……}

حضرت سَیِّدُ نا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ شدتِ خوف کی وجہ سے قرآن پاک میں کچھ سننے پر قادر نہ تھے، یہاں تک کہ ان کے سامنے ایک حرف یا کوئی آیت پڑھی جاتی تو چیخ مارتے اور بے ہوش ہو جاتے، پھر کئی دن تک ان کو ہوش نہ آتا۔ ایک دن قبیلہ خشعم کا ایک شخص ان کے سامنے آیا اور اس نے یہ آیت پڑھی،

''**یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًاo وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَھَنَّمَ وِرْدًا.** ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر، اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔

﴿پ۱۶، مریم ۸۵، ۸۶﴾

یہ سن کر آپ نے فرمایا، ''آہ! میں مجرموں میں سے ہوں اور متقی لوگوں میں سے نہیں ہوں، اے قاری! دوبارہ پڑھو۔'' اس نے پھر پڑھا تو آپ نے ایک نعرہ مارا اور آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ﴿احیاء العلوم، ج ٤، ص ٢٣٦﴾

‹80› {چار ماہ بیمار رہے……}

حضرت سَیِّدُ نا یحیٰی بکاء (یعنی بہت رونے والے) رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی،

''**وَلَوْ تَرٰی اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ**۔ اور کبھی تم دیکھو جب اپنے رب کے حضور کھڑے کیے جائیں گے۔ ﴿ترجمۂ کنزالایمان، پ ۷، الانعام ۳۰﴾

تو یہ آیت سن کر ان کی چیخ نکل گئی اور وہ چار ماہ تک بیمار رہے حتی کہ بصرہ کے اطراف کے لوگ آپ کی عیادت کو آتے رہے۔

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٣٦﴾

﴿81﴾ { سر پر ہاتھ رکھ کر پکار اٹھے...... }

حضرت مالک بن دینار رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک عبادت گزار کنیز کو دیکھا جو کعبۂ مشرفہ کے پردوں سے لٹکی ہوئی تھی اور کہہ رہی تھی، ''کتنی ہی خواہشات ہیں جن کی لذت چلی گئی اور سزا باقی ہے، اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! کیا تیرے ہاں جہنم کے سوا کوئی اور عذاب نہیں ہے۔'' یہ کہہ کر وہ مسلسل روتی رہی حتی کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ جب میں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر چلا اٹھا، ''مالک پر اس کی ماں روئے۔ (یعنی ہمارا کیا بنے گا؟)''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٣٦﴾

﴿82﴾ { تجھ سے حیاء آتی ہے...... }

منقول ہے کہ یوم عرفہ میں لوگ دعا مانگنے میں مصروف تھے اور حضرت فضیل رَضِیَ اللہُ عَنْہ بھی گمشدہ بچے کی دل جلی ماں کی طرح رو رہے تھے۔ جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوا تو آپ نے اپنی داڑھی پکڑ کر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا، ''اگر تو مجھے بخش بھی دے تو پھر بھی مجھے تجھ سے بہت حیاء آتی ہے۔'' پھر لوگوں کے ہمراہ واپس

ہو لئے۔ ﴿احیاء العلوم ، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٣٦﴾

﴿83﴾ {ہنستے ہوئے نہیں دیکھا......}

حضرت سیِّدُنا حسن بصری رضی اللہ عنہ ایک جوان کے پاس سے گزرے جو لوگوں کے درمیان بیٹھا ہنسنے میں مشغول تھا۔ آپ نے فرمایا، ''اے نوجوان! کیا تو پُلِ صراط پار کر چکا ہے؟'' اس نے عرض کی، ''نہیں۔'' فرمایا، ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم جنت میں جاؤ گے یا جہنم میں؟'' اس نے کہا، ''جی نہیں۔'' تو آپ نے پوچھا، ''پھر یہ ہنسی کیسی ہے؟'' اس کے بعد اس نوجوان کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

﴿احیاء العلوم ، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٣٧﴾

﴿84﴾ {کیا جہنم سے نکلنے میں کامیاب ہوجائیں گے......}

حضرت ابن میسرہ رضی اللہ عنہ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے، ''کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی۔'' ان کی والدہ نے ایک مرتبہ فرمایا، ''اے میسرہ! کیا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اچھا سلوک نہیں کیا کہ تجھے اسلام کی دولت عطا فرمائی؟'' انہوں نے عرض کی، ''جی ہاں! یہ ٹھیک ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا ہے کہ ہم جہنم میں جائیں گے (یعنی پلِ صراط سے گزریں گے) لیکن یہ نہیں فرمایا کہ اس سے نکلنے میں بھی کامیاب ہوجائیں گے۔'' ﴿احیاء العلوم ، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٣٨﴾

﴿85﴾ {گناہ یاد آگیا......}

حضرت سیِّدُنا عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چند لوگ ایک مرتبہ باہر نکلے۔ ہم

میں بوڑھے بھی تھے اور نوجوان بھی جو فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھتے تھے حتی کہ طویل قیام کی وجہ سے ان کے پاؤں سوج گئے تھے اور آنکھیں اندر کو دھنس چکی تھیں، ان کی جلد کا چمڑا ہڈیوں سے مل گیا تھا اور رگیں باریک تاروں کی مثل معلوم ہوتی تھیں۔ ان کی حالت ایسی ہوگئی تھی کہ گویا ان کی جلد تربوز کا چھلکا ہو اور وہ قبروں سے نکل کر آرہے ہوں۔ ہمارے درمیان یہ گفتگو چل رہی تھی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اطاعت گزار لوگوں کو عزت بخشی اور نافرمان لوگوں کو ذلیل کیا، کہ اسی دوران ان میں سے ایک نوجوان بے ہوش ہوکر گر گیا اور اس کے دوست اسکے گرد بیٹھ کر رونے لگے۔ سخت سردی کے باوجود اس کے ماتھے پر پسینہ آیا ہوا تھا۔ پانی لا کر اس کے چہرے پر چھڑکا گیا تو اسے افاقہ ہوا۔ جب اس سے ماجرا پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ ”مجھے یہ یاد آگیا تھا کہ میں نے اس جگہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی۔“ ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٩﴾

﴿86﴾ {انتقال کر گئے......}

حضرت سَیِّدُنا زُرارہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے یہ آیت پڑھی، ”**فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِکَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ ۝** ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن کرّا (سخت) دن ہے۔“ ﴿المدثر: ۸، ۹﴾ تو آپ بے ہوش ہوکر گر پڑے اور انتقال کر گئے۔

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٩﴾

﴿87﴾ {تیرے کس رخسار کو کیڑوں نے کھایا ہوگا؟......}

حضرت سَیِّدُنا داؤد طائی رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون کو دیکھا جو اپنے بچے کی قبر کے

سرہانے رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی، ''اے میرے بیٹے! معلوم نہیں تیرے کس رخسار کو کیڑوں نے پہلے کھایا ہوگا؟'' یہ سن کر حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ نے ایک چیخ ماری اور اسی جگہ گر گئے۔ ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٢٩﴾

﴿88﴾ {جنت کا دروازہ کھلتا ہے یا دوزخ کا؟......}

حضرت سیّدُنا سروق الاجوع تابعی رضی اللہ عنہ اتنی لمبی نماز ادا فرماتے کہ ان کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے اور یہ دیکھ کر ان کے گھر والوں کو ان پر ترس آتا اور وہ رونے لگتے۔ ایک دن ان کی والدہ نے کہا، ''میرے بیٹے! تو اپنے کمزور جسم کا خیال کیوں نہیں کرتا؟ اس پر اتنی مشقت کیوں لادتا ہے؟ تجھے اس پر ذرا رحم نہیں آتا؟ کچھ دیر کے لئے آرام کر لیا کرو، کیا اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ صرف تیرے لئے پیدا کی ہے کہ تیرے علاوہ کوئی اس میں پھینکا نہیں جائے گا؟'' انہوں نے جواباً عرض کی، ''امی جان! انسان کو ہر حال میں مجاہدہ کرنا چاہئے کیونکہ قیامت کے دن دو ہی باتیں ہوں گی، یا تو مجھے بخش دیا جائے گا یا پھر میری پکڑ ہو جائے گی، اگر میری مغفرت ہو گئی تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہوگی اور اگر میں پکڑا گیا تو یہ اس کا عدل ہوگا، لہٰذا اب میں آرام نہیں کروں گا اور اپنے نفس کو مارنے کی پوری کوشش کرتا رہوں گا۔

جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے گریہ وزاری شروع کر دی۔ لوگوں نے پوچھا، ''آپ نے تو ساری عمر مجاہدوں اور ریاضتوں میں گزاری ہے، اب کیوں رو رہے ہیں؟'' تو آپ نے فرمایا، ''مجھ سے زیادہ کس کو رونا چاہئیے کہ میں ستر سال تک جس دروازے کو کھٹکھٹاتا رہا، آج اسے کھول دیا جائے گا لیکن یہ نہیں معلوم کہ

جنت کا دروازہ کھلتا ہے یا دوزخ کا......، کاش! میری ماں نے مجھے جنم نہ دیا ہوتا اور مجھے یہ مشقت نہ دیکھنا پڑتی۔'' ﴿حکایات الصالحین، ص ۳۶﴾

﴾89﴿ { اپنے رب تعالیٰ کو راضی کرلو...... }

مروی ہے کہ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ جب رات ہوتی اور سب لوگ سو جاتے تو اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتیں، ''اے رابعہ (ہوسکتا ہے کہ) یہ تیری زندگی کی آخری رات ہو، ہوسکتا ہے کہ تجھے کل کا سورج دیکھنا نصیب نہ ہو چنانچہ اٹھ اور اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کرلے تاکہ کل قیامت میں تجھے ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے، ہمت کر، سونا مت، جاگ کر اپنے رب کی عبادت کر......۔''

یہ کہنے کے بعد آپ اٹھ کھڑی ہوتیں اور صبح تک نوافل ادا کرتی رہتیں۔ جب فجر کی نماز ادا کرلیتیں تو اپنے آپ کو دوبارہ مخاطب کر کے فرماتیں، ''اے میرے نفس! تمہیں مبارک ہو کہ گزشتہ رات تو نے بڑی مشقت اٹھائی لیکن یاد رکھ کہ یہ دن تیری زندگی کا آخری دن ہوسکتا ہے۔'' یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہو جاتیں اور جب نیند کا غلبہ ہوتا تو اٹھ کر گھر میں ٹہلنا شروع کر دیتیں اور ساتھ ساتھ خود سے فرماتی جاتیں، ''رابعہ! یہ بھی کوئی نیند ہے، اس کا کیا لطف؟ اسے چھوڑ دو اور قبر میں مزے سے لمبی مدت کے لئے سوتی رہنا، آج تو تجھے زیادہ نیند نہیں آئی لیکن آنے والی رات میں نیند خوب آئے گی، ہمت کرو اور اپنے رب کو راضی کرلو۔''

اس طرح کرتے کرتے آپ نے پچاس سال گزار دیئے کہ آپ نہ تو کبھی بستر پر دراز ہوئیں اور نہ ہی کبھی تکیہ پر سر رکھا یہاں تک کہ آپ انتقال کر گئیں۔

﴿حکایات الصالحین، ص ۳۹﴾

﴿90﴾ { گارا بنانے والا مزدور...... }

ایک نیک شخص کے گھر کی دیوار اچانک گر گئی۔ اسے بڑی پریشانی لاحق ہوئی اور وہ اسے دوبارہ بنوانے کے لئے کسی مزدور کی تلاش میں گھر سے نکلا اور چوراہے پر جا پہنچا۔ وہاں اس نے مختلف مزدوروں کو دیکھا جو کام کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ ان میں ایک نوجوان بھی تھا جو سب سے الگ تھلگ کھڑا تھا، اس کے ایک ہاتھ میں تھیلا اور دوسرے ہاتھ میں تیشہ تھا۔

اس شخص کا کہنا ہے کہ،

''میں نے اس نوجوان سے پوچھا، ''کیا تم مزدوری کرو گے؟'' نوجوان نے جواب دیا، ''ہاں!'' میں نے کہا، ''گارے کا کام کرنا ہوگا۔'' نوجوان کہنے لگا، ''ٹھیک ہے! لیکن میری تین شرطیں ہیں اگر تمہیں منظور ہوں تو میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں، پہلی شرط یہ ہے کہ تم میری مزدوری پوری ادا کرو گے، دوسری شرط یہ ہے کہ مجھ سے میری طاقت اور صحت کے مطابق کام لو گے اور تیسری شرط یہ ہے کہ نماز کے وقت مجھے نماز ادا کرنے سے نہیں روکو گے۔'' میں نے یہ تینوں شرطیں قبول کر لیں اور اسے ساتھ لے کر گھر آ گیا، جہاں میں نے اسے کام بتایا اور کسی ضروری کام سے باہر چلا گیا۔ جب میں شام کے وقت واپس آیا تو دیکھا کہ اس نے عام مزدوروں سے دوگنا کام کیا تھا۔ میں نے بخوشی اس کی اجرت ادا کی اور وہ چلا گیا۔

دوسرے دن میں اس نوجوان کی تلاش میں دوبارہ اس چوراہے پر گیا لیکن وہ مجھے نظر نہیں آیا۔ میں نے دوسرے مزدوروں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ہفتے میں صرف ایک دن مزدوری کرتا ہے۔ یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ وہ

عام مزدور نہیں بلکہ کوئی بڑا آدمی ہے۔ میں نے ان سے اس کا پتہ معلوم کیا اور اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ وہ نوجوان زمین پر لیٹا ہوا تھا اور اسے سخت بخار تھا۔ میں نے اس سے کہا، ''میرے بھائی! تو یہاں اجنبی ہے، تنہا ہے اور پھر بیمار بھی ہے، اگر پسند کرو تو میرے ساتھ میرے گھر چلو اور مجھے اپنی خدمت کا موقع دو۔'' اس نے انکار کر دیا لیکن میرے مسلسل اصرار پر مان گیا لیکن ایک شرط رکھی کہ وہ مجھ سے کھانے کی کوئی شے نہیں لے گا، میں نے اس کی یہ شرط منظور کر لی اور اسے اپنے گھر لے آیا۔

وہ تین دن میرے گھر قیام پذیر رہا لیکن اس نے نہ تو کسی چیز کا مطالبہ کیا اور نہ ہی کوئی چیز لے کر کھائی۔ چوتھے روز اس کے بخار میں شدت آ گئی تو اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہنے لگا، ''میرے بھائی! لگتا ہے کہ اب میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے لہذا جب میں مر جاؤں تو میری اس وصیت پر عمل کرنا کہ ''جب میری روح جسم سے نکل جائے تو میرے گلے میں رسی ڈالنا اور گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانا اور اپنے گھر کے اردگرد چکر لگوانا اور یہ صدا دینا کہ لوگو! دیکھ لو اپنے رب تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کا یہ حشر ہوتا ہے۔'' شاید اس طرح میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھے معاف کر دے۔ جب تم مجھے غسل دے چکو تو مجھے انہی کپڑوں میں دفن کر دینا پھر بغداد میں خلیفہ ہارون رشید کے پاس جانا اور یہ قرآن مجید اور انگوٹھی انہیں دینا اور میرا یہ پیغام بھی دینا کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو! کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت اور نشے کی حالت میں موت آ جائے اور بعد میں پچھتانا پڑے، لیکن پھر اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔''

وہ نوجوان مجھے یہ وصیت کرنے کے بعد انتقال کر گیا۔ میں اس کی موت کے بعد کافی دیر تک آنسو بہاتا رہا اور غمزدہ رہا۔ پھر (نہ چاہتے ہوئے بھی) میں نے اس کی

وصیت پوری کرنے کے لئے ایک رسی لی اور اس کی گردن میں ڈالنے کا قصد کیا تو کمرے کے ایک کونے سے ندا آئی کہ ''اس کے گلے میں رسی مت ڈالنا، کیا اللہ عزوجل کے اولیاء سے ایسا سلوک کیا جاتا ہے؟'' یہ آواز سن کر میرے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی۔ یہ سننے کے بعد میں نے اس کے پاؤں کو بوسہ دیا اور اس کے کفن ودفن کا انتظام کرنے چلا گیا۔

اس کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد میں اس کا قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر خلیفہ کے محل کی جانب روانہ ہوگیا۔ وہاں جا کر میں نے اس نوجوان کا واقعہ ایک کاغذ پر لکھا اور محل کے داروغہ سے اس سلسلے میں بات کرنا چاہی تو اس نے مجھے جھڑک دیا اور اندر جانے کی اجازت دینے کے بجائے اپنے پاس بٹھالیا۔ آخرِ کار! خلیفہ نے مجھے اپنے دربار میں طلب کیا اور کہنے لگا، ''کیا میں اتنا ظالم ہوں کہ مجھ سے براہ راست بات کرنے کی بجائے رقعے کا سہارا لیا؟'' میں نے عرض کی، ''اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال بلند کرے، میں کسی ظلم کی فریاد لے کر نہیں آیا بلکہ ایک پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں۔'' خلیفہ نے اس پیغام کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے وہ قرآن مجید اور انگوٹھی نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ خلیفہ نے ان چیزوں کو دیکھتے ہی کہا، ''یہ چیزیں تجھے کس نے دی ہیں؟'' میں نے عرض کی، ''ایک گارا بنانے والے مزدور نے......۔'' خلیفہ نے ان الفاظ کو تین بار دہرایا، ''گارا بنانے والا، گارا بنانے والا، گارا بنانے والا......'' اور رو پڑا۔ کافی دیر رونے کے بعد مجھ سے پوچھا، ''وہ گارا بنانے والا اب کہاں ہے؟'' میں نے جواب دیا، ''وہ مزدور فوت ہو چکا ہے۔'' یہ سن کر خلیفہ بے ہوش ہو کر گر گیا اور عصر تک بے ہوش رہا۔ میں اس دوران حیران وپریشان وہیں موجود رہا۔ پھر جب خلیفہ کو کچھ

افاقہ ہوا تو مجھ سے دریافت کیا، ''اس کی وفات کے وقت تم اس کے پاس تھے؟'' میں نے اثبات میں سر ہلا دیا تو کہنے لگا، ''اس نے تجھے کوئی وصیت بھی کی تھی؟'' میں نے اسے نوجوان کی وصیت بتائی اور وہ پیغام بھی دے دیا جو اس نوجوان نے خلیفہ کے لئے چھوڑا تھا۔

جب خلیفہ نے یہ ساری باتیں سنیں تو مزید غمگین ہو گیا اور اپنے سر سے عمامہ اتار دیا، اپنے کپڑے چاک کر ڈالے اور کہنے لگا، ''اے مجھے نصیحت کرنے والے! اے میرے زاہد و پارسا! اے میرے شفیق!......'' اس طرح کے بہت سے القابات خلیفہ نے اس مرنے والے نوجوان کو دیئے اور مسلسل آنسو بھی بہاتا رہا۔ یہ سارا معاملہ دیکھ کر میری حیرانی اور پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا کہ خلیفہ ایک عام سے مزدور کے لئے اس قدر غم زدہ کیوں ہے؟ جب رات ہوئی تو خلیفہ نے مجھ سے اس کی قبر پر لے جانے کی خواہش ظاہر کی تو میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ خلیفہ چادر میں منہ چھپائے میرے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ جب ہم قبرستان میں پہنچے تو میں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا، ''عالی جاہ! یہ اس نوجوان کی قبر ہے۔''

خلیفہ اس کی قبر سے لپٹ کر رونے لگا۔ پھر کچھ دیر رونے کے بعد اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور مجھ سے کہنے لگا، ''یہ نوجوان میرا بیٹا تھا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے جگر کا ٹکڑا تھا، ایک دن یہ رقص و سُرود کی محفل میں گم تھا کہ مکتب میں کسی بچے نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی، ''**اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ** ۔ کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔ ﴿ترجمۂ کنزالایمان، پ۲۷، الحدید۱۶﴾

جب اس نے یہ آیت سنی تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے تھر تھر کانپنے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور یہ پکار پکار کر کہنے لگا، ''کیوں نہیں؟ کیوں نہیں؟'' اور یہ کہتے ہوئے محل کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس دن سے ہمیں اس کے بارے میں کوئی خبر نہ ملی یہاں تک کہ آج تم نے اس کی وفات کی خبر دی۔''

﴿حکایات الصالحین، ص ٦٧﴾

﴿91﴾ {مجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہیں......}

حضرت علقمہ بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سَیِّدُ نا عامر بن قیس رضی اللہ عنہ سے زیادہ خشوع وخضوع اور انہماک کے ساتھ نماز ادا کرنے والا کوئی نہ پایا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ شیطان ملعون ایک بہت بڑے اژدھے کی صورت اختیار کر کے مسجد میں گھس جاتا اور لوگ اس کے خوف سے ادھر ادھر دوڑنے لگتے بلکہ بعض تو مسجد ہی سے نکل بھاگتے۔ لیکن وہی سانپ جب حضرت عامر بن قیس رضی اللہ عنہ کی قمیض میں داخل ہوتا اور اپنا منہ گریبان سے باہر نکالتا تو آپ اس کی مطلقاً پرواہ نہ کرتے اور اسی طرح خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے میں مصروف رہتے۔ ایک دن لوگوں نے آپ سے پوچھا، ''حضور! کیا آپ کو اتنے بڑے سانپ سے خوف نہیں آتا؟'' آپ نے جواب دیا، ''مجھے اللہ کے سوا کسی سے خوف نہیں آتا۔'' سچ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ اور کسی سے نہیں ڈرتے اور جو رب تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ ہر ایک سے ڈرتا ہے۔ ﴿حکایات الصالحین، ص ١٠٤﴾

﴿92﴾ { اپنے خوف کے سبب بخش دیا......}

ایک شخص کسی عورت پر فریفتہ ہو گیا۔ جب وہ عورت کسی کام سے قافلے کے

ساتھ سفر پر روانہ ہوئی تو یہ آدمی بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ جب جنگل میں پہنچ کر سب لوگ سو گئے تو اس آدمی نے اس عورت سے اپنا حالِ دل بیان کیا۔ عورت نے اس سے پوچھا، ''کیا سب لوگ سو گئے ہیں؟'' یہ دل ہی دل میں بہت خوش ہوا کہ شاید یہ عورت بھی میری طرف مائل ہوگئی ہے چنانچہ وہ اٹھا اور قافلے کے گرد گھوم کر جائزہ لیا تو سب لوگ سو رہے تھے۔ واپس آکر اس نے عورت کو بتایا کہ ''ہاں! سب لوگ سو گئے ہیں۔'' یہ سن کر وہ عورت کہنے لگی، ''اللہ تعالیٰ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو، کیا وہ بھی اس وقت سو رہا ہے؟'' مرد نے جواب دیا، ''اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے، نہ اسے نیند آتی ہے اور نہ اسے اونگھ آتی ہے۔'' عورت نے کہا، ''جو نہ کبھی سویا اور نہ سوئے گا، اور وہ ہمیں بھی دیکھ رہا ہے اگرچہ لوگ نہیں دیکھ رہے تو ہمیں اس سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔'' یہ بات سن کر اس آدمی نے رب تعالیٰ کے خوف کے سبب اس عورت کو چھوڑ دیا اور گناہ کے ارادے سے باز آ گیا۔

جب اس شخص کا انتقال ہوا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا، ''**مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ** ؟ یعنی اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو اس نے جواب دیا، ''اللہ تعالیٰ نے مجھے ترکِ گناہ اور اپنے خوف کے سبب بخش دیا۔'' ﴿مکاشفۃ القلوب، ص ۱۱﴾

‹93› { تمام گناہوں کی مغفرت ہوگئی...... }

بنی اسرائیل میں ایک عیال دار شخص نہایت عبادت گزار تھا۔ اس پر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ اپنے اہل وعیال سمیت فاقے میں مبتلاء ہوگیا۔ ایک دن اس نے مجبور ہوکر اپنی بیوی کو بچوں کے لئے کچھ لانے کے لئے باہر بھیجا۔ اس کی بیوی ایک تاجر کے دروازے پر پہنچی اور اس سے سوال کیا تاکہ بچوں کو کھانا کھلائے۔ اس تاجر نے کہا،

''ٹھیک ہے میں تمہاری مدد کروں گا لیکن اس شرط پر کہ تم اپنا آپ میرے حوالے کردو۔'' یہ جواب سن کر وہ عورت خاموشی سے گھر واپس آ گئی۔ گھر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ بچے بھوک کی شدت سے چلّا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں، ''اے امی جان! ہم بھوک سے مرے جا رہے ہیں، ہمیں کھانے کو کچھ دیجئے۔'' بچوں کی یہ حالت دیکھ کر وہ مجبوراً دوبارہ اس تاجر کے پاس گئی اور اسے اپنی مجبوری بتائی۔ اس تاجر نے پوچھا، ''کیا تمہیں میرا مطالبہ منظور ہے؟'' اس عورت نے کہا، ''ہاں!''

جب وہ دونوں تنہائی میں پہنچے اور مرد نے اپنا مقصد پورا کرنا چاہا تو وہ عورت تھر تھر کانپنے لگی، قریب تھا کہ اس کے جسم کے جوڑ الگ ہو جائیں۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر تاجر نے دریافت کیا، ''یہ تجھے کیا ہوا؟'' عورت نے جواب دیا، ''مجھے اپنے رب تعالیٰ کا خوف ہے۔'' یہ سن کر تاجر نے کہا، ''تم فقر و فاقہ کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہو، مجھے تو اس سے بھی زیادہ ڈرنا چاہیے۔'' چنانچہ وہ گناہ کے ارادے سے باز آ گیا اور اس عورت کی ضرورت پوری کر دی۔ وہ عورت بہت سارا مال لے کر اپنے بچوں کے پاس آئی اور وہ خوش ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ ''فلاں ابن فلاں کو بتا دیں کہ میں نے اس کے تمام گناہ بخش دیئے ہیں۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ پیغام لے کر اس آدمی کے پاس پہنچے اور اس سے پوچھا، ''شاید تو نے کوئی ایسی نیکی کی ہے جو تجھے یا تیرے رب کو معلوم ہے۔'' اس شخص نے سارا واقعہ آپ کو بتا دیا تو آپ نے اسے بتایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام گناہوں کی مغفرت کر دی ہے۔''

﴿مکاشفۃ القلوب ص۱۱﴾

﴿94﴾ { اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا خوف...... }

حضرت سیِّدُنا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ایک فاحشہ عورت کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ دنیا کا تہائی حسن اس کے پاس ہے۔ وہ اپنا آپ کسی کو سونپنے کا معاوضہ سو دینار لیتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک عابد کی نگاہ اس پر پڑ گئی، اور وہ اس کا قُرب پانے کے لئے بے چین ہو کر سو دینار جمع کرنے میں مشغول ہو گیا۔ جب مطلوبہ رقم پوری ہو گئی تو وہ اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ ''تیرے حسن نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے، میں نے تجھے حاصل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ کی محنت سے یہ سو دینار جمع کئے ہیں۔'' اس فاحشہ نے کہا ''یہ میرے وکیل کو دے دو، تا کہ وہ پرکھ لے۔'' جب وکیل نے دینار پرکھ لئے تو اس نے عابد کو اندر آنیکی اجازت دے دی۔

جب وہ گناہ کے لئے فاحشہ کے نزدیک بیٹھا، تو اس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی کا خوف غالب آ گیا اور وہ تھر تھر کانپنے لگا اور اس کی شہوت جاتی رہی۔ اس نے فاحشہ سے کہا، ''مجھے چھوڑ دے میں واپس جانا چاہتا ہوں، اور یہ سو دینار بھی تو ہی رکھ لے۔'' عورت نے کہا، ''یہ کیا؟ میں تجھے پسند آئی، تو نے اتنی محنت سے یہ دینار جمع کئے اور اب جبکہ تیری خواہش پوری ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی، تو واپس جانا چاہتا ہے؟'' عابد نے کہا، ''میں اپنے رب عزوجل کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا ہوں، اس لئے میرا تمام عیش ہوا ہو گیا ہے۔''

وہ طوائف یہ بات سن کر بہت متأثر ہوئی، چنانچہ اس نے کہا کہ ''اگر واقعی یہ بات ہے تو میرا خاوند تیرے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔'' عابد نے کہا ''مجھے چھوڑ دے،

میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔'' عورت نے کہا، ''میں تجھے صرف اس شرط پر جانے دوں گی کہ تو مجھ سے شادی کرلے۔'' عابد نے کہا کہ ''جب تک میں یہاں سے نکل نہ جاؤں، یہ ممکن نہیں۔'' عورت نے کہا کہ ''ٹھیک ہے! لیکن اگر میں بعد میں تیرے پاس آؤں تو کیا تو مجھ سے شادی کرلے گا؟'' عابد نے کہا ''ٹھیک ہے۔'' پھر اس عابد نے منہ چھپایا اور اپنے شہر کو نکل کھڑا ہوا۔

اس عورت نے بھی توبہ کی اور اس عابد کے شہر میں پہنچ گئی، جب وہ پتہ معلوم کرتی ہوئی عابد کے سامنے پہنچی تو اِسے دیکھ کر اُس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا۔ عورت نے لوگوں سے پوچھا کہ ''اس کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے؟'' بتایا گیا کہ ''اس کا ایک بھائی ہے جو بہت غریب ہے۔'' عورت اس کے بھائی کے پاس پہنچی اور اس سے کہا کہ ''میں تیرے بھائی کی محبت کی بناء پر تجھ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔'' چنانچہ انھوں نے شادی کرلی۔ پھر اس عورت کے سات بیٹے ہوئے اور سب کے سب نیک وصالح بنے۔ ﴿کتاب التوابین، ص۷۴﴾

﴾95﴿ { انگلیاں جلا ڈالیں...... }

بنی اسرائیل کا ایک عابد اپنے عبادت خانے میں عبادت کیا کرتا تھا۔ گمراہوں کا گروہ ایک طوائف کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ ''تم کسی نہ کسی طرح اس عابد کو بہکا دو۔'' چنانچہ وہ فاحشہ ایک اندھیری رات میں، جب کہ بارش برس رہی تھی، اس عابد کے پاس آئی اور اس کو پکارا۔ عابد نے جھانک کر دیکھا، تو عورت نے کہا کہ ''اے اللہ! کے بندے مجھے اپنے پاس پناہ دے۔'' لیکن عابد نے اس کی پرواہ نہ کی اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ وہ طوائف اسے بارش اور اندھیری رات یاد دلا کر پناہ طلب کرتی رہی حتی کہ عابد نے

رحم کھا کر اسے اندر بلا لیا۔ وہ عابد سے کچھ فاصلے پر جا کر لیٹ گئی اور اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ یہاں تک کہ عابد کا دل بھی اس کی طرف مائل ہو گیا۔

لیکن اسی لمحہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف نے اس کے دل میں جوش مارا، عابد نے خود کو مخاطب کر کے کہا، ''واللہ! ایسا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو دیکھ لے کہ آگ پر کتنا صبر کر سکتا ہے۔'' پھر وہ چراغ کے پاس گیا اور اپنی ایک انگلی اس کے شعلے میں رکھ دی، حتی کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گئی۔ پھر اس نے نماز کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش کی لیکن اس کے نفس نے دوبارہ فاحشہ کی طرف بڑھنے کا مشورہ دیا۔ یہ چراغ کے پاس گیا اور اپنی دوسری انگلی بھی جلا ڈالی، پھر اس کا نفس اسی طرح خواہش کرتا رہا اور وہ اپنی انگلیاں جلاتا رہا، حتی کہ اس نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں، عورت یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی، چنانچہ خوف و دہشت کے باعث اس نے ایک چیخ ماری اور مر گئی۔ ﴿ذم الھوٰی، ص۱۹۹﴾

﴿96﴾ {بادل سایہ فگن ہو گیا......}

حضرت شیخ ابو بکر بن عبد اللہ حزنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا۔ ایک دن وہ لونڈی کسی کام سے دوسرے گاؤں کو جا رہی تھی، قصاب نے موقع غنیمت جان کر اس کا پیچھا کیا اور کچھ دور جا کر اسے پکڑ لیا۔ تب کنیز نے کہا کہ ''اے نوجوان! میرا دل بھی تیری طرف مائل ہے لیکن میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتی ہوں۔'' جب اس قصاب نے یہ سنا تو بولا، ''جب تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے تو کیا میں اس ذاتِ پاک سے نہ ڈروں؟'' یہ کہہ کر اس نے توبہ کر لی اور وہاں سے پلٹ پڑا۔ راستے میں پیاس کے مارے دم لبوں پر آ گیا۔ اتفاقاً اس کی ملاقات ایک شخص سے ہو گئی جو کہ

کسی نبی کا قاصد تھا۔ اس مردِ قاصد نے پوچھا، اے جوان کیا حال ہے؟'' قصاب نے جواب دیا،'' پیاس سے نڈھال ہوں۔'' قاصد نے کہا کہ'' آؤ ہم دونوں مل کر خدا سے دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ابر کے فرشتے کو بھیج دے اور وہ شہر پہنچنے تک ہم پر اپنا سایہ کئے رکھے۔'' نوجوان نے کہا کہ'' میں نے تو خدا کی کوئی قابلِ ذکر عبادت بھی نہیں کی ہے، میں کس طرح دعا کروں؟ تم دعا کرو میں آمین کہوں گا۔'' اس شخص نے دعا کی، بادل کا ایک ٹکڑا ان کے سروں پر سایہ فگن ہو گیا۔

جب یہ دونوں راستہ طے کرتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو وہ بادل قصاب کے سر پر آ گیا اور قاصد دھوپ میں ہو گیا۔ قاصد نے کہا،'' اے جوان! تو نے تو کہا تھا کہ تو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کچھ بھی عبادت نہیں کی، پھر یہ بادل تیرے سر پر کس طرح سایہ فگن ہو گیا؟ تو مجھے اپنا حال سنا۔'' نوجوان نے کہا،'' اور تو مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن ایک کنیز سے خوفِ خدا کی بات سن کر میں نے توبہ ضرور کی تھی۔'' قاصد بولا،'' تو نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو مرتبہ و درجہ تائب (توبہ کرنے والے) کا ہے وہ کسی دوسرے کا نہیں ہے۔'' ﴿کتاب التوابین، ص۷۵﴾

﴿97﴾ {مجھے اپنے رب تعالیٰ کا خوف ہے......}

کوفہ میں ایک خوبصورت نوجوان بہت زیادہ عبادت و ریاضت کیا کرتا تھا۔ ''نخع'' علاقے کے کچھ لوگ اس کے پڑوس میں آ کر رہنے لگے۔ ایک دن اچانک اس کی نگاہ ان کی لڑکی پر پڑ گئی اور یہ دل و دماغ ہار بیٹھا اور وہ لڑکی بھی اس پر فریفتہ ہو گئی۔ اس نوجوان نے لڑکی کے باپ کو پیغامِ نکاح بھیجا تو اس نے بتایا کہ اس لڑکی کی منگنی اپنے چچا زاد کے ساتھ ہو چکی ہے۔ اس انکار کے باوجود یہ دونوں بے حد بے چین رہنے

لگے۔ آخر کار لڑکی نے اس نوجوان کو کسی قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھجوایا کہ ''مجھے تمہاری حالت کا اندازہ ہے اور خود میری حالت بھی تم سے مختلف نہیں ہے، اب یا تو تم میرے پاس چلے آؤ یا پھر میں تمہارے پاس آجاؤں؟'' اس نوجوان نے پیغام لانے والے کو جواب دیا کہ ''یہ دونوں باتیں ممکن نہیں، کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میں اپنے رب کی نافرمانی کر کے بڑی گھبراہٹ (یعنی قیامت) کے دن عذاب میں مبتلاء ہو جاؤں، اور میں اُس آگ سے ڈرتا ہوں جس کے شعلے کبھی ٹھنڈے نہیں پڑتے۔'' جب قاصد نے جا کر یہ ساری بات اس لڑکی کو بتائی تو وہ کہنے لگی، ''اتنی شدت سے چاہنے کے باوجود وہ اللہ تعالٰی سے ڈرتا ہے اور وہ ڈرنے کا حق دار بھی ہے اور بندے اس معاملے میں برابر ہیں۔'' پھر وہ لڑکی بھی دنیا سے کنارہ کش ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئی یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ ﴿کتاب التوابین، ص ۲۶۷﴾

﴾98﴿ {بوسیدہ ہڈیوں کی نصیحت......}

ایک شخص جسے دینار ''عیار'' کہا جاتا تھا، اس کی ماں اسے بری حرکتوں سے منع کرتی لیکن وہ باز نہ آتا تھا۔ ایک دن اس کا گزر ایک قبرستان سے ہوا جہاں بہت سی بوسیدہ ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک ہڈی اٹھائی تو وہ اس کے ہاتھ میں بکھر گئی۔ یہ دیکھ کر وہ سوچ میں پڑ گیا اور خود سے کہنے لگا، ''تیری ہلاکت ہو! ایک دن تُو بھی ان میں شامل ہو جائے گا اور تیری ہڈیاں بھی اسی طرح بوسیدہ ہو جائیں گی جبکہ جسم مٹی میں مل جائے گا، اس کے باوجود تُو گناہوں میں مشغول ہے؟'' اس کے بعد اس نے توبہ کی اور کہنے لگا، ''اے میرے رب عزوجل! میں خود کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، مجھ پر رحم کر اور مجھے قبول فرما لے۔''

پھر وہ نوجوان زرد چہرے اور شکستہ دل کے ساتھ اپنی ماں کے پاس پہنچا اور کہنے لگا، ‘‘امی جان! بھاگا ہوا غلام جب پکڑا جائے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟’’ ماں نے جواب دیا کہ، ‘‘اسے کھردرا لباس، سوکھی روٹی دی جاتی ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جاتے ہیں۔’’ اس نے عرض کی، ‘‘آپ میرے ساتھ وہی سلوک کریں جو بھاگے ہوئے غلام کے ساتھ کیا جاتا ہے، شاید کہ میری اس ذلت کو دیکھ کر میرا مالک مجھے معاف فرما دے۔’’ اس کی ماں نے اس کی یہ خواہش پوری کر دی۔ جب رات ہوتی تو یہ روتا اور آہ وزاری شروع کر دیتا اور کہتا، ‘‘اے دینار! تو ہلاک ہو جائے! کیا تجھے اپنے آپ پر قابو نہیں ہے، تو کس طرح اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکے گا؟’’ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ ایک رات اس کی ماں نے کہا، ‘‘بیٹا! اپنے آپ پر ترس کھاؤ اور اتنی مشقت مت اٹھاؤ۔’’ اس نے جواب دیا، ‘‘مجھے اسی حال پر رہنے دیں، تھوڑی سی مشقت کے بعد شاید مجھے طویل آرام نصیب ہو جائے، امی جان! میری نافرمانیوں کی ایک طویل فہرست رب تعالیٰ کے سامنے موجود ہے اور میں نہیں جانتا کہ مجھے مقامِ رحمت میں جانے کا حکم ہوگا یا وادئ ہلاکت میں ڈال دیا جاؤں گا؟ مجھے اس تکلیف کا خوف ہے جس کے بعد کوئی راحت نہیں ملے گی، مجھے ایسی سزا کا ڈر ہے جس کے بعد بھی معافی نہیں ملے گی۔’’ ماں نے یہ سن کر کہا، ‘‘اچھا! تھوڑا سا تو آرام کر لو۔’’ وہ کہنے لگا، ‘‘میں کیسے آرام کر سکتا ہوں کیا آپ میری مغفرت کی ضمانت دیتی ہیں؟ کون میری بخشش کی ضمانت دے گا؟ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے! ایسا نہ ہو کہ کل لوگ جنت کی جانب جا رہے ہوں اور میں جہنم کی طرف......۔’’

ایک مرتبہ اس کی ماں اس کے قریب سے گزری تو اس نے یہ آیت پڑھی،

''فَوَرَبِّکَ لَنَسْئَلَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ 0 عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔ تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے، جو کچھ وہ کرتے تھے۔

﴿ترجمۂ کنزالایمان۔ پ۱۴، الحجر ۹۲، ۹۳﴾''

اور اس پر غور کرنے لگا، یہاں تک سانپ کی طرح لَوٹنے لگا، بالآخر بے ہوش ہو گیا۔ اس کی ماں نے اسے پکارا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ وہ کہنے لگی، ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک !اب کہاں ملاقات ہوگی ؟'' نوجوان نے کمزور سی آواز میں جواب دیا ''اگر میں قیامت کے دن میں آپ کو نہ مل سکوں تو دروازۂ جہنم سے پوچھ لینا۔'' پھر اس نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ ﴿کتاب التوابین ' ص۲۵٦﴾

‹99› {مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا......}

حضرت سَیِّدُنا صالح مری رضی اللہ عنہ ایک محفل میں وعظ فرما رہے تھے۔ انہوں نے اپنے سامنے بیٹھنے والے ایک نوجوان کو کہا، ''کوئی آیت پڑھو۔'' تو اس نے یہ آیت پڑھ دی،

''وَاَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ کٰظِمِیْنَ ط مَالِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ 0 اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے۔ اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔''

﴿ترجمۂ کنزالایمان، پ۲۴، المؤمن ۱۸﴾

یہ آیت سن کر آپ نے فرمایا، ''کوئی کیسے ظالم کا دوست یا مددگار ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوگا۔ بے شک تم سرکشی کرنے والے گنہگاروں کو دیکھو گے کہ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا اور وہ برہنہ پاؤں

ہوں گے، ان کے جسم بوجھل، چہرے سیاہ اور آنکھیں خوف سے نیلی ہوں گی۔'' وہ پکار کر کہیں گے، ''ہم ہلاک ہو گئے! ہم برباد ہو گئے! ہمیں کیوں جکڑا گیا ہے، ہمیں کہاں لے جایا جارہا ہے اور ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟'' فرشتے انہیں آگ کے کوڑوں سے ہانکیں گے، کبھی وہ منہ کے بل گریں گے اور کبھی انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا۔ جب رو رو کر ان کے آنسو خشک ہو جائیں گے تو خون کے آنسو رونا شروع کر دیں گے، ان کے دل دہل جائیں گے اور حیران و پریشان ہوں گے۔ اگر کوئی انہیں دیکھ لے تو ان پر نگاہ نہ جما سکے گا، نہ دل کو سنبھال سکے گا اور یہ ہولناک منظر دیکھنے والے کے بدن پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔''

یہ کہنے کے بعد حضرت سیّدنا صالح مری رضی اللہ عنہ بہت روئے اور آہ بھر کر کہنے لگے، ''افسوس! کیسا خوفناک منظر ہوگا۔'' یہ کہہ کر پھر رونے لگے اور ان کو روتا دیکھ کر لوگ بھی رونے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، ''حضور! کیا یہ سارا منظر بروزِ قیامت ہوگا؟'' آپ نے جواب دیا، ''ہاں! اور یہ منظر زیادہ طویل نہیں ہوگا کیونکہ جب انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو ان کی آوازیں آنا بند ہو جائیں گی۔'' یہ سن کر نوجوان نے ایک چیخ ماری اور کہا، ''افسوس! میں نے اپنی زندگی غفلت میں گزار دی، افسوس! میں کوتاہیوں کا شکار رہا، افسوس! میں اپنے پروردگار عزّوجلّ کی اطاعت میں سستی کرتا رہا، آہ! میں نے اپنی زندگی ضائع کر دی۔'' اور رونے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ کہنے لگا، ''اے میرے رب عزّوجلّ! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، مجھے تیرے سوا کسی سے غرض نہیں، مجھ میں جو برائیاں ہیں انہیں معاف فرما کر مجھے قبول کر لے، میرے گناہ معاف کر دے، مجھ سمیت تمام حاضرین پر اپنا کرم

وفضل فرما اور ہمیں اپنی سخاوت سے مالا مال کر دے، یا ارحم الراحمین! میں نے گناہوں کی گٹھڑی تیرے سامنے رکھ دی ہے اور صدقِ دل سے تیرے سامنے حاضر ہوں، اگر تو مجھے قبول نہیں کرے گا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔" اتنا کہہ کر وہ نوجوان غش کھا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ اور چند دن بسترِ علالت پر گزار کر انتقال کر گیا۔

اس کے جنازے میں کثیر لوگ شامل ہوئے اور رو رو کر اس کے لئے دعائیں کی گئیں۔ حضرت سیّدنا صالح مری رضی اللہ عنہ اکثر اس کا ذکر اپنے وعظ میں کیا کرتے۔ ایک دن کسی نے اس نوجوان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا، "تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟" تو اس نے جواب دیا، "مجھے حضرت صالح مری رضی اللہ عنہ کی محفل سے برکتیں ملیں اور مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا۔" ﴿کتاب التوابین، ص۲۵۱﴾

(100) {اللہ عزوجل دیکھ رہا ہے......}

ایک شخص کسی شامی عورت کے پیچھے لگ گیا اور ایک مقام پر اسے خنجر کے بل بوتے پر یرغمال بنا لیا۔ جو کوئی اس عورت کو بچانے کے لئے آگے بڑھتا، وہ اسے زخمی کر دیتا۔ وہ عورت مسلسل مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ اتنے میں حضرت سیّدنا بشر بن حارث رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو اس شخص کو کندھا مارتے ہوئے آگے نکل گئے۔ وہ شخص پسینے سے شرابور ہو کر زمین پر گر گیا اور وہ عورت اس کے چنگل سے آزاد ہو کر ایک طرف کو چل دی۔ اس کے ارد گرد جمع ہونے والے لوگوں نے اس سے پوچھا، "تجھے کیا ہوا؟" اس نے کہا، "میں نہیں جانتا! لیکن جب وہ بزرگ گزرنے لگے تو مجھے کندھا مار کر کہا، "اللہ عزوجل دیکھ رہا ہے۔" ان کی یہ بات سن کر میں ہیبت زدہ ہو گیا، نہ جانے وہ کون

تھے؟'' لوگوں نے اسے بتایا، ''یہ حضرت سیّدُ نا بشر بن حارث رضی اللہ عنہ تھے۔'' تو اس نے کہا، ''آہ میری بدنصیبی! میں آج کے بعد ان سے نگاہ نہیں ملا پاؤں گا۔'' پھر اس شخص کو بخار آ گیا اور ساتویں دن اس کا انتقال ہو گیا۔ ﴿کتاب التوابین، ص۲۱۳﴾

‹101› { میں کس گنتی میں آتا ہوں؟...... }

ایک مرتبہ حضرت سیدنا داؤد طائی رضی اللہ عنہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، ''آپ چونکہ اہلِ بیت میں سے ہیں، اس لئے مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔'' لیکن وہ خاموش رہے۔ جب آپ نے دوبارہ عرض کی کہ، ''اہلِ بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی ہے، اس لحاظ سے نصیحت کرنا آپ کے لئے ضروری ہے۔'' یہ سن کر امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''مجھے تو خود یہ خوف لاحق ہے کہ کہیں قیامت کے دن میرے جدِ اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر یہ نہ پوچھ لیں کہ تو نے خود میری پیروی کیوں نہیں کی؟ کیونکہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے۔'' یہ سن کر حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ کو بہت عبرت ہوئی کہ جب اہلِ بیت کے خوفِ خدا عزوجل کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں؟'' ﴿تذکرۃ الاولیاء، ج، ص ۸﴾

‹102› { نیند کیسے آسکتی ہے؟...... }

حضرت سیدنا احمد حرب رضی اللہ عنہ عمر بھر شب بیدار رہے۔ جب کبھی لوگ آپ سے آرام کرنے کے لئے اصرار کرتے تو فرماتے، ''جس کے لئے جہنم بھڑکائی جا رہی ہو اور بہشت کو آراستہ کیا جا رہا ہو، لیکن اس کو علم نہ ہو کہ ان دونوں میں اس کا ٹھکانہ کہاں ہے،

اس کو نیند کیسے آسکتی ہے؟'' ﴿تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۲۲۰﴾

﴾103﴿ {میرے پاس کوئی جواب نہ ہوگا……}

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنی مناجات اس طرح شروع کرتے،

''اے اللہ عزوجل! اگرچہ میں بہت گناہ گار ہوں پھر بھی تجھ سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں کیونکہ میں سرتاپا معصیت اور تو معاف کرنے والا ہے،……اے اللہ عزوجل! تو نے فرعون کے دعویٰ خدائی کے باوجود حضرت موسیٰ وہارون (علیہما السلام) کو نرمی کا حکم دیا تھا، لہذا! جب تو **اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى** (میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔ النازعات: ۲۴) کہنے والے پر کرم فرما سکتا ہے تو ان پر تیرے لطف وکرم کا اندازہ کون کرسکتا ہے جو ''**سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰى** (پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے اونچے رب کی)'' کہتے ہیں،……اے اللہ عزوجل! میرے پاس اس کمبل کے سوا کچھ نہیں لیکن اگر یہ بھی کوئی طلب کرے تو میں تیری خاطر دینے کے لئے تیار ہوں،……اے اللہ عزوجل! تیرا ہی ارشاد ہے کہ نیکی کرنے والوں کو نیکی کی وجہ سے بہتر صلہ دیا جاتا ہے، میں تجھ پر ایمان رکھتا ہوں جس سے افضل دنیا میں کوئی نہیں ہے، لہذا! اس کے صلے میں مجھے اپنے دیدار سے نواز دے،……اے اللہ عزوجل! چونکہ تو گناہوں کو بخشنے والا ہے اور میں گناہ گار ہوں، اس لئے تجھ سے بخشش کا سوالی ہوں،……اے اللہ عزوجل! تیری غفاری اور اپنی کمزوری کی بناء پر معصیت کا ارتکاب کر بیٹھتا ہوں، اس لئے اپنی غفاری یا میری کمزوری کے پیشِ نظر مجھے بخش دے،……اے اللہ عزوجل! جب میدانِ محشر میں مجھ سے پوچھا جائے گا کہ دنیا سے کیا لایا؟ تو میرے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔'' ﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

‹104› {دم توڑ دینے والا مدنی مُنّا......}

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابو ورّاق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے مدنی منّے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے، ......

"اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا. ترجمۂ کنز الایمان: اگر کفر کرو اس دن سے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ (المزمل: ۱۷)

تو خوفِ الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ دم توڑ دیا۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء، ج۲، ص۸۷﴾

‹105› {آپ اسے مار ڈالیں گے......}

حضرت سَیِّدُ نا فضیل بن عیاض رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو جب یہ علم ہوتا کہ ان کا بیٹا بھی ان کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو خوف وغم کی آیات تلاوت نہ کرتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے سمجھا کہ وہ ان کے پیچھے نہیں ہے اور یہ آیت پڑھی "قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ. کہیں گے اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ ﴿ترجمۂ کنز الایمان۔ پ۱۸، المؤمنون ۱۰۶﴾

تو ان کا بیٹا یہ آیت سن کر بے ہوش کر گر گیا۔ جب آپ کو اس کا اندازہ ہوا تو تلاوت مختصر کر دی۔ جب ان کی ماں کو یہ ساری بات معلوم ہوئی تو انہوں نے آ کر اپنے بیٹے کے چہرے پر پانی چھڑکا اور اسے ہوش میں لائیں۔ انہوں نے حضرت فضیل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے عرض کی "اس طرح تو آپ اسے مار ڈالیں گے...." ایک مرتبہ پھر ایسا ہی اتفاق ہوا کہ آپ نے یہ آیت تلاوت کی، "وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَالَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ. اور

انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

﴿ترجمۂ کنز الایمان۔ پ۲۴، الزمر۴۷﴾

یہ آیت سن کر وہ پھر بے ہوش ہو کر گر گیا۔ جب اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی گئی تو وہ دم توڑ چکا تھا۔ ﴿کتاب التوابین، ص۲۰۹﴾

﴿106﴾ {اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ کیوں نہیں؟......}

حضرت سیِّدُنا جعفر بن حرب رضی اللہ عنہ پہلے پہل بہت مالدار شخص تھے اور اسی کے بل بوتے پر بادشاہ کے وزیر بھی بن گئے اور لوگوں پر ظلم وستم ڈھانا شروع کر دیا۔ ایک دن آپ نے کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا، **اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ** ۔ کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد (کے لئے)۔ ﴿ترجمۂ کنز الایمان، پ۲۷، الحدید۱۶﴾

یہ سن کر آپ نے ایک چیخ ماری اور کہا، ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! کیوں نہیں؟'' آپ بار بار یہی کہتے جاتے اور روتے جاتے۔ پھر اپنی سواری سے اتر کر اپنے کپڑے اتارے اور دریائے دجلہ میں چھپ گئے۔ ایک شخص جو آپ کے حالات سے واقف تھا، دریائے دجلہ کے قریب سے گزرا تو آپ کو پانی میں کھڑے ہوئے پایا۔ چنانچہ اس نے آپ کو ایک قمیض اور تہبند بھجوایا۔ آپ نے ان کپڑوں سے اپنا بدن ڈھانپا اور پانی سے باہر نکل آئے۔ لوگوں سے ظلماً لیا گیا مال واپس کر دیا اور بچ رہنے والا مال صدقہ کر دیا۔ اس کے بعد آپ تحصیل علم اور عبادت میں مشغول ہو گئے، حتیٰ کہ انتقال کر گئے۔

﴿کتاب التوابین، ص۱۶۳﴾

﴿107﴾ {میری امیدوں کو مت توڑنا......}

اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کو کوفہ کی ایک بڑھیا کی نوجوان کنیز کے بارے میں بتایا گیا جو نہایت حسین، ذہین، ادب آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ شعروشاعری سے بھی دلچسپی رکھتی تھی۔ اس نے یہ اوصاف سن کر حکم دیا کہ والیٔ کوفہ کو خط لکھو کہ ''اس کنیز کو اس کی مالکن سے خرید کر میرے پاس بھیج دے۔'' ایک خادم یہ خط لے کر کوفہ روانہ ہو گیا۔ جب والی کو یہ حکم نامہ ملا تو اس نے بڑھیا کے پاس ایک آدمی بھیج کر اس کنیز کو دو لاکھ درہم اور پانچ سو مثقال کھجوروں کی سالانہ پیداوار کے حامل کھجوروں کے باغ کے بدلے خرید لیا اور اسے ہشام کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ہشام نے اس کے رہنے کے لئے الگ انتظام کیا جہاں زرق برق لباس، قیمتی زیورات اور اعلیٰ بچھونے موجود تھے۔ ایک دن وہ خوشبو سے مہکے ہوئے کمرے میں نہایت خوشگوار موڈ میں اس کے ساتھ باتوں میں مگن تھا کہ اسے چیخوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے آواز کی جانب نگاہیں دوڑائیں تو اسے ایک جنازہ نظر آیا جس کے پیچھے عورتیں چلّا رہی تھیں اور ایک عورت کہہ رہی تھی، ''میرے باپ کو کندھوں پر سوار کر کے مُردوں کے پاس لے جایا جا رہا ہے، عنقریب اسے ویران قبرستان میں تنہا دفن کر دیا جائے گا۔ اے ابا جان! کیا آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوا ہے جو اپنا جنازہ اٹھانے والوں سے کہتے ہیں، ''ذرا جلدی لے چلو۔'' ...یا...آپ کو ان لوگوں میں شامل کیا گیا ہے جو یہ کہتے ہیں، ''مجھے واپس لے چلو! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟'' اس کی یہ بات سن کر ہشام کی آنکھیں بھر آئیں اور وہ اپنی لذت کو بھول کر کہنے لگا، ''موت نصیحت کے لئے کافی ہے۔'' اس کنیز نے کہا، ''اس عورت نے میرا دل چیر کر رکھ دیا ہے۔'' ہشام نے کہا، ''ہاں! کچھ ایسی ہی بات ہے۔''

پھر اس نے خادم کو آواز دی اور بالا خانے سے نیچے اتر گیا جبکہ وہ کنیز وہیں بیٹھی بیٹھی سو گئی۔

اس نے خواب میں دیکھا کہ ''ایک شخص اس سے کہہ رہا ہے، ''آج تم اپنے حسن سے دوسروں کو آزمائش میں ڈالتی ہو اور اپنی اداؤں سے دوسروں کو غافل کر دیتی ہو۔ اس دن جب صور پھونکا جائے گا جب قبریں شق ہوں گی اور لوگ ان سے باہر نکلیں گے اور انہیں اپنی کرنی کا پھل بھگتنا پڑے گا......تو کیا ہوگا؟'' وہ کنیز گھبراہٹ کے عالم میں بیدار ہوئی اور پانی پی کر اپنا حلق تر کیا۔ پھر پانی منگوا کر غسل کیا اور زرق برق لباس اور زیورات کی بجائے اونی کپڑے پہنے، ایک لاٹھی ہاتھ میں تھامی اور ہشام کے دربار میں پہنچ گئی۔ جب ہشام اس کو نہ پہچان سکا تو اس نے کہا، ''میں تمہاری وہی پسندیدہ کنیز ہوں جسے ایک ناصح کی نصیحت نے جھنجھوڑ ڈالا ہے اور میں تمہارے پاس اس لئے آئی ہوں کہ تم مجھ سے اپنی خواہش پوری کر چکے ہو لہٰذا! اب مجھے غلامی سے آزاد کر دو۔'' ہشام نے کہا، ''میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تجھے آزاد کیا، اب تم کہاں جانے کا ارادہ رکھتی ہو؟'' اس نے جواب دیا، ''میں کعبۃ اللہ کی طرف جاؤں گی۔'' ہشام نے کہا، ''بہت خوب! اب تیری راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں۔''

کنیز وہاں سے مکہ شریف پہنچی اور وہیں مقیم ہوگئی۔ وہ سوت کات کر گزر بسر کرتی اور جب شام ہو جاتی تو طواف کرتی، اس کے بعد حطیم میں داخل ہو کر عرض کرتی، ''اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تو ہی میرا سہارا ہے، میری امیدوں کو مت توڑنا، مجھے مقامِ امن عطا فرمانا اور اپنی رحمتیں مجھ پر چھما چھم برسانا۔'' یہ کنیز اسی طرح شب و روز ریاضت و عبادت میں مصروف رہی حتی کہ اس محنت و مشقت اور دھوپ کی تمازت نے

اس کی جلد کی رنگت کو تبدیل کر دیا اور نماز میں طویل قیام کی وجہ سے اس کا بدن کمزور ونحیف ہو گیا، زیادہ رونے کے سبب اس کی آنکھیں خراب ہو گئیں اور سوت کاتنے کی وجہ سے اس کی انگلیوں میں زخم ہو گئے۔ بالآخر ایک دن اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔

﴿کتاب التوابین، ص۱۵۱﴾

‹108› {میرا کیا بنے گا؟......}

حضرت سَیِّدُ نا ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ غسل فرمانے کے لئے کسی حمام میں گئے۔ حمام کے مالک نے آپ کو روکا اور کہنے لگا ''اگر درہم نہیں دو گے تو اندر داخل نہیں ہونے دوں گا۔'' اس کی یہ بات سن کر آپ نے رونا شروع کر دیا۔ وہ آپ کو روتا دیکھ کر پریشان ہو گیا اور عرض کرنے لگا، ''اگر آپ کے پاس درہم نہیں ہیں تو کوئی بات نہیں، آپ یونہی غسل فرما لیجئے۔'' آپ نے فرمایا کہ ''میں تمہارے روکنے کی وجہ سے نہیں رویا بلکہ مجھے تو اس بات نے رلا دیا کہ آج درہم نہ ہونے کی وجہ سے مجھے اس حمام میں جانے سے روک دیا گیا ہے جس میں نیک و بد سبھی نہاتے ہیں تو اگر کل نیکیاں نہ ہونے کے سبب مجھے اس جنت سے روک لیا گیا جو صرف نیکوں کا مقام ہے تو میرا کیا بنے گا؟'' ﴿رسالہ: میں سدھرنا چاہتا ہوں، ص ۱۶﴾

‹109› {فناء ہو جانے والی کو ترجیح نہ دو......}

حضرت سَیِّدُ نا ابراھیم بن بشار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت سَیِّدُ نا ابراھیم بن ادھم رضی اللہ عنہ کے ساتھ صحراء میں محوِ سفر تھا کہ اچانک ہمیں ایک قبر نظر آئی۔ حضرت سَیِّدُ نا ابراھیم بن ادھم رضی اللہ عنہ اس قبر پر تشریف لے گئے اور قبر والے کے لئے

دعائے مغفرت کی، پھر رونے لگے۔ میں نے عرض کی، ''یہ قبر کس کی ہے؟'' تو جواب دیا، ''یہ قبر حمید بن ابراہیم (علیہ الرحمۃ) کی ہے جو پہلے ہمارے شہروں کے امیروں میں سے تھے اور دنیا کی محبت میں غرق تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا'' اتنا کہنے کے بعد فرمایا، ''مجھے پتہ چلا کہ یہ ایک دن اپنی مملکت کی وسعت اور دنیاوی مال و دولت کی کثرت سے بہت خوش تھے، اسی دوران جب یہ سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی، ان کے سرہانے آن کھڑا ہوا۔ حمید نے اس شخص سے کتاب لے کر اسے کھولا تو اس میں جلی حروف سے لکھا تھا، ''فنا ہو جانے والی کو باقی رہ جانے والی پر ترجیح نہ دے اور اپنی مملکت، حکومت، بادشاہت، خدام، غلام اور لذات وخواہشات میں کھو کر غافل مت ہو جا، بے شک جس میں تو مگن ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں، بظاہر جو تیری ملکیت ہے وہ حقیقتاً ہلاکت ہے، جو فرح و سرور ہے وہ حقیقت میں لہو وغرور ہے، جو آج ہے اس کا کل کچھ پتہ نہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جلدی حاضر ہو جاؤ کیونکہ اس کا فرمان ہے،

''وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آجائیں، پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے۔ ﴿ترجمۂ کنزالایمان، پ۴، اٰل عمران ۱۳۳﴾

جب یہ نیند سے بیدار ہوئے تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا، ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہہ اور نصیحت ہے۔'' پھر کسی کو کچھ بتائے بغیر یہ اپنے ملک سے نکل آئے اور ان پہاڑوں میں آن بسے۔ جب مجھے ان کا واقعہ معلوم ہوا تو میں نے انہیں تلاش کیا

اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے یہ واقعہ مجھے سنایا، پھر میں نے بھی انہیں اپنا واقعہ سنایا۔ میں برابر ان سے ملاقات کے لئے آتا رہا، یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا اور یہیں ان کو دفن کر دیا گیا۔ ﴿کتاب التوابین، ص۱۵۲﴾

‹110› { پاؤں اندر داخل نہیں کیا...... }

بنی اسرائیل میں ایک بزرگ رَضِیَ اللہُ عَنْہ عرصہ دراز سے اپنے حجرہ میں مصروفِ عبادت تھے۔ ایک مرتبہ ایک عورت ان کے دروازے پر آن کھڑی ہوئی اور ان کی نگاہ اس عورت پر پڑی تو شیطان نے انہیں بہکا دیا۔ چنانچہ آپ اس عورت کی طرف بڑھے لیکن جیسے ہی اپنا ایک پاؤں حجرہ سے باہر نکالا، خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ آپ پر غالب آیا اور کہنے لگے، ''نہیں! مجھے یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔'' پھر آپ کے دل میں خیال آیا کہ ''یہ پاؤں جو دروازے سے باہر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لئے نکلا ہے، دوبارہ میرے حجرے میں داخل نہیں ہوگا۔'' چنانچہ آپ وہیں بیٹھ گئے اور اس قدم کو کمرے کے اندر نہ لے گئے، یہاں تک کہ وہ پاؤں گرمی اور سردی کے اثرات سے گل سڑ کر آپ کے جسم سے الگ ہو گیا۔ ﴿کتاب التوابین، ص۷۹﴾

‹111› { غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ...... }

حضرت سَیِّدُنا شیخ سعدی شیرازی رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''مسجد الحرام میں کچھ لوگ کعبۃ اللہ شریف کے قریب عبادت میں مصروف تھے۔ اچانک انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دیوارِ کعبہ سے لپٹ کر زار و قطار رو رہا ہے اور اس کے لبوں پر یہ دعا جاری ہے، ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میرے اعمال تیری بارگاہ کے لائق نہیں ہیں تو بروزِ قیامت مجھے

اندھا اٹھانا۔''

لوگوں کو یہ عجیب وغریب دعا سن کر بڑا تعجب ہوا، چنانچہ انہوں نے دعا مانگنے والے سے استفسار کیا، ''اے شیخ! ہم تو قیامت میں عافیت کے طلب گار ہیں اور آپ اندھا اٹھائے جانے کی دعا فرما رہے ہیں، اس میں کیا راز ہے؟'' اس شخص نے روتے ہوئے جواب دیا، ''میرا مطلب یہ ہے کہ اگر میرے اعمال اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ کے لائق نہیں تو میں قیامت میں اس لئے اندھا اٹھایا جانا پسند کرتا ہوں کہ مجھے لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔'' وہ سب لوگ اس عارفانہ جواب کو سن کر بے حد متأثر ہوئے لیکن اپنے مخاطب کو پہچانتے نہ تھے، اس لئے پوچھا، ''اے شیخ! آپ کون ہیں؟'' اس نے جواب دیا، ''میں عبدالقادر جیلانی ہوں۔'' ﴿فیضان سنت بحوالہ گلستانِ سعدی،ص ٧٣٣﴾

‹112› {جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے......}

سیدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت، مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی روزہ کشائی کی تقریب کا حال بیان کرتے ہوئے مولانا سید ایوب علی رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''رمضان مبارک کا مقدس مہینہ ہے اور حضورِ پُرنور کے پہلے روزہ کشائی کی تقریب ہے، کاشانۂ اقدس میں جہاں افطار کا اور بہت قسم کا سامان ہے۔ ایک محفوظ کمرے میں فیرنی کے پیالے بھی جمانے کے لئے چُنے ہوئے تھے۔ آفتاب نصف النہار پر ہے، ٹھیک شدت کی گرمی کا وقت ہے کہ حضور کے والدِ ماجد آپ کو اسی کمرے میں لے جاتے ہیں اور دروازہ کے پٹ بند کر کے ایک پیالہ اٹھا کر دیتے ہیں کہ ''اِسے کھالو۔''

آپ عرض کرتے ہیں ''میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں؟'' ارشاد ہوتا ہے ''بچوں

کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، لو کھالو، میں نے دروازہ بند کر دیا ہے، کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے۔'' آپ عرض کرتے ہیں، ''جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے، وہ تو دیکھ رہا ہے۔'' یہ سنتے ہی حضور کے والدِ ماجد کی چشمانِ مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا اور کمرہ کھول کر باہر لے آئے۔ ﴿حیات اعلیٰ حضرت ص ۸۷﴾

﴿113﴾ {بے ہوشی میں دعا......}

تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے بانی، امیرِ اہلِ سنت حضرت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کو سالہا سال سے کثرتِ پیشاب کا عارضہ لاحق تھا۔ بالآخر دسمبر ۲۰۰۲ء میں ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا جس کے لئے آپ ہی کے مطالبے پر نمازِ عشاء کے بعد کا وقت طے کیا گیا تاکہ آپ کی کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے۔ آپریشن ہو جانے کے بعد نیم بے ہوشی کے عالم میں درد سے کراہنے یا چلانے کی بجائے آپ نے وقتاً فوقتاً جن کلمات کی بار بار تکرار کی وہ یہ تھے،......

''سب لوگ گواہ ہو جاؤ میں مسلمان ہوں،...... یا اللہ عزوجل! میں مسلمان ہوں، میں تیرا حقیر بندہ ہوں،...... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کا ادنیٰ غلام ہوں،...... الحمد للہ عزوجل! میں غوث الاعظم (رضی اللہ عنہ) کا غلام ہوں،...... اے اللہ عزوجل! میرے گناہوں کو بخش دے،...... اے اللہ عزوجل! میری مغفرت فرما،...... اے اللہ عزوجل! میرے ماں باپ کی مغفرت فرما،...... اے اللہ عزوجل! میرے بھائی بہنوں کی مغفرت فرما،...... اے اللہ عزوجل! میرے تمام مریدوں کی مغفرت فرما،...... اے اللہ عزوجل! (مجلس شوریٰ کے مرحوم نگران)

حاجی مشتاق کی مغفرت فرما، ...... اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تمام دعوتِ اسلامی والوں اور والیوں کی مغفرت فرما، ...... اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! (اپنے) محبوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کی ساری امت کی مغفرت فرما۔......

﴿ملخصاً ، ماخوذ از امیر اہل سنت مدظلہ العالی کے آپریشن کی ایمان افروز جھلکیاں ص۳﴾

(114) {مجھے اپنے رب تعالیٰ کا ڈر ہے......}

سندھ باب الاسلام کی سطح پر ۲، ۳، ۴ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ کو ہونے والے سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والے بیان کے دوران شیخِ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ نے توبہ کی شرائط کی وضاحت کرتے ہوئے وہاں موجود لاکھوں اسلامی بھائیوں اور ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعے سننے والی اسلامی بہنوں سے ارشاد فرمایا، ''توبہ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس کی حق تلفی کی ہو یا اذیت پہنچائی ہو اس سے معافی مانگی جائے، (پھر بطور عاجزی ارشاد فرمایا) جس کے تعلقات جتنے زیادہ ہوتے ہیں اتنا ہی دوسروں کی دل آزاری ہو جانے کا احتمال زیادہ ہوتا ہے، اور میرے تعلقات یقیناً آپ سب سے زیادہ ہیں، لہٰذا میری درخواست ہے کہ میری طرف سے اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہو، کوئی حق تلف ہو گیا ہو، کبھی ڈانٹ دیا ہو، ملاقات نہ کرنے پر آپ ناراض ہو گئے ہوں، تو ہاتھ جوڑ کر درخواست ہے مجھے معاف کر دیجئے، مجھے آپ سے نہیں اپنے رب تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے، کہہ دیجئے، ''جا معاف کیا۔''

اور پھر اس کا اقرار کرنے والوں کو دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، ''جس نے معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ اسے جلد مدینہ دکھائے، جو کیسٹ میں سنیں، یا انٹرنیٹ یا فون کے

ذریعے سن رہے ہوں، وہ بھی معاف کردیں۔'' ملخصًا

﴿115﴾ {ایمان کی شمع سدا روشن رہے......}

امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ نے صفر المظفر ۱۴۲۴ھ میں مرکزی مجلس شورٰی ودیگر مجالس کے اراکین اور دوسرے اسلامی بھائیوں کے نام لکھے گئے ایک کھلے خط میں تحریر فرمایا،......

محبت میں اپنی گما یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ
نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ

تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ
میں تھر تھر رہوں کانپتا یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ

میرے دل سے دنیا کی الفت مٹادے
بنا عاشقِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ

(پھر لکھا کہ)

میں اپنی قیام گاہ کے مکتب میں مغموم وملول قلم سنبھالے آپ حضرات کی بارگاہوں میں تحریراً دستک دے رہا ہوں۔ آج کل یہاں طوفانی ہوائیں چل رہی ہیں کہ جو دلوں کو خوفزدہ کر دیتی ہیں، ہائے ہائے! بڑھاپا آنکھیں پھاڑے پیچھا کئے چلا آرہا ہے اور موت کا پیغام سنا رہا ہے، مگر نفس امّارہ ہے کہ سرکشی میں بڑھتا ہی چلا جارہا ہے، کہیں ہوا کا کوئی تیز وتُند جھونکا میری زندگی کے چراغ کو گل نہ کردے، اے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! زندگی کا چراغ تو یقیناً بجھ کر رہے گا، میرے ایمان کی شمع سدا روشن رہے، یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے

گناہوں کے دلدل سے نکال دے، کرم……کرم……کرم

﴿ماخوذ از رسالہ غیبت کی تباہ کاریاں، ص۱﴾

﴿116﴾ {پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے……}

صحرائے مدینہ مدینۃ الاولیاء ملتان شریف میں ۲۰۰۴ھ میں منعقد ہونے والے دعوت کے سنتوں بھرے سالانہ بین الاقوامی اجتماع میں ''اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر'' کے موضوع پر رقت انگیز بیان کرتے ہوئے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے جب ایمان کی حفاظت سے متعلق ترغیب دیتے ہوئے یہ واقعہ سنایا کہ

''حضرت عبداللہ مؤذن (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں طوافِ کعبہ میں مشغول تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ غلافِ کعبہ سے لپٹ کر ایک ہی دعا کی تکرار کر رہا ہے، ''یا اللہ عزوجل! مجھے دنیا سے مسلمان ہی رخصت کرنا۔'' میں نے اس سے پوچھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس نے کہا ''میرے دو بھائی تھے۔ میرا بڑا بھائی ایک عرصہ تک مسجد میں بلامعاوضہ اذان دیتا رہا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے قرآن پاک مانگا، ہم نے اسے دیا تا کہ وہ اس سے برکتیں حاصل کرے، مگر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر وہ کہنے لگا، ''تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں قرآن کے تمام اعتقادات و احکامات سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں اور نصرانی (یعنی عیسائی) مذہب اختیار کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ کفر کی حالت میں مر گیا۔ پھر دوسرے بھائی نے تیس برس تک مسجد میں فی سبیل اللہ عزوجل اذان دی، مگر وہ بھی آخری وقت میں نصرانی ہو کر مرا۔ لہٰذا! میں اپنے

خاتمہ کے بارے میں بے حد فکر مند ہوں اور ہر وقت خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتا رہتا ہوں۔"

حضرت سیدنا عبداللہ مؤذن (رضی اللہ عنہ) نے اس سے پوچھا کہ تمہارے دونوں بھائی آخر ایسا کون سا گناہ کرتے تھے جس کے سبب ان کا خاتمہ برا ہوا؟ اس نے بتایا، ''وہ غیر عورتوں میں دل چسپی لیتے تھے اور اَمردوں (یعنی بے ریش لڑکوں) سے دوستی کرتے تھے۔''

تو یہ واقعہ سنانے کے بعد خوفِ خدا عزوجل کے غلبے کی وجہ سے امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور کافی دیر تک روتے رہے اور بیان جاری نہ رکھ سکے۔

مسلماں ہیں عطّار تیری عطا سے
ہو ایمان پر خاتمہ یاالٰہی عزوجل

تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ
میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی عزوجل

﴿117﴾ {دیوار سے لپٹ کر رونے لگے......}

ماہ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر بانئ دعوتِ اسلامی، امیرِ اہلِ سنت، حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے اونٹ اور گائے کی قربانی دی گئی۔ قربانی کا انتظام ''دعوتِ اسلامی'' کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی کے باہر کیا گیا تھا۔ وقتِ عصر سے کچھ دیر قبل قربانی کے وقت آپ بھی وہیں تشریف لے آئے۔ جب اس اونٹ کو نحر اور گائے کو ذبح کیا گیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ یکایک آپ کے چہرے پر اداسی طاری ہوگئی اور آپ بے حد غمگین نظر آنے لگے۔

قربانی ہو جانے کے بعد آپ محراب کے پیچھے واقع اپنے کمرے کی طرف روانہ ہو گئے اور کمرے میں پہنچنے کے بعد دیوار سے لپٹ کر زار و قطار رونے لگے۔ اتنے میں مؤذن اسلامی بھائی نے اذانِ عصر دی اور آپ نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں آ گئے۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد (اپنے ہی کلام میں سے) چند اشعار پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ جب اسلامی بھائی نے ان اشعار کو پڑھنا شروع کیا تو آپ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ آپ کو روتا دیکھ کر وہاں پر موجود اسلامی بھائی بھی رونے لگے اور پوری فضاء سوگوار ہو گئی۔ آپ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ نمازِ مغرب کا وقت ہو گیا۔ ان اشعار میں چند یہ ہیں، ......

کاش! کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا
قبر و حشر کا سب غم ختم ہو گیا ہوتا

آہ! سلبِ ایماں کا خوف کھائے جاتا ہے
کاش! میری ماں نے ہی مجھ کو نہ جنا ہوتا

آ کے نہ پھنسا ہوتا میں بطورِ انساں کاش!
کاش! میں مدینے کا اونٹ بن گیا ہوتا

اونٹ بن گیا ہوتا اور عیدِ قرباں میں
کاش! دستِ آقا ﷺ سے میں نحر ہوا ہوتا

کاش! میں مدینے کا کوئی دنبہ ہوتا یا
سینگ والا چتکبرا مینڈھا بن گیا ہوتا

آہ! کثرتِ عصیاں، ہائے! خوفِ دوزخ کا
کاش! اس جہاں کا میں نہ بشر بنا ہوتا

﴿ارمغانِ مدینہ از امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی، ص ۱۲۷﴾

محترم اسلامی بھائیو! یہ تمام واقعات ان نفوسِ قدسیہ کے تھے، جن میں بعض وہ ہیں جو مرتبۂ نبوت پر فائز ہیں اور بعض وہ ہیں جن کے سروں پر اللہ عزّوجلّ نے اپنی ولایت کا تاج رکھا۔ یہ وہی پاکیزہ لوگ ہیں جن کا ذکر کرتے ہی ہماری زبان پر بے اختیار، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم.. یا.. علیہ السلام.. یا.. رضی اللہ تعالیٰ عنہ.. یا.. رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ.. یا مدظلہ العالی...... جیسے الفاظ جاری ہوجاتے ہیں اور ہماری نگاہیں فرطِ ادب سے جھک جاتی ہیں اور دل تعظیم کی خاطر فرشِ راہ بن جاتا ہے۔ مقامِ غور ہے کہ جب ان بزرگ و برتر ہستیوں کے خوف خدا عزّوجلّ کا یہ عالم ہے تو ہم جیسے پاپی و گناہ گاروں کو رب تعالیٰ عزّوجلّ کی بے نیازی، ناراضگی، گرفت اور اس کے عذاب سے کتنا ڈرنا چاہئے! اس کا اندازہ کوئی بھی ذی فہم بآسانی لگا سکتا ہے۔

﴿5﴾ خود احتسابی کی عادت اپنانے کی کوشش کرتے ہوئے "فکرِ مدینہ" کرنا:

ذکر کردہ دیگر امور اپنانے کے ساتھ ساتھ

اپنی ذات کا محاسبہ کرنے کی عادت اپنا لینے سے بھی خوفِ خدا عزّوجلّ کے حصول کی منزل پر پہنچنا قدرے آسان ہوجاتا ہے، اور اس عادت کو اپنانے کے لئے روزانہ فکرِ مدینہ کرنے کی ترکیب بنالینا بے حد مفید ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ عزوجل

فکرِ مدینہ کا آسان سا مطلب یہ ہے کہ "انسان اُخروی اعتبار سے اپنے معمولاتِ زندگی کا محاسبہ کرے، پھر جو کام اس کی آخرت کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتے ہوں، انہیں درست کرنے کی کوشش میں لگ جائے اور جو امور اُخروی اعتبار سے نفع بخش نظر آئیں، ان میں بہتری کے لئے اقدامات کرے۔" فکرِ مدینہ کی برکت سے

انسان کے دل میں خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ بیدار ہوتا ہے، جس کی وجہ سے نیک اعمال کی زبردست رغبت پیدا ہوتی ہے نیز گناہوں سے وحشت محسوس ہوتی ہے اور سابقہ زندگی میں ہوجانے والے گناہوں پر توبہ کی توفیق بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ خود ہمارے پیارے آقا ﷺ نے ہمیں فکرِ مدینہ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''پانچ سے قبل، پانچ کو غنیمت جانو۔

(1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔ (2) صحت کو بیماری سے پہلے۔
(3) مالداری کو تنگدستی سے پہلے۔ (4) زندگی کو موت سے پہلے...اور...
(5) فراغت کو مصروفیت سے پہلے۔''

﴿المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد، ص ۵۸﴾

اور...امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اے لوگو! اپنے اعمال کا حساب کرلو، اس سے پہلے کہ قیامت آجائے اور تم سے ان کا حساب لیا جائے۔ ﴿حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص۵۶﴾

جبکہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''دنیا کی فکر دل میں اندھیرا جب کہ آخرت کی فکر روشنی ونور پیدا کرتی ہے۔'' ﴿المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد، ص ٤﴾

اور حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''کریم، کبھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کرتا اور حکیم (یعنی صاحبِ عقل)، کبھی دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دیتا۔'' ﴿ایضاً﴾

محترم اسلامی بھائیو! فکرِ مدینہ کی برکات سے کامل طور پر مستفید ہونے کے لئے ہمیں چاہئے کہ روزانہ سونے سے پہلے گھر وغیرہ کے کسی کمرے میں تنہا... یا...ایسی

جگہ جہاں پر مکمل خاموشی ہو، آنکھیں بند کر کے سر جھکائے کم از کم بارہ منٹ فکرِ مدینہ کرنے کی عادت بنائیں، اور پھر مدنی انعامات کا رسالہ پُر کریں (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔ اس کے طریقۂ کار کی وضاحت کے لئے فکر مدینہ کی چند مثالیں توجہ سے ملاحظہ فرمائیں،

(1) کبھی تو اس طرح اپنے روزمرہ کے معمولات کا محاسبہ کیجئے کہ

''کل صبح نیند سے بیدار ہونے کے بعد سے اب تک میں اپنی زندگی کے کتنے گھنٹے گزار چکا ہوں؟......جس انداز سے میں نے یہ وقت گزرا، اس دوران جو افعال مجھ سے سرزد ہوئے' کیا زندگی بسر کرنے کا میرا یہ انداز' اللہ عزّوجلّ اور اس کے رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک پسندیدہ ہے... یا...ناپسندیدہ؟......افسوس! میرا طرزِ زندگی تو ناپسندیدہ ہی شمار ہوگا کیونکہ ایامِ گزشتہ کی طرح میں نے سب سے پہلا کام تو یہ کیا تھا کہ نیند کو عزیز رکھتے ہوئے نمازِ فجر قضا کر دی......، پھر دن چڑھے بیدار ہونے کے بعد سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیاری اور نورانی سنتِ مبارکہ ایک مٹھی داڑھی شریف رکھنے کو ترک کر دینے کا سلسلہ قائم رکھتے ہوئے اسے مونڈھ یا کاٹ کر (معاذ اللہ) گندی نالی تک میں بہا دینے سے دریغ نہیں کیا......، پھر کپڑے وغیرہ تبدیل کرنے کے دوران ٹیپ ریکارڈر یا کیبل وغیرہ پر گانے سننے کا بھی سلسلہ رہا......، نامحرم عورتوں مثلاً بھابھی وغیرہ سے چھیڑ چھاڑ بھی جاری رہی......، ناشتے میں تاخیر کی وجہ سے والدہ کے سامنے گستاخانہ اندازِ گفتگو اختیار کر کے ان کا دل بھی تو دُکھایا تھا......، ابا جان نے کوئی کام کہا تو حسبِ معمول انہیں ٹکّا سا جواب دے دیا تھا......، پھر اپنے دفتر جانے کے لئے جو لباس میں نے پہن رکھا تھا وہ بھی تو خلافِ سنت تھا......، جب گھر سے روانہ ہوا تو چلتے چلتے اپنے پڑوسیوں

کی رنگ شدہ صاف ستھری دیوار پر پان کی پیک پھینک کر اسے داغدار کر ڈالا تھا......، بس میں کنڈیکٹر وغیرہ سے خوامخواہ الجھ کر دو چار گالیاں بھی تو بکی تھیں......، اور بس میں بیٹھی بے پردہ خواتین کو مسلسل گھورا بھی تو تھا......، پھر دورانِ ملازمت اپنی ڈیوٹی پوری کرنے کی بجائے ادھر ادھر کے باتوں میں وقت ضائع کر دیا......، اپنے دفتری ساتھیوں کو ناگوار گزرنے کے یقین کے باوجود ان کی اشیاء ان کی اجازت کے بغیر بھی استعمال کر ڈالیں......، ظہر کی نماز کا طویل وقت میں نے اپنے دوستوں سے ’’گپ شپ‘‘ کرتے ہوئے گزار دیا، اسی طرح عصر و مغرب کی نمازیں بھی میں نے دیگر مصروفیات کی نذر کر دیں......، واپسی پر رش کی بناء پر دوسروں کو دھکے دیتے ہوئے گھر واپسی کے لئے بس میں سوار ہو گیا اور بس اسٹاپ سے گھر آتے ہوئے کوئی غریب مجھ سے انجانے میں ٹکرا گیا تھا تو میں نے اس کا قصور نہ ہونے کے باوجود اسے گریبان سے پکڑ کر پیٹ ڈالا تھا......، گھر پہنچ کر میں نے ’’شدید تھکاوٹ‘‘ کی وجہ سے عشاء کی نماز بھی نہ پڑھی......، اور رات کا کھانا کھانے کے بعد ’’فریش(Fresh)‘‘ ہونے کے لئے آوارہ دوستوں کی محفل میں جا بیٹھا، فحش کلامی، گالی گلوچ، تاش کا کھیل اس محفل کی ’’نمایاں خصوصیات‘‘ تھیں، اس دوران کسی کی بیٹی، کسی کی بہن کے متعلق معلومات کا تبادلہ بھی ہم تمام دوستوں کا ’’پسندیدہ مشغلہ‘‘ تھا......، جب رات گئے گھر لوٹا تو سب گھر والے سو چکے تھے، لہذا میں ’’ذہنی سکون کے حصول کے لئے‘‘ کیبل پر فلم دیکھنے میں مشغول ہو گیا جس میں سیکس اپیل (Sex Apeal) مناظر کی کثرت تھی......، یہاں تک کہ نیند سے آنکھیں بند ہونے لگیں، اور میں سونے کے لئے بستر پر چلا گیا......، یوں میں نے کل کا سارا وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزار دیا......۔

اس مقام پر پہنچ کر آنکھیں کھول کر اپنے آپ سے یوں مخاطب ہوں کہ ''اے نادان! تو کب تک اسی منحوس طرزِ زندگی کو اپنائے رکھے گا؟......کیا روزانہ یونہی تیرے نامۂ اعمال میں گناہوں کی تعداد بڑھتی رہے گی؟......کیا تجھے نیکیوں کی بالکل حاجت نہیں؟......کیا تجھ میں اتنی ہمت وطاقت ہے کہ دوزخ کے عذابات برداشت کر سکے؟......کیا تو جنت سے محرومی کا دکھ برداشت کر پائے گا؟...... یاد رکھ اگر اب بھی تو خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوا تو موت کے جھٹکے بالآخر تجھے جھنجھوڑ کر اٹھا دیں گے۔ لیکن افسوس! اس وقت بہت دیر ہوچکی ہوگی، پچھتانے کے سوا تو کچھ نہ کر سکے گا۔ ابھی تو زندہ ہے، اس لئے اس وقت کو غنیمت جان اور سنبھل جا اور اپنی اس مختصر زندگی کو خدائے احکم الحاکمین عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت اور اس کے حبیب نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنتوں کی اتباع میں بسر کر لے۔''

(2) اور کبھی اس طرح تصور کیجئے، کہ

'' میری موت کا وقت آن پہنچا اور مجھ پر غشی طاری ہوچکی ہے، رشتہ دار وغیرہ بے بسی کے عالم میں مجھے موت کے منہ میں جاتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ نزع کی ناقابلِ بیان تکالیف کا سامنا ہے، زبان کی قوتِ گویائی رخصت ہوچکی، مجھے سخت پیاس محسوس ہورہی ہے۔ اسی اثناء میں کسی نے سرہانے سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت شروع کر دی، رشتہ داروں کی صورتیں مدہم ہوتی نظر آرہی ہیں۔ اب گلے سے خرخراہٹ کی آوازیں آنے لگیں اور روح نے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا۔

میری موت واقع ہوجانے کے بعد عزیز واقارب پر گریہ طاری ہوگیا۔ بیوی بچے، بہن بھائی، ماں باپ وغیرہ سبھی شدتِ غم سے آنسو بہا رہے ہیں اور کچھ لوگ

میرے گھر والوں کو دلاسہ دے رہے ہیں۔ ان میں سے کسی نے آگے بڑھ کر میری بے نور آنکھیں بند کر دیں اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے اور دونوں جبڑوں کو کپڑے کی پٹی سے باندھ دیا۔ پھر کچھ لوگ قبر کی تیاری کے لئے اور کچھ کفن و تختہ غسل لانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ غسل کا انتظام ہونے پر مجھے تختۂ غسل پر لٹا کر غسل دیا گیا اور سفید کفن پہنا کر آخری دیدار کے لئے گھر والوں کے سامنے لٹا دیا گیا۔ میرے چاہنے والوں نے آخری مرتبہ مجھے دیکھا کہ یہ چہرہ اب دنیا میں دوبارہ ہمیں دکھائی نہ دے گا۔ پورے گھر کی فضا پر عجیب سوگواری چھائی ہوئی ہے، درو دیوار پر اداسی طاری ہے۔

بالآخر! میری چارپائی کو کندھوں پر اٹھا لیا گیا، اور میں نے ایک حسرت بھری نظر اپنے گھر پر ڈالی کہ یہ وہی گھر ہے جہاں میری پیدائش ہوئی، میرا بچپن گزرا، یہیں میں نے جوانی کی بہاریں دیکھیں ......، اپنے کمرے کی طرف دیکھا جہاں اب کوئی دوسرا بسیرا کرے گا ......، اپنے استعمال کی چیزوں کی طرف دیکھا جنہیں اب کوئی اور استعمال کرے گا ......، اپنے ہاتھوں سے لگائے ہوئے پودوں کی جانب دیکھا جن کی نگہبانی اب کوئی دوسرا کرے گا۔ لوگ میرا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھائے جنازہ گاہ کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے۔ میں نے انتہائی حسرت کے ساتھ آخری مرتبہ اپنے ماں باپ، بیوی بچوں، بھائی بہنوں، دیگر رشتہ داروں، دوستوں اور محلے والوں کی طرف دیکھا، ان گلیوں، ان راستوں کو دیکھا جن سے گزر کر کبھی میں اپنے کام کاج یا اسکول وغیرہ کے لئے جایا کرتا تھا۔

جنازہ آگے بڑھ کر کہہ رہا ہے اے جہاں والو!
چلے آؤ میرے پیچھے تمہارا راہنما میں ہوں

جنازہ گاہ پہنچ کر میری نمازِ جنازہ ادا کی گئی، اس کے بعد میری چارپائی کا رخ قبروں کی جانب کر دیا گیا، جہاں مجھے طویل عرصے کے لئے کسی تاریک قبر میں تنہا چھوڑ دیا جائے گا......، یہ وہی قبرستان ہے کہ جہاں دن کے اجالے میں تنہا آنے کے تصور ہی سے میرا کلیجہ کانپتا تھا۔ یہ وہی قبر ہے جس کے بارے میں کہا گیا کہ جنت کا ایک باغ ہے یا دوزخ کا ایک گڑھا......، اور یہ کہ قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے، اگر صاحبِ قبر نے اس سے نجات پالی تو بعد (یعنی قیامت) کا معاملہ آسان ہے اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد کا معاملہ زیادہ سخت ہے۔

وہاں پہلے سے دفن مُردوں نے یہ کہہ کر میرے رنج و غم میں اضافہ کر دیا کہ ''اے دنیا سے آنے والے! کیا تو نے ہم سے نصیحت حاصل نہ کی؟ کیا تو نے نہ دیکھا کہ ''ہمارے اعمال کیسے ختم ہوئے اور تجھے عمل کرنے کی مہلت ملی تھی، لیکن افسوس! کہ تو نے وقت ضائع کر دیا۔''، قبر کی اس پکار نے مجھے دہشت زدہ کر دیا کہ ''اے (اپنی زندگی میں) زمین پر اترا کر چلنے والے! کیا تو نے مرنے والوں سے عبرت حاصل نہ کی؟ کیا تو نے نہ دیکھا کہ کس طرح تیرے رشتہ داروں کو لوگ اٹھا کر قبروں تک لے گئے؟'' ....یہ تو وہی جگہ ہے کہ جہاں دو خوف ناک شکلوں والے فرشتے سر سے پاؤں تک بال لٹکائے، آنکھوں سے شعلے نکالتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں مجھ سے تین سوال کریں گے، ''**مَنْ رَّبُّکَ** (تیرا رب کون ہے؟)'' اور ''**مَادِیْنُکَ** (تیرا دین کیا ہے؟)'' اس کے بعد کسی کی نورانی صورت دکھا کر پوچھیں گے، ''**مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُل** (تُو اس ہستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟)''۔ یہ سوچ کر میرا دل ڈوبا جا رہا ہے کہ گناہوں کی نحوست کے سبب میری قبر کہیں دوزخ کا گڑھا نہ بنا دی جائے۔ اے

کاش! میں نے زندگی میں نیکیاں کمائی ہوتیں، افسوس! میں نے گناہوں سے پرہیز کیا ہوتا، آہ! اب میرا کیا بنے گا۔''

اس کے بعد آنکھیں کھول دیں اور اپنے آپ سے مخاطب ہوکر یہ کہئے کہ ''ابھی میں زندہ ہوں، ابھی میری سانسیں چل رہی ہیں، ان حسرت آمیز لمحات کے آنے سے پہلے پہلے میں اپنی قبر کو جنت کا باغ بنانے کی جدوجہد میں لگ جاؤں گا، خوب نیکیاں کروں گا، گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کروں گا تاکہ کل مجھے پچھتانا نہ پڑے۔''

(3) کبھی اس طرح تصور کریں کہ

''میں نے قبر میں ایک طویل عرصہ گزارنے کے بعد اربوں کھربوں مُردوں کی طرح وہاں سے نکل کر بارگاہ الٰہی عزوجل میں حاضری کے لئے میدان محشر کی طرف بڑھنا شروع کردیا ہے۔ صرف مجھے ہی نہیں بلکہ ہر ایک کو پسینوں پر پسینے آرہے ہیں جس کی بدبو سے دماغ پھٹا جارہا ہے......، سورج نہایت کم فاصلے پر ہے اور آگ برسا رہا ہے لیکن اس کی تپش سے بچنے کے لئے کوئی سایہ بھی میسر نہیں......، گرمی اور پیاس سے برا حال ہے......، ہجوم کی کثرت کی وجہ سے دھکے لگ رہے ہیں......۔ جبکہ اندرونی کیفیت یہ ہے کہ زندگی بھر کی جانے والی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا سوچ کر دل ڈوبا جارہا ہے......، ان کے نتیجے میں ملنے والی جہنم کی ہولناک سزاؤں کے تصور سے ہی کلیجہ کانپ رہا ہے......، دل بھی بے چینی کا شکار ہے کہ یہ تو وہی امتحان گاہ ہے جس کے بارے میں کہا گیا تھا کہ انسان اس وقت تک قدم نہ ہٹا سکے گا جب تک ان پانچ سوالات کے جوابات نہ دے لے (۱) تم نے زندگی کیسے بسر کی؟ (۲) جوانی کس طرح گزاری؟ (۳) مال کہاں سے کمایا؟ اور...... (۴) کہاں کہاں خرچ کیا؟ (۵) اپنے علم کے مطابق

کہاں تک عمل کیا؟

اب عمر بھر کی کمائی کا حساب دینے کا وقت آن پہنچا لیکن افسوس! مجھے اپنے دامن میں سوائے گناہوں کے کچھ دکھائی نہیں دے رہا...... ، شدت کی بے بسی کے عالم میں امداد طلب نگاہیں ادھر ادھر دوڑا رہا ہوں لیکن کوئی سہارا دکھائی نہیں دے رہا...... ، پچھتاوے کا احساس بھی ستا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے میرے پاس کچھ بھی تو نہیں...... ۔ کیونکہ شریعت نے جو کرنے کا حکم دیا وہ میں نے کیا نہیں مثلاً مجھے روزانہ پانچ وقت مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا حکم ملا لیکن افسوس! میں نیند، مصروفیت، تھکن، دوستوں کی محفل وغیرہ کے سبب ان کو قضاء کر دیتا رہا...... ، مجھے رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ رکھنے کا کہا گیا لیکن افسوس میں معمولی بیماری اور مختلف حیلوں بہانوں سے روزہ رکھنے کی سعادت سے محروم ہوتا رہا...... ، مجھے مخصوص شرائط کے پورا ہونے پر زکوۃ وحج کی ادائیگی کا حکم ہوا، لیکن افسوس! میں مال کی محبت کی وجہ سے زکوۃ وحج کی ادائیگی سے کتراتا رہا، ...اور... جس جس گناہ سے بچنے کی تلقین کی گئی تھی ، میں انہی گناہوں میں ملوث ہوتا رہا مثلاً مجھے کسی مسلمان کو بلا اجازتِ شرعی تکلیف دینے سے روکا گیا لیکن آہ! میں مسلمانوں پر ظلم ڈھاتا رہا...... ، والدین کو ستانے سے منع کیا گیا لیکن آہ! میں نے والدین کی نافرمانی کر کے ان کو ستانا اپنی عادت بنا لیا تھا...... ، کسی نامحرم عورت کو بشہوت یا بلاشہوت دونوں صورتوں میں دیکھنے سے روکا گیا لیکن آہ! میں نے اپنی نگاہوں کی حفاظت نہ کی...... ، جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش کلامی اور گالی گلوچ سے اپنی زبان پاک رکھنے کا کہا گیا لیکن آہ! میں اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھ سکا...... ، مجھے غیبت، فحش کلامی وغیرہ سننے سے روکا گیا لیکن میں اپنی سماعت پاکیزہ نہ رکھ

سکا......، دل کو بغض، حسد، تکبر، بدگمانی، شماتت، ناجائز لالچ وغصہ وغیرہ سے خالی رکھنے کا ارشاد ہوا لیکن آہ! میں اپنے دل کو ان غلاظتوں سے نہ بچا سکا......۔

آہ صد آہ! یہ دونوں حکم توڑنے کے بعد میں کس منہ سے اس قہار وجبار عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اعمالِ زندگی کا حساب دوں گا؟......اور پھر ایسی خطرناک صورت حال کہ خود میرے اعضائے جسمانی مثلاً ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، زبان وغیرہ میرے خلاف گواہی دینے کے لئے بالکل تیار ہیں......۔ دوسری طرف اپنی مختصر سی زندگی میں نیک اعمال اختیار کرنے والوں کو ملنے والے انعامات دیکھ کر اپنے کرتوتوں پر شدید افسوس ہو رہا ہے، کہ وہ اطاعت گزار بندے تو سیدھے ہاتھ میں نامۂ اعمال لے کر شاداں وفرحاں جنت کی طرف بڑھے چلے جا رہے ہیں لیکن نامعلوم میرا انجام کیا ہو گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جہنم میں جانے کا حکم سنا کر الٹے ہاتھ میں اعمال نامہ تھما دیا جائے، اور سارے عزیز واقارب کی نظروں کے سامنے مجھے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے، ہائے میری ہلاکت! ہائے میری رسوائی......(والعیاذ باللہ)

یہاں پہنچ کر اپنی آنکھیں کھول دیجئے اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر یوں کہئے کہ ''گھبراؤ مت! ابھی یہ وقت نہیں آیا، ابھی میں تو دنیا میں ہوں ......، اس مختصر سی زندگی کو غنیمت جانو اور اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش میں مصروف ہو جاؤ۔'' پھر پختہ ارادہ کیجئے کہ ''میں اپنے رب تعالیٰ کا اطاعت گزار بندہ بننے کے لئے اس کے احکامات پر ابھی اور اسی وقت عمل شروع کر دوں گا تاکہ کل میدانِ محشر میں مجھے پچھتانا نہ پڑے۔''

پیارے اسلامی بھائیو! فکر مدینہ کے دوران ہو سکے تو رونے کی کوشش کیجئے

اور اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنا لیجئے کہ یہ رونا ہمیں رب تعالیٰ کی ناراضگی سے بچا کر اس کی رضا تک پہنچائے گا ، بطورِ ترغیب ان روایات کو ملاحظہ فرمائیں............

(ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا......)

رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا، ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے، وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا حتی کہ دودھ (جانور کے) تھن میں واپس آجائے۔''

﴿شعب الایمان ،باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ،ج۱،ص۴۹۰،رقم الحدیث ۸۰۰﴾

(بخشش کا پروانہ ......)

حضرت سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے، وہ اس کی بخشش فرمادے گا۔''

﴿کنز العمال ، ج۳،ص۶۳،رقم الحدیث ۵۹۰۹﴾

(نجات کیا ہے؟......)

حضرت سَیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے عرض کی، ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! نجات کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا، '' اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تمہیں کفایت کرے (یعنی بلاضرورت باہر نہ جاؤ) اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہاؤ۔''

﴿شعب الایمان ،باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ،ج۱،ص۴۹۲،رقم الحدیث ۸۰۵﴾

(بلاحساب جنت میں ......)

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں کہ میں نے

عرض کی، ''یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی امت میں سے کوئی بلاحساب بھی جنت میں جائے گا؟'' تو فرمایا، ''ہاں! وہ شخص جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روئے۔''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٠٠﴾

(آگ نہ چھوئے گی......)

حضرت سَیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا، ''دو آنکھوں کو آگ نہ چھوئے گی، ایک وہ جو رات کے اندھیرے میں رب عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے روئے اور دوسری وہ جو راہ خدا عَزَّوَجَلَّ میں پہرہ دینے کے لئے جاگے۔'' ﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج١، ص٤٧٨، رقم الحدیث ٧٩٦﴾

(پسندیدہ قطرہ......)

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''اللہ تعالیٰ کو اس قطرے سے بڑھ کر کوئی قطرہ پسند نہیں جو (آنکھ سے) اس کے خوف سے بہے یا خون کا وہ قطرہ جو اس کی راہ میں بہایا جاتا ہے۔'' ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٠٠﴾

(مدنی تاجدار ﷺ کی دعا......)

مدنی تاجدار ﷺ اس طرح دعا مانگتے، ''**اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ عَیْنَیْنِ ھَطَالَتَیْنِ تُشْفِیَانِ بِذُرُوْفِ الدَّمْعِ قَبْلَ اَنْ تَصِیْرَ الدُّمُوْعَ دَمًا وَالْاَضْرَاسُ جَمْرًا**۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے ایسی دو آنکھیں عطا فرما جو کثرت سے آنسو بہاتی ہوں اور آنسو گرنے سے تسکین دیں، اس سے پہلے کہ آنسو خون بن جائیں اور داڑھیں انگاروں میں بدل جائیں۔'' ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٠٠﴾

(فرشتوں کی دعا......)

ایک مرتبہ سرورِ کونین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے خطبہ دیا تو حاضرین میں سے ایک شخص رو پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے فرمایا، ''اگر آج کی اس محفل میں تم میں سے ہر ایک پر پہاڑ کے برابر بھی گناہ ہوتے تو اس شخص کی آہ و بکاء کے صدقے معاف کر دیئے جاتے، کیونکہ ملائکہ بھی رو رو کر دعا کر رہے ہیں، ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! گریہ وزاری کرنے والوں کی شفاعت نہ رونے والوں کے حق میں قبول فرما۔''

﴿شعب الایمان ،باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ،ج۱،ص۴۹۴،رقم الحدیث ۸۱۰﴾

(خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے رونے والا......)

حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، ''**اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ○وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ.** تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو، اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان، پ۲۷، النجم ۵۹، ۶۰)

تو اصحابِ صُفّہ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہم اس قدر روئے کہ ان کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ انہیں روتا دیکھ کر رسول اکرم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم بھی رونے لگے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے بہتے ہوئے آنسو دیکھ کر وہ اور بھی زیادہ رونے لگے۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، ''وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رویا ہو۔''

﴿شعب الایمان ،باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ،ج۱،ص۴۸۹،رقم الحدیث ۷۹۸﴾

(دونوں رونے لگے......)

حضرتِ سیّدُنا زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت سیّدُنا یحییٰ علیہ السلام ایک مرتبہ کہیں

کھو گئے۔ تین دن کے بعد آپ ان کی تلاش میں نکلے تو دیکھا کہ حضرت سَیِّدُ نا یحییٰ علیہ السلام نے ایک قبر کھود رکھی ہے اور اس میں کھڑے ہو کر رو رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، ''اے میرے بیٹے! میں تمہیں تین دن سے ڈھونڈ رہا ہوں اور تم یہاں قبر میں کھڑے آنسو بہا رہے ہو؟'' تو انہوں نے عرض کی کہ، ''ابا جان! کیا آپ نے مجھے نہیں بتایا کہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک خشک وادی ہے جسے رونے والوں کے آنسو ہی بھر سکتے ہیں؟'' تو آپ نے فرمایا، ''ضرور ضرور! میرے بیٹے۔'' اور خود بھی ان کے ساتھ مل کر رونے لگے۔

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج١، ص٤٩٤، رقم الحدیث ٨٠٩، ﴾

(رونے جیسی صورت بنالے......)

امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''جو شخص رو سکتا ہو تو روئے اور اگر رونا نہ آتا ہو تو رونے جیسی صورت بنا لے۔''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٠١﴾

(آنسو نہ پونچھو......)

امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُ نا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''جب تم میں سے کسی کو رونا آئے تو وہ آنسوؤں کو کپڑے سے صاف نہ کرے بلکہ رخساروں پر بہہ جانے دے کہ وہ اسی حالت میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔''

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج١، ص٤٩٤، رقم الحدیث ٨٠٨﴾

{آگ نہ چھوئے گی......}

حضرت سَیِّدُ نا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''خوف خدا سے آنسو بہانا مجھے اس سے بھی زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے وزن کے برابر سونا صدقہ کروں اس لئے کہ جو شخص اللہ عزوجل کے ڈر سے روئے اور اس کے آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر جائے تو آگ اس کو نہ چھوئے گی۔'' ﴿درة الناصحين، المجلس الخامس والستون، ص۲۹۳﴾

(آنسوؤں کو داڑھی سے صاف کرتے......)

حضرت سَیِّدُ نا محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ جب روتے تو آنسو کو اپنے چہرے اور داڑھی سے صاف کرتے اور فرماتے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آگ اس جگہ کو نہ چھوئے گی جہاں آنسو گرے ہوں ۔ ﴿احياء العلوم ، كتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٠١﴾

(رونا نہ آئے تو......)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''رویا کرو! اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کسی کو علم ہوتا تو وہ اس قدر چیختا کہ اس کی آواز ٹوٹ جاتی اور اس طرح نماز پڑھتا کہ اس کی پیٹھ ٹوٹ جاتی۔'' ﴿احياء العلوم ، كتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٣٠﴾

(اس امت کو عذاب نہیں ہوتا......)

حضرت سَیِّدُ نا ابو سلیمان دارانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''جو آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائیں گی، اس چہرے پر قیامت کے دن غبار اور ذلت نہیں چڑھے گی، اگر اس کے آنسو جاری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اُن آنسوؤں کے پہلے قطرے کے ساتھ آگ کے کئی

سمندر بجھا دیتا ہے، اور جس امت میں سے کوئی شخص (خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے) روتا ہے، اس امت کو عذاب نہیں ہوتا۔'' ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ٢٠١﴾

(ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر……)

حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا، ''اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایک آنسو کا بہنا میرے نزدیک ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔''

﴿شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج١، ص٥٠٢، رقم الحدیث ٨٤٢﴾

(ایک قطرے کی وجہ سے جہنم سے آزادی……)

مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو بارگاہِ خداوندی میں لایا جائے گا اور اسے اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا تو وہ اس میں کثیر گناہ پائے گا۔ پھر عرض کرے گا، ''یاالٰہی! میں نے تو یہ گناہ کئے ہی نہیں؟'' اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا، ''میرے پاس اس کے مضبوط گواہ ہیں۔'' وہ بندہ اپنے دائیں بائیں مڑ کر دیکھے گا لیکن کسی گواہ کو موجود نہ پائے گا اور کہے گا، ''یارب عَزَّوَجَلَّ! وہ گواہ کہاں ہیں؟'' تو اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کو گواہی دینے کا حکم دے گا۔ کان کہیں گے، ''ہاں! ہم نے (حرام) سنا اور ہم اس پر گواہ ہیں۔'' آنکھیں کہیں گی، ''ہاں! ہم نے (حرام) دیکھا۔'' زبان کہے گی، ''ہاں! میں نے (حرام) بولا تھا۔'' اسی طرح ہاتھ اور پاؤں کہیں گے، ''ہاں! ہم (حرام کی طرف) بڑھے تھے۔'' شرم گاہ پکارے گی، ''ہاں! میں نے زنا کیا تھا۔''

وہ بندہ یہ سب سن کر حیران رہ جائے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم میں جانے کا حکم فرمادے گا تو اس شخص کی سیدھی آنکھ کا ایک بال، رب تعالیٰ سے کچھ عرض

کرنے کی اجازت طلب کرے گا اور اجازت ملنے پر عرض کرے گا، ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا تو نے نہیں فرمایا تھا کہ میرا جو بندہ اپنی آنکھ کے کسی بال کو میرے خوف میں بہائے جانے والے آنسوؤں میں تر کرے گا، میں اس کی بخشش فرما دوں گا؟'' اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، ''کیوں نہیں!'' تو وہ بال عرض کرے گا، ''میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا یہ گناہ گار بندہ تیرے خوف سے رویا تھا، جس سے میں بھیگ گیا تھا۔'' یہ سن کر اللہ تعالیٰ اس بندے کو جنت میں جانے کا حکم فرما دے گا۔ ایک منادی پکار کر کہے گا، ''سنو! فلاں بن فلاں اپنی آنکھ کے ایک بال کی وجہ سے جہنم سے نجات پا گیا۔''

﴿درۃ الناصحین، المجلس الخامس والستون، ص۲۹۴﴾

(اشکوں کا پیالہ......)

منقول ہے کہ بروزِ قیامت جہنم سے پہاڑ کے برابر آگ نکلے گی اور امتِ مصطفیٰ کی طرف بڑھے گی تو سرکارِ مدینہ ﷺ اسے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے حضرت جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَام کو بلائیں گے کہ ''اے جبرائیل اس آگ کو روک لو، یہ میری امت کو جلانے پر تلی ہوئی ہے۔'' حضرت جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَام ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی لائیں گے اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر کے عرض کریں گے، ''اس پانی کو اس آگ پر ڈال دیجئے۔'' چنانچہ سرورِ عالم ﷺ اس پانی کو آگ پر انڈیل دیں گے، جس سے وہ آگ فوراً بجھ جائے گی۔ پھر آپ ﷺ حضرت جبرائیل عَلَيْهِ السَّلَام سے دریافت کریں گے، ''اے جبرائیل! یہ کیسا پانی تھا جس سے آگ فوراً بجھ گئی؟'' تو وہ عرض کریں گے کہ، ''یہ آپ کے ان امتیوں کے آنسوؤں کا پانی ہے جو خوفِ خدا کے سبب تنہائی میں رویا کرتے

تھے، مجھے رب تعالیٰ نے اس پانی کو جمع کر کے محفوظ رکھنے کا حکم فرمایا تھا تا کہ آج کے دن آپ کی امت کی طرف بڑھنے والی اس آگ کو بجھایا جا سکے۔''

﴿درۃ الناصحین ،المجلس الخامس والستون ،ص۲۹۵﴾

(جہنم کے کس کونے میں ڈالے گا......)

مروی ہے کہ ایک گناہ گار و فاسق شخص بصرہ کے گرد و نواح میں کسی جگہ فوت ہوگیا۔ اس کی بیوی کو کوئی بھی ایسا شخص نہ ملا جو اس کا جنازہ اٹھائے حتی کہ پڑوسیوں میں سے بھی کوئی شخص آگے نہ بڑھا کیونکہ یہ شخص بڑا فاسق تھا۔ چنانچہ اس عورت نے دو مزدور اجرت پر لئے جو اسے جنازہ گاہ تک لے گئے مگر کسی نے بھی اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ پھر وہ اسے دفن کرنے کی غرض سے صحراء کی طرف روانہ ہوئے۔ اس صحراء کے قریب ایک پہاڑ تھا جس پر بڑے زاہد و عابد بزرگ رہتے تھے۔ اس عورت نے دیکھا کہ وہ یوں کھڑے ہیں جیسے اسی جنازے کا انتظار کر رہے ہوں۔ اس بزرگ نے اس شخص کی نمازِ جنازہ پڑھنے کی خواہش ظاہر کی تو یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی کہ وہ بزرگ فلاں کا جنازہ پڑھیں گے۔

لوگ یہ سن کر اس جگہ اکٹھے ہو گئے اور بزرگ کے ہمراہ نمازِ جنازہ ادا کی۔ لوگوں نے بزرگ کے اس شخص کا جنازہ پڑھنے پر بڑی حیرت کا اظہار کیا تو انہوں نے بتایا، ''مجھے خواب میں حکم دیا گیا تھا کہ اس جگہ جاؤ جہاں تمہیں ایک جنازہ ملے گا جس کے ساتھ ایک عورت ہوگی، اس کی نمازِ جنازہ پڑھو کہ وہ مغفرت یافتہ ہے۔'' یہ سن کر لوگوں کی حیرانی میں مزید اضافہ ہوگیا۔ پھر اس بزرگ نے اس شخص کی بیوی سے اس کے کردار وغیرہ کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ یہ دن بھر بدمستی کرنے اور

شراب خوری میں مشہور تھا۔ بزرگ نے دوبارہ کہا، ''یاد کرو! کیا تم نے کبھی اس میں کوئی بھلائی کی بات دیکھی؟'' تو اس نے عرض کی، ''جی ہاں! تین باتیں ہیں، ﴿پہلی﴾: یہ کہ جب صبح کے وقت اس کا نشہ اترتا تو یہ اپنے کپڑے تبدیل کرتا اور وضو کر کے صبح کی نماز جماعت سے پڑھتا اور پھر سے فسق و فجور میں کھو جاتا، ﴿دوسری﴾: یہ کہ یہ ہمیشہ اپنے گھر میں ایک یا دو یتیم بچوں کو رکھتا اور اپنے بچوں سے بڑھ کر ان کا خیال رکھتا تھا، ﴿تیسری﴾: جب رات گئے وہ نشے سے کچھ دیر کے لئے ہوش میں آتا تو رونے لگتا اور کہا کرتا، ''اے میرے رب! تو نے مجھ خبیث کو جہنم کے کس کونے میں ڈالنے کا ارادہ فرمایا ہے؟'' یہ سن کر وہ بزرگ واپس ہو لئے کہ عُقدہ کھل چکا تھا۔

﴿مکاشفۃ القلوب، ص۳۱۵﴾

(حُور کے چہرے کا نور……)

حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان درّانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی عبادت گاہ میں کھڑا اپنے وظائف مکمل کر رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ طاری ہوا چنانچہ میں بیٹھ گیا اور بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں ایک نہایت ہی خوبصورت حور کو دیکھا، جس کے رخساروں سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ میں اس حسن و جمال کو دیکھ کر دنگ رہ گیا، اتنے میں اس نے مجھے اپنے پاؤں سے ہلکی سی ٹھوکر لگائی اور کہنے لگی، ''بڑے افسوس کی بات ہے! میں جنت میں تیرے لئے بنی سنوری بیٹھی ہوں اور تم سو رہے ہو؟'' یہ سن کر میں نے اسی وقت نذر مان لی کہ اب کبھی نہیں سوؤں گا۔

میری یہ حالت دیکھ کر حور مسکرا دی جس سے میرا سارا کمرہ نور سے جگمگا اٹھا اور میں بڑی حیرانی سے اس پھیلے ہوئے نور کو دیکھنے لگا۔ اس نے میری حیرت کو بھانپ لیا

اور کہنے لگی، ''جانتے ہو کہ میرا چہرہ اتنا روشن کیوں ہے؟''میں نے کہا، ''نہیں۔''وہ کہنے لگی کہ ''تمہیں یاد ہوگا کہ ایک مرتبہ سخت سردیوں کی رات تھی، تم نے اٹھ کر وضو کیا، اس کے بعد نماز ادا کرنا شروع کی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے تمہاری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے، اسی وقت رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف مجھے حکم دیا گیا کہ فردوس بریں سے سینۂ زمین پر اتر کر تمہارے اِن آنسوؤں کو اپنے دامن میں سمیٹ لوں۔ پھر میں نے تیرے آنسوؤں کا ایک قطرہ اپنے چہرے پر مل لیا تھا، میرے چہرے کی یہ چمک تمہارے انہی آنسوؤں کی وجہ سے ہے۔'' ﴿حکایات الصالحین، ص ۳۹﴾

(ہنستے ہوئے جنت میں......)

کسی بزرگ کا قول ہے، ''جو ہنستے ہوئے گناہ کرے گا تو رب تعالیٰ اسے اس حال میں جہنم میں ڈالے گا کہ وہ رو رہا ہوگا اور جو روتے ہوئے نیکی کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے اس حال میں جنت میں داخل فرمائے گا کہ وہ ہنس رہا ہوگا۔''

(المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد، ص۵)

میرے اشک بہتے رہیں کاش! ہر دم
تیرے خوف سے! یا خدا عَزَّوَجَلَّ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ

پیارے اسلامی بھائیو!

لیکن یہ ذہن میں رہے کہ جہاں خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سفرآخرت کی کامیابی کے لئے اہمیت رکھتا ہے وہیں رحمتِ الٰہی کی برسات کی امید رکھنا بھی نویدِ کامرانی ہے۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ انسان گویا ایک ایسا پرندہ ہے جسے سفرِ آخرت کامیاب

بنانے کے لئے خوف خدا اور رحمتِ الٰہی کی امید کے دو پروں کی ضرورت ہے۔ رحمتِ خداوندی کس طرح اپنے امیدوار کو آغوش میں لیتی ہے، اس کا اندازہ درجِ ذیل روایات سے لگائیے......

{میں رحمتِ خداوندی کا امیدوار ہوں......}

ایک مرتبہ سرورِ کائنات ﷺ نے کسی شخص کو نزع کے عالم میں دیکھ کر اس سے دریافت فرمایا کہ ''تو خود کو کس حال میں پاتا ہے؟'' اس نے عرض کی کہ ''میں گناہوں سے ڈرتا ہوں اور رحمتِ خداوندی کا امیدوار بھی ہوں۔'' تب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، ''ایسے وقت میں جس شخص کے دل میں یہ دو باتیں جمع ہوتی ہیں، رب تعالیٰ اسے ڈر سے نجات دیتا ہے اور اس کی امید بَر لاتا ہے۔''

﴿شعب الایمان، جلد۲، ص٤، رقم الحدیث ۱۰۰۱﴾

{زمین بھر رحمت......}

حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''اگر میرا بندہ آسمان بھر کے گناہ کر بیٹھے، پھر مجھ سے بخشش چاہے اور امیدِ مغفرت رکھے تو میں اسکو بخش دوں گا اور اگر بندہ زمین بھر کے گناہ کرے تو بھی میں اسکے واسطے زمین بھر رحمت رکھتا ہوں۔''

﴿کیمیائے سعادت، ج۲، باب فضیلۃ الرجاء، ص۸۱۳﴾

{رحمت، غضب پر سبقت لے گئی......}

رحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رب تعالیٰ کا فرمان عظمت نشان ہے کہ ''میری رحمت، میرے غضب پر سبقت لے گئی۔''

﴿شعب الایمان، ج۲، ص۱۵، رقم الحدیث ۱۰۳۸﴾

{رحمتِ الٰہی کی مثال......}

مکی مدنی سرکار ﷺ نے فرمایا، ''حق تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے، جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے۔''

﴿مسلم، باب فی سعة رحمة الله، ص ۱۱۶۰، رقم الحدیث ۲۷۶۴﴾

{ہنسنے والا اعرابی......}

ایک اعرابی نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ ''قیامت کے دن بندوں کے اعمال کا حساب کون کرے گا؟'' آپ نے ارشاد فرمایا، ''اللہ عزوجل!'' اس نے عرض کی، ''کیا وہ خود ہی حساب فرمائے گا؟'' جواب دیا ''ہاں۔'' یہ سنکر وہ اعرابی ہنسنے لگا۔ آقا ﷺ نے وجہ دریافت کی تو عرض کرنے لگا کہ ''میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ'' کریم جب غالب ہوتا ہے تو وہ بندے کی تقصیر معاف فرما دیتا ہے اور حساب آسانی سے لیتا ہے۔'' رحمتِ دوعالم ﷺ نے فرمایا ''اعرابی نے سچ کہا، رب کریم سے زیادہ کوئی کریم نہیں ہے، یہ اعرابی بہت بڑا فقیہ اور دانش مند ہے۔''

﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ۱۸۳﴾

{بروزِ قیامت رب تعالیٰ کی رحمت......}

سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ، ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس قدر، بخشش فرمائے گا جس کا کسی کے دل میں تصور بھی نہ ہوگا، یہاں تک کہ ابلیس بھی اس کا

منتظر ہوگا کہ شاید مجھے بخش دیا جائے۔"

﴿کیمیائے سعادت، ج ۲، باب فضیلۃ الرجاء، ص ۸۱۵﴾

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سو (100) رحمتیں......}

نورِ مجسم، شاہ بنی آدم ﷺ نے فرمایا کہ، "اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، ننانوے رحمتیں، اس نے قیامت کے لئے رکھی ہیں اور دنیا میں فقط ایک رحمت ظاہر فرمائی ہے۔ ساری مخلوق کے دل اسی ایک رحمت کے باعث رحیم ہیں۔ ماں کی شفقت ومحبت اپنے بچے پر اور جانوروں کی اپنے بچے پر مامتا، اسی رحمت کے باعث ہے۔ قیامت کے دن ان ننانوے رحمتوں کے ساتھ اس ایک رحمت کو جمع کر کے مخلوق پر تقسیم کیا جائے گا، اور ہر رحمت آسمان وزمین کے طبقات کے برابر ہوگی۔ اور اس روز سوائے ازلی بد بخت کے اور کوئی تباہ نہ ہوگا۔" ﴿کنز العمال، ج ٤، صفحہ ١١٨﴾

{جنتیوں کی صفّوں میں......}

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رحمتِ کونین ﷺ نے فرمایا، "مجھے جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے بتایا، "یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت مجھ سے دریافت فرمائے گا......، "اے جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام! کیا بات ہے، میں فلاں بن فلاں کو جہنمیوں کی صفّوں میں دیکھ رہا ہوں؟" تو میں عرض کروں گا، "یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! ہم نے اس کے نامہ اعمال میں کوئی ایسی نیکی نہ پائی جو آج کے دن اس کے کام آسکے۔" اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا، "اس نے دنیا میں مجھے "یاحنّان، یامنّان" کہہ کر پکارا تھا، ......کیا میرے علاوہ بھی کوئی حنّان ومنّان ہے؟" یہ کہنے کے بعد اس شخص کو جنتیوں کی صفّوں میں شامل

فرمادے گا۔ ﴿الدر المنثور، ج٧، ص٢٠٦﴾

{بڑے گناہ نظر نہیں آ رہے؟......}

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''میں جنتیوں میں سے آخری داخل ہونے والے جنتی اور دوزخیوں میں سے نکلنے والے آخری شخص کو جانتا ہوں کہ وہ شخص ہوگا جسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائیگا کہ ''اس پر اسکے چھوٹے گناہ پیش کرو اور بڑے گناہ چھپائے رکھو۔'' چنانچہ اسکے چھوٹے گناہ پیش کئے جائینگے اور کہا جائے گا کہ ''تو نے فلاں دن فلاں گناہ اور فلاں دن فلاں گناہ کئے؟'' وہ انکار کرنے کی ہمت نہ کرسکے گا اور کہے گا، ''ہاں!'' اس وقت وہ اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی پیش کردیئے جائیں۔ جب اسے بتایا جائے گا کہ تیرے لئے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی ہے، تو وہ کہے گا کہ ''میں نے تو اور بڑے بڑے گناہ بھی تو کئے ہیں وہ یہاں نظر نہیں آ رہے؟'' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹ کے باعث داڑھیں چمک گئیں۔

﴿مشکوۃ المصابیح، باب الحوض والشفاعۃ، ص٣١٦، رقم الحدیث ٥٥٨٧﴾

{میں تجھ پر ظلم نہیں کروں گا......}

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کے ننانوے اعمال نامے ساتھ ہوں گے، جن میں سے ہر ایک حدِ نگاہ تک طویل ہوگا۔ اس شخص کو اس کے سارے گناہ بتائے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا، ''کیا تم ان میں سے کسی تقصیر کا انکار کرسکتے ہو؟ کہیں فرشتوں

نے اس کے لکھنے میں تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟'' وہ شخص جواب دے گا، ''یا رب عزوجل! نہیں'' پھر ربُّ العالمین دریافت فرمائے گا، ''کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟'' وہ عرض کرے گا ''اے میرے رب عزوجل! نہیں۔'' اور وہ سمجھے گا کہ اب تو مجھے دوزخ میں جانا پڑے گا۔ تب رب تعالیٰ فرمائے گا، ''اے بندے! تیری ایک نیکی میرے پاس ہے، میں تجھ پر ظلم نہیں کروں گا۔'' پھر ایک رقعہ لایا جائے گا جس پر **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** لکھا ہوگا۔ اسے دیکھ کر وہ شخص حیران ہو کر پوچھے گا، ''یا رب عزوجل! یہ رقعہ ان بڑے بڑے دفاترِ گناہ کے کیونکر ہم پلہ ہوسکتا ہے؟'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ''میں تجھ پر ظلم نہیں کروں گا۔'' پھر گناہوں پر مشتمل ان تمام اعمال ناموں کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا جبکہ اس رقعہ کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو رقعے والا پلڑا ان تمام پر بھاری ہو جائے گا۔

﴿کیمیائے سعادت، ج ۲، باب فضیلۃ الرجاء، ص ۸۱۵﴾

{محبت کا عجب انداز......}

مروی ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مسعود میں کسی جنگ میں قید ہو جانے والوں میں ایک بچہ بھی شامل تھا۔ سخت گرمی کے دن تھے کہ قیدیوں کے ایک خیمے سے کسی عورت کی نگاہ اس بچے پر پڑی اور وہ دوڑتی ہوئی آئی۔ خیمے کے دوسرے لوگ بھی اس کے پیچھے دوڑے۔ اس عورت نے دوڑ کر اس بچے کو اٹھا لیا اور اپنے سینے سے لگا کر اپنا سایہ اس پر ڈالا تا کہ وہ دھوپ سے محفوظ رہ سکے۔ لوگ عورت کی محبت کا یہ عجیب انداز دیکھ کر حیران رہ گئے اور رونے لگے۔ جب یہ واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا

گیا تو آپ اس عورت کی شفقت اور ان لوگوں کی گریہ وزاری سے شاد ہو کر فرمانے لگے، ''کیا تمہیں اس عورت کی شفقت پر تعجب ہے؟'' لوگوں نے عرض کی، ''جی ہاں!'' یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''اللہ تعالیٰ اس سے کہیں زیادہ تم سے محبت فرماتا ہے جتنا کہ اس عورت کو بچے سے محبت ہے۔'' تمام مسلمان یہ خوش خبری سن کر شاداں وفرحاں واپس لوٹے۔ ﴿کیمیائے سعادت، ج ۲، باب فضیلۃ الرجاء، ص ۸۱۶﴾

{جنت میں جانے کا حکم ......}

حضرتِ سعید ابن ہلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں کو جہنم سے باہر لایا جائے گا۔ حق تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ''جو عذاب تم نے دیکھا وہ تمھارے ہی عملوں کے سبب سے تھا، میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں۔'' پھر ان کو دوبارہ جہنم میں ڈالے جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ ان میں سے ایک شخص زنجیریں پڑی ہونے سے باوجود، جلدی جلدی، دوزخ کی طرف جائے گا اور کہتا جائے گا کہ ''میں گناہوں کے بوجھ سے اتنا ڈر گیا ہوں کہ اب اس حکم کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔''

اور دوسرا کہے گا کہ ''یا الٰہی عزوجل! میں نیک گمان رکھتا تھا اور مجھے امید تھی کہ ایک مرتبہ دوزخ سے نکالنے کے بعد، دوبارہ دوزخ میں ڈالنا، تیری رحمت گوارا نہ کرے گی۔'' تب اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئیگی اور ان دونوں کو جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ ﴿ترمذی، کتاب صفۃ الجہنم، جلد ٤، ص ٢٦٩﴾

{صاحب زادے کو نصیحت ......}

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے

فرمایا، ''اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ایسا خوف رکھو کہ تمہیں گمان ہونے لگے کہ اگر تم تمام اہلِ زمین کی نیکیاں اس کی بارگاہ میں پیش کرو تو وہ انہیں قبول نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھو کہ تم سمجھو کہ اگر سب اہلِ زمین کی برائیاں لے کر اس کی بارگاہ میں جاؤ گے تو بھی تمہیں بخش دے گا۔'' ﴿احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ٤، ص ۲۰۲﴾

{ایک شخص کے سواء......}

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''اگر آواز دی جائے کہ ایک شخص کے سوا سب جہنم میں چلے جائیں تو مجھے امید ہے کہ وہ (جہنم میں نہ جانے والا) شخص میں ہوں گا اور اگر اعلان کیا جائے کہ ایک آدمی کے علاوہ سب جنت میں داخل ہو جائیں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ (جنت میں داخلے سے محروم رہ جانے والا) میں نہ ہوں۔''

﴿حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابۃ من المہاجرین، ج ١، ص ٨٥﴾

{راستے کا کانٹا ہٹانے نے بخشش کرادی......}

حضرت سیِّدُ نا منصور بن زکی رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں مبتلاء ہوئے تو رونے لگے اور اتنا بے قرار ہوئے، جیسے کوئی ماں اپنے بچے کی موت پر بے قرار ہوتی ہے۔ لوگوں نے پوچھا، ''حضرت! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ جبکہ آپ نے تو بڑی پاکیزہ اور پرہیز گاری کی زندگی بسر کی ہے اور اَسّی برس اپنے رب تعالیٰ کی عبادت و بندگی کی ہے۔''

آپ نے فرمایا، ''میں اپنے گناہوں کی نحوست پر آنسو بہا رہا ہوں، جن کی وجہ سے میں اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوں۔'' یہ فرما کر آپ دوبارہ رونے لگے۔

پھر کچھ دیر بعد اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر فرمایا، ''میرے بیٹے! میرا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دو اور جب میری پیشانی سے قطرے نمودار ہونے لگیں اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں تو میری مدد کرنا اور کلمہ شریف پڑھنا، شاید مجھے کچھ افاقہ ہو جائے۔ اور میرے مرنے کے بعد جب مجھے دفن کر دو اور میری قبر پر مٹی ڈال چکو تو وہاں سے روانہ ہونے میں جلدی نہ کرنا بلکہ میری تُربت کے سرہانے کھڑے ہو کر ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھنا کہ اس سے مجھے منکر نکیر کے سوالوں کا جواب دینے میں آسانی ہو سکتی ہے، اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرنا، ''اے مالک و مولا عزوجل! یہ تیرا بندہ ہے، اس نے جو گناہ کئے سو کئے، اگر تو اسے عذاب دے تو یہ اسی کا حق دار ہے اور اگر تُو اسے معاف کر دے تو یہ تیرے شایانِ شان ہے۔'' پھر مجھے الوداع کہتے ہوئے واپس پلٹ آنا۔''

آپ کے انتقال کے بعد بیٹے نے آپ کی وصیت پر حرف بحرف عمل کیا۔ پھر اس نے دوسری رات خواب میں آپ کو دیکھا تو پوچھا، ''ابا جان! کیا حال ہے؟'' آپ نے جواب دیا، ''میرے بیٹے! معاملہ تو اتنا مشکل اور سخت تھا کہ تو تصور بھی نہیں کر سکتا، جب میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حساب کے لئے کھڑا ہوا تو اس نے فرمایا، ''میرے بندے! بتاؤ، میرے لئے کیا لے کر آئے ہو؟'' میں نے عرض کی، ''یا اللہ عزوجل! ساٹھ حج لایا ہوں۔'' جواب ملا، ''مجھے ان میں سے ایک بھی قبول نہیں۔'' یہ سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر پوچھا، ''بتاؤ! اور کیا لائے ہو؟'' میں نے عرض کی، ''ایک ہزار درہم کا صدقہ و خیرات۔'' ارشاد فرمایا، ''ان میں سے ایک درہم بھی مجھے قبول نہیں۔'' میں نے کہا، ''یا الٰہی عزوجل! پھر تو میں ہلاک ہو گیا اور اب میرے لئے تباہی و بربادی ہے۔'' تو رب تعالیٰ نے فرمایا، ''کیا تجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ تو اپنے گھر

سے باہر کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں تو نے ایک کانٹا دیکھا اور لوگوں کو اذیت سے محفوظ رکھنے کی نیت سے وہ کانٹا راستے سے ہٹا دیا تھا، میں نے تیرا وہی عمل قبول کیا اور اس کی وجہ سے تیری بخشش کر دی۔'' ﴿حکایات الصالحین، ص ۵۱﴾

﴿6﴾ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا جو اس صفتِ عظیمہ سے متصف ہوں:

اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے

نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا بھی انسان کے دل میں خوفِ الٰہی بیدار کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ پیارے آقا، مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان ﷺ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، ''اچھے اور برے مصاحب کی مثال، مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری اٹھانے والا تمہیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی، جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بو آئے گی۔''

﴿صحیح المسلم، ص ۱۱۱٦، رقم الحدیث ۲٦۲۸﴾

واقعی! ہر صحبت اپنا اثر رکھتی ہے، مثال کے طور پر اگر آپ کو کبھی کسی میت والے گھر جانے کا اتفاق ہوا ہو تو وہاں کی فضا پر چھائی ہوئی اداسی دیکھ کر کچھ دیر کے لئے آپ بھی غمگین ہو جائیں گے اور اگر کسی شادی پر جانے کا اتفاق ہوا ہو تو خوشیوں بھرا ماحول آپ کو بھی کچھ دیر کے لئے مسرور کر دے گا۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص غفلت کا شکار ہو کر گناہوں پر دلیر ہو جانے والے لوگوں کی صحبت میں بیٹھے گا، تو غالب گمان ہے کہ وہ بھی بہت جلد انہی کی مانند ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص ایسے لوگوں کی صحبت اختیار

کرے گا جن کے دل خوفِ خدا عزوجل سے معمور ہوں، ان کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روئیں تو یقینی طور پر یہی کیفیات اس شخص کے دل میں بھی سرایت کر جائیں گی۔

ان شاء اللہ عزوجل

رہا یہ سوال کہ فی زمانہ ایسی صحبتیں کہاں مل سکتی ہے تو آپ سے گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے آپ ان گزارشات پر عمل فرمایئے،

اپنے شہر میں جمعرات کے دن ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل کریں۔ (اسلامی بہنیں اپنے اپنے شہر میں اتوار کے دن دوپہر کے وقت ہونے والے اسلامی بہنوں کے اجتماع میں شرکت فرمائیں) جہاں پر ہونے والی تلاوتِ قرآن، اصلاحی بیانات، اجتماعی طور پر کی جانے والی فکرِ مدینہ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر، رو رو کر مانگی جانے والی دعائیں، سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جانے والا درود وسلام، پھر سنتیں سیکھنے اور دعائیں یاد کروانے کے حلقے وغیرہ، یہ سب کچھ آپ کے دل ودماغ میں انقلاب برپا کر دے گا۔ اس کے علاوہ اجتماع میں آپ کو اس پُرفتن دور میں بھی ہزاروں ایسے اسلامی بھائی ملیں گے جو سرکارِ دوعالم ﷺ کی سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔ ان کی حیاء سے جھکی ہوئی نگاہیں، سنت کے مطابق بدن پر سفید لباس اور سر پر زلفیں نیز گنبدِ خضریٰ کی یاد دلا دینے والا سبز سبز عمامہ، چہرے پر شریعت کے مطابق ایک مٹھی داڑھی، بقدرِ ضرورت گفتگو کا باادب انداز، خوش اخلاقی کا نمایاں وصف اور کردار کی پاکیزگی آپ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دے گی کہ مجھے سفرِ آخرت کی کامیابی کے لئے ایسا ہی مدنی ماحول درکار ہے۔ قوی گمان ہے کہ ان ہی میں سے کوئی آگے بڑھ کر آپ سے ملاقات کرے، جس کے نتیجے میں آپ دعوتِ اسلامی کے ماحول کی افادیت کے مزید

قائل ہو جائیں اور آپ بھی یہ مدنی مقصد لے کر گھر لوٹیں کہ ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل''

پیارے اسلامی بھائیو! جس مدنی مقصد کو آپ نے اجتماع میں شرکت کی برکت سے اپنایا تھا اس مقصد کو پورا کرنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اپنی اصلاح کے لئے امیرِ اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، شیخِ طریقت، عالم باعمل، یادگارِ اسلاف حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کیجئے[۱]، مدنی انعامات کا رسالہ آپ کو مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے بآسانی ہدیۃً مل جائے گا، اس کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ دراصل خود احتسابی کا ایک جامع اور خود کار نظام ہے جس کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بتدریج دور ہو جاتی ہیں اور اس کی برکت سے پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ مدنی انعامات کے سلسلے میں درکار وضاحت کے لئے ''**جنت کے طلب گاروں کے لئے مدنی گلدستہ**'' نامی رسالہ بھی مکتبۃ المدینہ سے حاصل فرمالیں۔ ان انعامات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ روزانہ اس رسالے کو پر کیجئے (یہ بھی ایک مدنی انعام ہے) اور ہر مدنی ماہ (یعنی قمری مہینے) کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے علاقے کے ذمہ دار اسلامی بھائی کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے سلسلے میں دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے لئے سفر کرنے والے مدنی قافلوں میں شرکت بھی بے حد ضروری

---

[۱] : اسلامی بھائیوں کے لئے 72 مدنی انعامات، اسلامی بہنوں کے لئے 63، اسکولز، کالجز اور جامعات کے طلباء کے لئے 92، طالبات کے لئے 83، اور مدرسۃ المدینہ کے مدنی منّوں کے لئے 40 ہیں۔ ۱۲ منہ

ہے۔ اپنی روزمرہ کی دنیاوی مصروفیات ترک کرکے اپنے گھر والوں اور فکرِ آخرت سے غافل کردینے والے دوستوں کی صحبت چھوڑ کر جب ہم ان قافلوں میں سفر کریں گے تو ان قافلوں میں سفر کے دوران ہمیں اپنے طرزِ زندگی پر دیانت دارانہ غور و فکر کا موقع میسر آئے گا، اپنی آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے کی خواہش دل میں پیدا ہوگی، جس کے نتیجے میں اب تک کئے جانے والے گناہوں کے ارتکاب پر ندامت محسوس ہوگی، ان گناہوں کی ملنے والی سزاؤں کا تصور کرکے رونگٹے کھڑے ہوجائیں گے، دوسری طرف اپنی ناتوانی و بے کسی کا احساس دامن گیر ہوگا اور اگر دل زندہ ہوا تو خوفِ خدا کے سبب آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک کر رخساروں پر بہنے لگیں گے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ان مدنی قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں فحش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ زبان سے درودِ پاک جاری ہوجائے گا، یہ تلاوتِ قرآن، حمدِ الٰہی اور نعتِ رسول ﷺ کی عادی بن جائے گی، دنیا کی محبت سے ڈوبا ہوا دل آخرت کی بہتری کے لئے بے چین ہوجائے گا، اغیار کی وضع قطع پر اِترانے والا جسم اپنے پیارے آقا ﷺ کی سنتوں کا آئینہ دار بن جائے گا، غیروں کے طریقوں کو چھوڑ کر اسلافِ کرام رحمہم اللہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی تڑپ نصیب ہوگی، یورپی ممالک کی رنگینیوں کو دیکھنے کی خواہش دم توڑ دے گی اور مکۃ المکرّمہ و مدینۃ المنورہ کے مقدس سفر کی تمنا نصیب ہوگی، وقت کی دولت کو محض دنیا کمانے کے لئے صرف کرنے کی بجائے اپنی آخرت کی بہتری کے لئے خدمتِ دین میں صرف کرنے کا شعور نصیب ہوگا۔ ان شاء اللہ عزوجل

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اپنا خوف اور اپنے مدنی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عشق عطا فرمائے اور اسے ہمارے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

ماخذ ومراجع

﴿۱﴾ القرآن الحکیم مطبوعۃ دارالعلوم امجدیہ کراچی ......

﴿۲﴾ تفسیر الدر المنثور مطبوعۃ داراحیاء التراث العربی ......

﴿۳﴾ صحیح البخاری مطبوعۃ دار احیاء التراث العربی بیروت......

﴿۴﴾ صحیح مسلم مطبوعۃ داراحیاء التراث العربی بیروت

﴿۵﴾ جامع الترمذی مطبوعۃ دار الفکر بیروت ......

﴿۶﴾ سنن ابن ماجہ مطبوعۃ دارالمعرفۃ بیروت ......

﴿۷﴾ مشکوۃ المصابیح مطبوعۃ دارالفکر بیروت ......

﴿۸﴾ کنزالعمال مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت ......

﴿۹﴾ شعب الایمان مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت ......

﴿۱۰﴾ اسد الغابۃ مطبوعۃ داراحیاء التراث العربی بیروت......

﴿۱۱﴾ حلیۃ الاولیاء مطبوعۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ......

﴿۱۲﴾ فتاوی رضویہ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی ......

﴿۱۳﴾ احیاء العلوم مطبوعۃ دار صادر بیروت ......

﴿۱۴﴾ کیمیائے سعادت مطبوعہ انتشارات تہران ......

﴿۱۵﴾ منہاج العابدین مطبوعۃ مکتبۃ ابن القیم دمشق......

﴿۱۶﴾ مکاشفۃ القلوب دارالکتب العلمیۃ بیروت......

﴿۱۷﴾ درۃ الناصحین مطبوعۃ دارالفکر بیروت......

﴿۱۸﴾ المنبہات علی الاستعداد مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور......

﴿۱۹﴾ کتاب التوابین مطبوعة دار الکتب العلمیة بیروت……

﴿۲۰﴾ ذم الھوی مطبوعة دار الکتب العلمیة بیروت……

﴿۲۱﴾ تذکرۃ الاولیاء مطبوعہ انتشارات تہران ……

﴿۲۲﴾ شرح الصدور مطبوعة مرکز اھل السنة برکات رضا ھند

﴿۲۳﴾ تذکرۃ المحدثین مطبوعہ فرید بك اسٹال لاھور ……

﴿۲۴﴾ اولیائے رجال الحدیث مطبوعہ ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی

﴿۲۵﴾ حکایات الصالحین مترجم مطبوعہ ضیاء القرآن لاھور

﴿۲۶﴾ حیات اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ مطبوعہ مکتبۂ نبویہ لاھور

﴿۲۷﴾ فیضان سنت مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی ……

﴿۲۸﴾ ”میں سدھرنا چاھتا ھوں“ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی

﴿۲۹﴾ ”قفل مدینہ“ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی ……

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

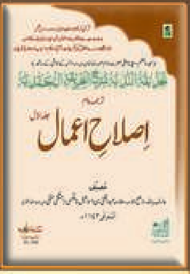

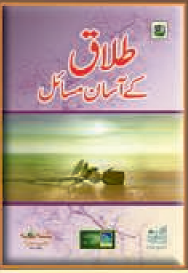

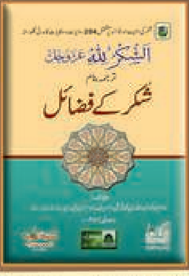

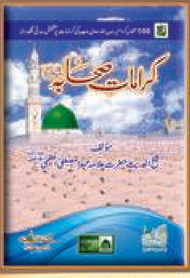

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی اِلتجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سُنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ **"فکرِ مدینہ"** کے ذَرِیعے مَدَنی اِنعامات کا رِسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذِمّہ دار کو جَمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گُناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافِلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردار آباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں میر پور۔ فون: 058274-37212
- حیدر آباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 1 النور سٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا) ضیا مارکیٹ، بالمقابل جامع مسجد سید حامد علی شاہ۔ 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)
فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
فون: 021-34921389-93 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net